آپ حج کیسے کریں

از

مولانا محمد منظور نعمانی

و

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ناشر کتب خانہ الفرقان لکھنؤ

قیمت مجلد بیگ گلینہ

عرض ناشر

حج و زیارت کے موضوع پر اردو زبان میں اب اتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے واقف کار کے لیے بھی ان کی تعداد بتانا ناممکن ہے ـــــ لیکن یہ کتاب "آپ حج کیسے کریں؟" اپنی اس خصوصیت میں بجا طور پر بھی منفرد اور عدیم النظیر ہے کہ یہ حج و زیارت کے اعمال و آداب اور اسکے طریقہ کی پوری رہنمائی بھی کرتی ہے اور دل میں سوز و گداز اور وجد و ذوق کی وہ کیفیات بھی پیدا کرتی ہے جو حج و زیارت کی روح اور جان ہیں۔

اللہ کے جن بندوں نے اس کتاب کو اپنے ساتھ رکھکر حج کیا ہے ان کا عام احساس اور تاثر یہ ہے کہ حج کو جانے والے جو حضرات اسکو سفر حج میں اپنے مطالعہ میں رکھیں گے ان کو بالکل ایسا محسوس ہوگا کہ اللہ کا کوئی بندہ ان کا ہاتھ پکڑ کے عاشقانہ طریقہ سے حج ادا کرا رہا ہے اور قلب و قالب اور ظاہر و باطن کی یکساں رہنمائی کر رہا ہے۔

یہ کتاب جب پہلی بار شائع ہوئی تھی تو اسمیں چند اور مضامین بھی شامل کر دیے گئے تھے جنکی وجہ سے کتاب کی ضخامت بہت بڑھ گئی تھی اور لاگت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے قیمت بھی تین روپے رکھنی پڑی تھی ـــــ اور اگرچہ ہم نے یہ اعلان اسی میں کر دیا تھا

جو عازمین حج پیسوں کی کمی کی وجہ سے اس کتاب کو خرید نہ سکتے ہوں وہ اگر ہمیں لکھیں گے
تو ہم ایک نسخہ ان کی خدمت میں بلا قیمت پیش کر دینگے — لیکن تجربے سے معلوم ہوا کہ
پچھلے سالوں میں حج کو جانے والے بہت سے حضرات نے اسکی قیمت کو اپنے لیے زیادہ سمجھ کر
شوق کے باوجود خریدا بھی نہیں اور ازراہ شرافت ہم سے مفت منگوانا بھی پسند نہیں کیا۔
اس لیے قیمت کم کرنے ہی کی غرض سے ہم نے دوسرے اڈیشن کی طباعت کے وقت بعض وہ
مضامین اس میں سے کم کر دیے جو مقصد کے لحاظ سے زیادہ اہم نہیں تھے یا جو الگ بھی شائع
ہو چکے تھے، اور حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی اور مولانا سید ابوالحسن علی صاحب
ندوی ہی کے دو مقالے اسمیں باقی رکھے تھے اور واقعہ یہ ہو کہ یہی دو مقالے دراصل اس کتاب
کی جان تھے، یہاں تک کہ دوسرے اڈیشن سے ہم نے نظم کا حصہ بھی نکال دیا تھا لیکن اب
اس چوتھے اڈیشن میں چند منتخب شوق انگیز نظموں کا پھر اضافہ کر دیا گیا ہو' امید ہو کہ ناظرین کرام
کیلئے، خاصکر اس مقدس عاشقانہ سفر کے مسافروں کیلئے یہ اضافہ بہت مبارک اور مفید ثابت ہوگا۔
ہماری دلی آرزو ہو کہ حج کو جانیوالے تمام تعلیمیافتہ حضرات کے ہاتھوں تک کسی طرح ہم اسکو پہنچا سکیں
اسلیے دل کے پورے خلوص کیساتھ پھر یہ پیشکش کیجاتی ہو کہ حج کو جانیوالے جو حضرات پیسہ کی کمی کی وجہ سے
اس کم قیمت پر بھی یہ کتاب نہ خرید سکتے ہوں وہ ہمارے کسی جانے پہچانے صاحب کی تصدیق کے ساتھ ہم
کو خط لکھدیں ہم ان کی خدمت میں کتاب کا ایک نسخہ انشاء اللہ بلا قیمت پیش کر دیں گے۔
اور یہ ہماری طرف سے ان پر ہرگز کوئی احسان نہ ہوگا بلکہ ان کا بہت بڑا احسان ہم پر ہوگا کہ
اس سعادت کا ہم کو انھوں نے موقعہ دیا — البتہ محصولڈاک (۱۰) بذریعہ منی آرڈر ان کو پیشگی
روانہ فرمانا ہوگا۔

ناچیز، ناظم کتب خانہ الفرقان

اگر

اسی دُنیا اور اسی زندگی میں
آرام گاہ نبویؐ تک رسائی کی کوئی صورت ہوتی
اور یہ سیاہ بخت بھی کسی طرح وہاں پہونچ سکتا
تو اپنی مرتب کی ہوئی

یہ چھوٹی سی کتاب

اپنے دونوں ہاتھوں سے حضورِ اقدس میں پیش کر کے

عرض کرتا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

فہرست عنوانات بقید صفحات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگلے صفحہ سے جو مضمون شروع ہو رہا ہے در اصل یہ ایک خط ہے جو ۱۳۶۹ھ میں حج کو جانے والے اپنے ایک مخلص دوست کو مخاطب کر کے اس طور پر لکھا گیا تھا کہ حج کو جانے والے جو بھی اللہ کے بندے اس کو مطالعہ میں رکھیں وہ اس مقدس سفر کی ہر منزل میں اس سے پوری رہنمائی حاصل کر سکیں۔

اس کی پہلی اشاعت پر ۸-۹ سال گزر چکے ہیں، اور یہ ناچیز اپنے رب کریم کے اس فضل و احسان کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہو کر ان سالوں میں اسکے ہزار ہا بندوں نے سفر حج میں اس سے رہنمائی حاصل کی اور ان میں سے بہت سوں نے اپنا یہ احساس بتایا کہ اسکو مطالعہ میں رکھکر حج کرنے والے کو بالکل ایسا محسوس ہوتا ہو کہ گویا اللہ کا کوئی واقفکار اور تجربہ کار بندہ ساتھ ہو اور وہ انگلی پکڑ کر صحیح اور مسنون طریقہ پر حج ادا کرا رہا ہے۔

اسی طرح اللہ کے بہت سے بندوں کے متعلق معلوم ہوا کہ اس کتاب کو پڑھ کر ان کا دل حج و زیارت کیلئے بے چین ہو گیا اور انھیں جانا بھی نصیب ہو گیا ـــــ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اُحْصِی ثَنَاءً عَلَیْکَ۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

شوال ۱۳۷۷ھ

عازمِ حج کے نام

باسمہٖ سبحانہٗ

بڑے خوش نصیب میرے دینی بھائی! تم پر اللہ کا سلام اور اسکی رحمتیں! اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کی قدر و عظمت کو پوری طرح محسوس کیجیے اور اس کا شکر ادا کیجیے کہ اپنے مقدس گھر اور اپنے محبوب رسول کے محترم شہر کی حاضری کا ارادہ اس نے آپ کے دل میں ڈالا اور اس کا سامان بھی مہیا کر دیا۔

"کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

اور سب سے بڑا شکر اس نعمت کا یہ ہو کہ وہاں کے فیوض و برکات اور انوار و تجلیات کے لیے تا بحد امکان اپنے کو تیار کرنے میں، اور حج کے اعمال اور اس کا طریقہ سیکھنے کی کوشش میں ابھی سے مشغول ہو جائیے! — بڑا بے نصیب بڑا ناشکرا اور اپنے رب کی اتنی بڑی نعمت کی بڑی ناقدری کرنیوالا ہو وہ بندہ جسکو اس کا مولا ایسا موقع دے اور وہ وہاں کی حاضری کے آداب اور طریقے سیکھنے اور وہاں کے لیے اپنے کو بنانے سنوارنے

کی کوئی فکر نہ کرے، اور یوں ہی غفلت اور لاپرواہی اور بدسلیقگی اور بے شعوری کے ساتھ وہاں جا اترے۔

چند ورق کے اس خط میں جو کچھ لکھنے کا ارادہ ہے اگر اللہ تعالیٰ نے لکھوا دیا تو حج کے اعمال و آداب معلوم کرنے میں انشاء اللہ اس سے آپ کو کافی مدد ملے گی۔ واللہ ولی التوفیق۔

اچھے رفیق کی تلاش

اس راستہ میں سب سے زیادہ ضروری اور پہلی چیز یہ ہے کہ حج کو جانے والے اللہ کے کسی ایسے بندے کا ساتھ تلاش کیجئے جو حج کے مسائل بھی اچھی طرح جانتا ہو، اور مرد صالح ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی ایسے بندے کا ساتھ نصیب فرمادیں جو مسائل حج سے واقفیت اور صلاح و تقویٰ کے علاوہ حج کا تجربہ بھی رکھتا ہو تو فوراً عملی نور، بس اُن سے اجازت لے کر اُن کے ساتھیوں میں شامل ہو جائیے، اور پھر پورے سفر میں اُن کے مشوروں پر عمل کیجئے۔ لیکن اس کی پوری احتیاط کیجئے کہ آپ ان کیلئے تکلیف کا سبب نہ بنیں، اللہ کے صالح بندے چونکہ عام لوگوں سے زیادہ حساس اور لطیف مزاج ہوتے ہیں اسلئے خلاف مزاج باتوں سے انہیں دوسرے لوگوں سے زیادہ تکلیف پہونچتی ہو۔ اگرچہ زبان سے وہ اس کا اظہار نہ کریں۔

ساتھ رکھنے کی چند کتابیں

سفر حج میں کچھ دینی کتابیں بھی ضرور اپنے ساتھ رکھیئے، کم از کم ایک کتاب

ایسی ہو جس سے بوقت ضرورت حج کے مسائل معلوم ہو سکیں، اور ایک دو کتابیں ایسی ہوں جن کے مطالعہ سے آپ کے دل میں عشق و محبت اور خوف و خشیت کی وہ کیفیات پیدا ہوں جو دراصل حج کی اور ہر دینی عمل کی رُوح ہیں ضروری مسائل کے لیے مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی کی "رفیق حج" یا مولانا مفتی سعید احمد صاحب (سہارنپوری) کی مختصر کتاب "حج و زیارت کا مسنون طریقہ" کافی ہے (مفتی صاحب موصوف ہی کی دوسری کتاب "معلم الحجاج" ہے، جو حج کے مسائل پر بہت جامع اور مفصل کتاب ہے، لیکن میرے خیال میں اس سے صرف علم والے ہی پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔)

اور کیفیات و جذبات پیدا کرنے کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ کی کتاب "فضائل حج" اور الفرقان کے "حج نمبر" کے بعض مضامین قابل مطالعہ ہیں[1]، ان کے علاوہ عمومی دینی مطالعہ اور تعلیم کے لیے اس عاجز کی تالیف "اسلام کیا ہے؟" انشاء اللہ کافی ہے۔

یہ کتابیں اس سفر میں خود اپنے مطالعہ میں رکھیے، دوسروں کو پڑھوائیے اور بے پڑھے بھائیوں کو پڑھ کر سنائیے، اس شغل میں آپ کا جتنا وقت گزرے گا انشاء اللہ اعلیٰ درجہ کی عبادت میں گزرے گا۔

---

[1] یہ کتاب جو اس وقت آپ کے سامنے ہے اس میں حج نمبر ۱۳۷۵ھ اور حج نمبر ۱۳۷۶ھ کے وہ خاص خاص مضامین جمع کئے گئے ہیں جو عشق و محبت اور خوف و خشیت کی کیفیات پیدا کرنے اور ابھارنے میں خصوصیت سے مفید ہو سکتے ہیں اور حج کا طریقہ بتلانے کیلئے بھی اب یہی کتاب کافی ہے اسلئے اب آپ کو کسی اور کتاب کی خاص ضرورت نہیں ہے۔

اخلاص اور تصحیح نیت

سفر شروع کرنے سے پہلے نیت کا جائزہ لیجئے اور صرف اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا کے حصول اور آخرت کے ثواب کو اپنا مقصد بنائیے! اسکے سوا کوئی چیز آپ کے لیے اس مقدس سفر کا اصل محرک نہ ہو، اللہ کے یہاں وہی عمل قبول ہوتا ہے جو صرف اس کے حکم کی تعمیل میں اور اس کی رضا کے لیے کیا گیا ہو۔

گناہوں سے توبہ و استغفار

روانگی سے پہلے سارے چھوٹے بڑے گناہوں سے سچے دل سے توبہ استغفار کیجیے، تاکہ گناہوں کی گندگی سے صاف ستھرے ہوکر آپ اپنے مولا کے دربار میں پہنچیں۔

حقوق العباد کی تلافی یا معافی

اللہ کے جن بندوں کے حقوق آپ کے ذمہ ہوں، جن کی کبھی آپ نے حق تلفی کی ہو، جن کو ستایا ہو، جن کا کبھی دل دکھایا ہو، ان سب سے معاملہ صاف کیجیے معاف کرائیے یا بدلہ دیجیے، اگر کسی کی امانت ہو تو اسکو ادا کیجیے ـــــ جن امور کے متعلق وصیت کرنی ہو اُن کے متعلق وصیت نامہ لکھ دیجیے ـــــ اور سوچ سمجھ کے اور استخارہ کرکے جانے کا دن اور وقت مقرر کیجیے۔

روانگی کا دن آنے سے پہلے ہی تمام انتظامات اور تیاریوں سے فارغ ہوجائیے تاکہ روانگی پورے اطمینان سے ہوسکے۔

گھر سے روانگی

جب روانگی کا وقت آئے تو خوب خشوع و خضوع سے دو رکعت نفل نماز گھر پر پڑھیے، اور سلام پھیرنے کے بعد سفر میں سہولت و عافیت کی اور معاصی سے حفاظت کی، اور حجِ مبرور[۱] اور زیارت مقبول نصیب ہونے کی پورے الحاح سے دعا کر کے اہلِ خانہ سے رخصت ہو جائیے ـــــ یاد ہو تو گھر سے نکلتے وقت یہ دُعا پڑھیے:۔ "بِسْمِ اللّٰہِ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

یہ دعا یاد نہ ہو تو صرف "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر نکلیے۔

جب سواری پر سوار ہوں

پھر جب آپ سواری پر، مثلاً ریل پر سوار ہوں اور وہ روانہ ہونے لگے، تو اللہ کی حمد کیجیے، اور اس کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے ہماری راحت اور سہولت کے لیے دنیا میں یہ سواریاں مہیا فرمائیں، اور اتنے بڑے بڑے سفروں کو ہمارے لیے آسان کر دیا۔ اور یاد ہو تو یہ دُعا پڑھیے:۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ"

امیرِ قافلہ، اور قافلہ کا تعلیمی نظام

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ایک جگہ سے کئی کئی حاجی ساتھ روانہ ہوتے ہیں

---

[۱] "حجِ مبرور" وہ حج ہے جو ظاہر و باطن کے لحاظ سے صحیح اور قابلِ قبول ہو۔۱۲

(اور یہی بہتر بھی ہے) تو جب ٹرین روانہ ہو جائے اور لوگ اپنے سامان وغیرہ کی طرف سے سب ساتھی مطمئن ہو جائیں تو کسی ایک سمجھدار ساتھی کو قافلہ کا امیر بنا لیجئے[1]، اور یہ بھی طے کر لیجئے کہ اس پورے سفر میں حج کے مسائل اور اس کا طریقہ اور اس کے علاوہ بھی دین کی اور ضروری باتیں سیکھنے سکھانے کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رکھیں گے۔ جن لوگوں کو ساری عمر دین سیکھنے کی نوبت نہیں آتی، انھیں حج کے سفر میں اس کا کافی موقع مل جاتا ہے۔ الغرض سوچ سمجھ کے پورے قافلہ کا ایک تعلیمی نظام بھی بنا لیجئے' یہ بڑی اہم اور بڑے کام کی بات ہے ـــــ حج کو جانے والے بکثرت ایسے ہوتے ہیں جنھیں نماز پڑھنا بھی نہیں آتا ہے' اور بیچارے بعضے تو کلمہ تک سے ناواقف ہوتے ہیں، ایسے لوگوں کی دینی تعلیم پر وقت صرف کرنا بلاشبہ نوافل اور ذکر اذکار سے افضل ہے۔

ریل میں نماز اور جماعت کا بھی پورا اہتمام کیجئے' اگر غفلت کی وجہ سے ایک وقت کی نماز بھی خدانخواستہ قضا ہو گئی تو بیت اللہ کی سو نفل نمازوں سے بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکے گی۔

جہاز کے انتظار کا زمانہ

ریل کا سفر ختم کر کے جہاز کے انتظار میں بسا اوقات اچھی خاصی مدت تک حاجیوں کو بمبئی یا کراچی میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ آپ اس قیام کے زمانہ میں اچھی طرح اس کا خیال رکھیں کہ آپ حج و زیارت کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہیں اس لیے بے فائدہ سیر و تفریح اور خواہ مخواہ بازاروں میں گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں اور پورے اہتمام سے اپنا تعلیمی نظام

[1] کسی ساتھی کو قافلہ کا امیر مقرر کرنے کا کام اگر ریل میں سوار ہونے سے پہلے یا اپنے شہر یا بستی سے چلنے سے بھی پہلے کر لیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔

اور دوسرے معمولات یہاں کے زمانۂ قیام میں بھی جاری رکھیں۔

بمبئی اور کراچی میں تبلیغی جماعتیں

ان دونوں بندرگاہوں پر (بمبئی میں حاجیوں کے مسافر خانوں میں اور کراچی میں حاجی کیمپ میں) آپ کو انشاءاللہ تبلیغی کام کرنے والے اللہ کے کچھ بندے ملیں گے۔ آپ ان کے تبلیغی اور تعلیمی نظام میں شریک ہو جائیے۔ اور اگر ان کی کوئی خاص جماعت حج کو جانے والی ہو (اور چند سالوں سے اکثر جہازوں میں تبلیغی جماعتیں جاتی ہیں) تو آپ کے لیے سب سے بہتر یہ ہو کہ آپ بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائیے انشاءاللہ ان کی رفاقت میں آپ کو بہت کچھ دینی برکتیں حاصل ہوں گی۔

پورے سفر حج کیلئے بمبئی یا کراچی سے کیا کیا آپ کو ساتھ لینا چاہیے یہ سب آپ کو ان تبلیغی دوستوں سے ہی معلوم ہو جائے گا، اور اگر آپ ان کے رفیق بن گئے تو آپ کے یہ سارے انتظامات بھی انشاءاللہ آسانی سے مکمل ہو جائیں گے۔

بمبئی اور کراچی کی مدتِ قیام میں آپ کے مشاغل

بمبئی اور کراچی میں اکثر حجاج کا وقت بڑے انتشار اور پریشانی میں گزرتا ہے، آپ اپنی طبیعت میں جب انتشار اور پراگندگی اور پریشانی کی کیفیت محسوس کریں تو اپنے کو کسی اچھے کام میں لگا دیں مثلاً نفل نماز پڑھنے لگیں یا اللہ کے ذکر میں یا قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو جائیں یا اس وقت بیٹھ کر بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی کی حاضری اور روضۂ اقدس کی زیارت کے تصور سے لذت حاصل کرنے لگیں یا کوئی شوق انگیز کتاب پڑھنے لگیں۔ ایسے

وقت کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ کی کتاب "فضائلِ حج" کے اس حصہ کا مطالعہ انشاء اللہ خاص طور سے مفید ہوگا جس میں اللہ و رسول سے سچی محبت رکھنے والے بزرگوں کے حج و زیارت کے واقعات بیان کیے گئے ہیں ــــ گذشتہ سال (۱۹۷۵ء) کے "الفرقان" کے "حج نمبر" میں رفیق محترم مولانا سید ابو الحسن علی کا جو مضمون زیرِ عنوان "اپنے گھر سے بیت اللہ تک" شائع ہوا تھا وہ بھی اس مقصد کے لیے بہت مناسب اور دل پر بہت اثر کرنے والا اور بڑا شوق انگیز ہے[1] ــــ نیز ہمارے دوست ناز مرحوم حضرت حمید صدیقی لکھنوی کے کلام کا مجموعہ "گلبانگِ حرم" بھی اس مقصد کے لیے بہت خوب ہے۔

بہرحال بمبئی یا کراچی میں (اور اسکے بعد بھی ہر منزل و موقع پر) جب طبیعت میں انتشار و پراگندگی کا اثر ہو تو مذکورہ بالا شغلوں میں لگ جایئے، انشاء اللہ طبیعت میں سکون پیدا ہو جائے گا۔

جہاز پر سوار ہوتے وقت

جب جہاز پر سوار ہونے کا وقت آئے تو سلامتی و عافیت، اور معاصی سے حفاظت کی دعا کرتے ہوئے بسم اللہ کہہ کے سوار ہو جایئے اور یاد ہو تو یہ دعا پڑھیے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ رَبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ

---

[1] یہ مضمون بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے۔ بعض منزل کے بعد آپ اسکو پڑھیں گے۔

اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝

سمندری سفر کا زمانہ

اگر کوئی تیز رفتار جہاز آپ کو ملا تو بھی کم از کم سات آٹھ دن، ورنہ بارہ تیرہ دن آپکے جہاز میں گزریں گے ــــــ بہت سے لوگوں کو بحری سفر کی عادت نہ ہونے کی وجہ سے اور جہاز کی غیر معمولی حرکت سے دوسرے ہی دن سے چکر آنے لگتے ہیں۔ اور اس کا سلسلہ کئی کئی دن رہتا ہے۔ بعضوں کی طبیعت زیادہ خراب بھی ہو جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ آپ کو ایسی کوئی تکلیف ہو تو وقت پر نماز کی ادائیگی کا اس حالت میں بھی پورا اہتمام کیجئے۔ ہوش و حواس کی حالت میں جس شخص کی ایک وقت کی نماز بھی فوت ہو جائے وہ بڑے خسارہ میں ہے۔ اور جن دنوں میں طبیعت اچھی رہے تو تبلیغ و تعلیم اور ذکر و نوافل کے معمولات بہت سے پورے کرتے رہیے۔ خصوصاً مناسک حج کے سیکھنے، ضروری مسائل کے یاد کرنے یا دوسروں کو بتلانے اور یاد کرانے میں اپنا وقت گزاریے۔ نیز دوسرے حجاج بالخصوص بوڑھوں اور کمزوروں کی خدمت کی سعادت ضرور حاصل کیجئے، اور یہ سمجھ کے خدمت کیجئے کہ یہ اللہ و رسول کے مہمان ہیں۔ اور میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ اس لیے اس نسبت سے مجھ پر ان کی خدمت کا حق ہے۔ بعض اہل معرفت کا ارشاد ہے کہ:۔

> "طاعت و عبادت سے تو جنت ملتی ہے اور بندوں کی خدمت کے صلہ میں خود مولا ملتا ہے۔"

میقات آنے سے پہلے احرام کی تیاری

جدّہ جب قریبًا ایک دن رات کی مسافت پر رہ جاتا ہو تو وہ مقام آتا ہو جہاں سے ہندوستانی یا پاکستانی حجاج احرام باندھتے ہیں، جہاز میں بہت پہلے سے اس کا چرچا شروع ہو جاتا ہو، جہاز کے کپتان کی طرف سے بھی اعلان کر دیا جاتا ہو کہ فلاں وقت جہاز یلملم کی پہاڑیوں کے سامنے سے گزرے گا جب وہ وقت قریب آئے تو آپ بھی احرام باندھنے کی تیاری شروع کر دیں[1]۔ اگر حجامت بنوانے کا موقع ملے تو بنوا لیں، ناخن ترشوا لیں، بغل وغیرہ بھی صفائی کر لیں، اور خوب اچھی طرح غسل کریں، جس میں میل کچیل اور ہر قسم کی گندگی سے جسم کی صفائی اور پاکیزگی کی پوری کوشش کریں اور احرام باندھنے کے لیے تیار ہو جائیں

حج کی تین صورتیں

احرام کا طریقہ معلوم کرنے سے پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ ہمارے آپ کے لیے حج کی تین صورتیں ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں اور احرام کے وقت صرف حج کی نیت کریں، اس کو "افراد" کہتے ہیں[2]، دوسری صورت یہ ہو کہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھیں، اور ایک ہی احرام میں دونوں کو ادا کرنے کی نیت کریں، اس کو "قران" کہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں احرام کی ساری پابندیاں حج سے

---

[1] جو حضرات [illegible] سے پہلے جدّہ سے سیدھے مدینۂ طیبہ جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ یہاں احرام نہ باندھیں ان کو مدینۂ طیبہ سے روانگی کے وقت احرام باندھنا چاہیے۔ ۱۲ [2] جو صاحب کسی دوسرے کی طرف سے حج بدل کریں ان کو افراد ہی کرنا چاہیے۔ ۱۲

فارغ ہونے تک قائم رہتی ہیں جن کا نباہنا اکثر لوگوں کے لیے مشکل ہوتا ہے اور بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ لوگ ایسے کام اور ایسی باتیں کر بیٹھتے ہیں جن کی احرام کی حالت میں ممانعت ہے، اس لیے آج کل عوام کو ان دونوں صورتوں کا مشورہ نہیں دیا جاتا ــــــ تیسری صورت یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے اور مکہ معظمہ پہونچ کے عمرہ کر کے احرام ختم کر دیا جائے اور پھر آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد حرام سے حج کا احرام باندھا جائے، اسکو "تمتع" کہتے ہیں۔ اکثر لوگوں کے لیے یہی تیسری صورت آسان اور بہتر ہوتی ہے اسلیے تفصیل سے اسی کا طریقہ لکھتا ہوں۔

حج تمتع کا طریقہ

بہرحال اگر آپ میرے مشورہ کے مطابق تمتع کا ارادہ کریں تو جب میقات قریب آئے تو جیسے کہ اوپر ابھی بتلایا پہلے غسل کریں اور اگر کسی وجہ سے غسل نہ کر سکیں تو صرف وضو ہی کر لیں اور سلے کپڑے جسم سے اتار کر ایک لنگی پہن لیں اور ایک چادر اوڑھ لیں اور ان ہی دونوں کپڑوں میں دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ اس نماز میں سر چادر سے ڈھانک لینا چاہیے۔ پھر جیسے ہی سلام پھیریں سر سے چادر اتار دیں اور دل سے عمرہ کے احرام کی نیت کریں اور زبان سے بھی کہیں کہ:۔

"اے اللہ! میں صرف تیری رضا کے لیے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان فرما، اور صحیح طریقے پر ادا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل و کرم سے قبول فرما۔"

تلبیہ

پھر اس نیت کے ساتھ ہی کسی قدر بلند آواز سے تین دفعہ یہ تلبیہ پڑھیں:۔

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ؕ"

(میں حاضر ہوں خداوندا تیرے حضور میں، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں، اور ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں)

اس کو تلبیہ کہتے ہیں، یہ حج و عمرہ کا خاص ذکر اور گویا حاجی کا خاص ترانہ ہے۔ اور در اصل یہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی پکار کا جواب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے اللہ کے بندوں کو پکارا تھا، کہ آؤ اللہ کے در پر حاضری دو ــــــ پس جو بندے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کے اللہ کے گھر کی حاضری کے ارادہ سے جاتے ہیں وہ یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے گویا حضرت ابراہیمؑ کی اس پکار کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ "اے ہمارے رب تو نے اپنے مقبول بندے ابراہیمؑ سے ندا دلوا کے ہمیں بلایا تھا ہم حاضر ہیں، حاضر ہیں، تیرے حضور میں حاضر ہیں۔"

بہر حال تلبیہ پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے براہ راست اسی سے خطاب کریں، اور شوق اور خشیت کے ساتھ بار بار کہیں۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ
الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

تلبیہ پڑھ کر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ سے دعا کریں ——— اس موقع پر
یہ دعا خاص طور پر مستحب ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ[1]

اس کے بعد تلبیہ کی کثرت رکھیں، اب تلبیہ ہی آپ کے لیے گویا افضل ذکر ہے، جب
کسی سے ملنا ہو، جب بلندی پر چڑھنا یا نشیب میں اُترنا ہو تو ہر موقع پر اللہ کی عظمت
اور خشیت و محبت کی کیفیت کے ساتھ ہی کہہ پڑھیے:۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ،
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

احرام کی پابندیاں

جب آپ نے احرام کی دو رکعتیں پڑھ کے عمرہ یا حج کی نیت کر لی اور تلبیہ کہہ لیا تو اب
آپ "مُحرِم" ہو گئے، اور آپ پر احرام کی ساری پابندیاں عائد ہو گئیں، اب آپ سِلا
کپڑا نہیں پہن سکتے، سر اور چہرہ نہیں ڈھک سکتے، ایسا جوتا بھی نہیں پہن سکتے جو پاؤں
کے پشت کی اُبھری ہوئی ہڈی کو ڈھانکنے والا ہو، حجامت نہیں بنوا سکتے بلکہ جسم کے کسی حصہ

---

[1] ترجمہ:۔ "اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں، اور تیری ناراضی سے اور
دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔"

کا ایک بال بھی نہیں توڑ سکتے، ناخن نہیں تراش سکتے، خوشبو نہیں لگا سکتے، بیوی سے ہم بستر نہیں ہو سکتے، بلکہ ایسی کوئی بات بھی نہیں کر سکتے جو اس خواہش کو ابھارنے والی ہو اور جس سے نفس کو خاص لذت ملتی ہو، کسی جانور کا شکار نہیں کر سکتے، بلکہ اپنے جسم یا کپڑے کی جوں بھی نہیں مار سکتے[1]۔

حج اور عمرہ کے سلسلہ کا پہلا عمل یہی احرام ہے جو جدہ پہنچنے سے پہلے جہاز ہی پر باندھ لیا جاتا ہے اب مکہ معظمہ پہنچنے تک آپ کو کوئی خاص کام کرنا نہیں ہے بس احرام کی پابندیوں کو نباہیے اور شوق و محبت اور خوف و انابت کی کیفیت اپنے اندر بیدار کر کے تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیے۔ اس زمانہ میں جذب و عشق اور خوف و خشیت کی جس قدر کیفیت آپ کے اندر پیدا ہو جائے بس وہی اصل ابراہیمی میراث ہے اور وہی حج و عمرہ کی رُوح ہے۔

---

[1] عورتوں کے احرام کے بھی یہی احکام ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ وہ سلے کپڑے پہن سکتی ہیں اور سر کھولنے کا حکم بھی ان کیلئے نہیں ہے البتہ چہرے پر کپڑا ڈالنے کی ان کیلئے بھی ممانعت ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ ان کا احرام بس یہی ہے کہ چہرے پر کپڑا نہ ڈالیں حتیٰ کہ جب کسی اجنبی آدمی اور نامحرم شخص کا سامنا ہو تب بھی کسی اور چیز سے آڑ کر لیں کپڑا منہ پر نہ ڈالیں۔ اس مقصد کے لیے بمبئی وغیرہ میں جو ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے وہ نہایت اچھی ہے بہتر یہ ہے کہ اس کام کے لیے عورتیں اپنے ہاتھ میں پنکھا۔ یا اس قسم کی کوئی اور چیز رکھیں جس سے چہرہ نامحرموں سے چھپا سکیں۔ ۱۲

معلّم کو پہلے سے سوچ رکھیے

جدہ اترتے ہی آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کا معلّم کون ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ جس معلّم کا نام بتلادیں گے اسی کے وکیل کے سپرد آپ کو کر دیا جائے گا، لہذا پہلے ہی سے سوچ سمجھ کے طے کر لیجئے کہ آپ کس کو اپنا معلّم بنانا چاہتے ہیں۔

حجاج کو عموماً اپنے معلّم کی شکایت کرتے ہی دیکھا گیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ معلّمین بھی اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں اور حجاج کی رہنمائی اور راحت رسانی کا جو انتظام انہیں کرنا چاہیے اور جتنا وہ کر سکتے ہیں اکثر معلّم اتنا بھی نہیں کرتے لیکن اس عاجز کے نزدیک ان شکایتوں کی بڑی بنیاد خود حجاج کی یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ معلم سے ایسی توقعات وابستہ کر لیتے ہیں جو نہیں کرنی چاہئیں۔ بہت سی انتظامی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن میں بیچارے معلّم بھی بے بس اور دوسروں کے دست نگر ہوتے ہیں، پھر بھی اس میں شبہ نہیں کہ بعض معلم تجربہ میں دوسروں سے اچھے ثابت ہوتے ہیں لہذا سمجھدار اور تجربہ کار حجاج اگر کسی معلم کو اچھا بتلائیں اور مخلصانہ طور پر اس کے متعلق مشورہ دیں، تو آپ اسکو اپنا معلم بنالیں، بعض لوگ معلموں کی باقاعدہ ایجنٹی بھی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

جدہ

جدہ کے ساحل پر اتر کر آپ کو خوشی ہوگی اور ضرور خوشی ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے حجاز کی اس زمین پر قدم رکھنا آپ کو نصیب فرمایا جس کی محبت ہر مومن کے دل میں تمام

ملکوں سے زیادہ ہو۔ جدہ گویا حجاز کا سب سے بڑا بحری اسٹیشن ہے، اور مکہ معظمہ کا تو گویا دروازہ ہو۔ آپ کا پاسپورٹ آپ سے یہاں لے لیا جائے گا اور پھر آپ کو واپس نہیں دیا جائے گا بلکہ اندراج وغیرہ کی کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے معلم کے پاس پہونچ جائے گا۔

جدہ میں آپ کے معلم کا وکیل مکہ معظمہ جانے کے لیے آپ کے واسطے سواری کا انتظام کرے گا۔ اس میں کبھی کبھی ایک دو دن کی دیر بھی لگ جاتی ہے۔

جدّہ سے مکہ معظمہ

آپ کی طبیعت چونکہ مکہ معظمہ پہونچنے کے لیے بیتاب ہوگی اس لیے جدہ کا یہ تھوڑا سا قیام بھی آپ پر بہت گراں گزرے گا۔ بہرحال دیر سویر انتظام ہو ہی جائے گا۔ اور آپ موٹر کار یا لاری سے مکہ معظمہ روانہ ہو جائیں گے۔ جدّہ سے مکہ معظمہ کا راستہ صرف دو ڈھائی گھنٹہ کا ہے، سڑک بہت اچھی ہے۔ ڈرائیور بھی عموماً تیز چلانے کے عادی ہیں۔

حدِ حرم

مکہ معظمہ جب قریباً دس میل رہ جاتا ہے تو شمیسیہ مقام آتا ہو جہاں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہو۔ جہاں سنہ ۶ھ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عمرہ کرنے سے کفار نے روک دیا تھا اور پھر صلح کر کے بغیر عمرہ کیے آپ مدینہ واپس ہو گئے تھے۔ یہیں حدیبیہ کا وہ میدان ہو جس کے ایک درخت کے نیچے آنحضرت (صلی اللہ علیہ

وسلم) نے صحابہ کرام سے موت پر بیعت لی تھی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوا اور
جس کا قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔ بہر حال یہاں سے حرم کی حد شروع ہو جاتی ہے یہاں
سڑک کے قریب ہی بطور نشانی کے ایک مینارہ بھی بنا ہوا ہے اور ایک لکھی ہوئی تختی
بھی لگی ہوئی ہے۔ جب یہ مقام آئے تو شوق و محبت اور خوف و ادب کی کیفیت کو پوری
طرح اپنے پر طاری کیا جائے اور اللہ سے دعا کی جائے کہ "اے اللہ یہ تیرا اور تیرے
رسول کا حرم ہے اس میں جانوروں کو بھی امن ہے، تو اس کی برکت اور حرمت سے
میرے گوشت پوست اور سارے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دے اور قیامت کے
عذاب سے مجھے امن نصیب فرما۔"

اور اگر معنی مطلب کے ساتھ آپ کو یاد ہو تو اچھا ہو کہ پھر یہ دعا ان عربی الفاظ میں کریں:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَحَرَمُ رَسُوْلِكَ فَحَرِّمْ لَحْمِيْ وَدَمِيْ وَعَظْمِيْ
وَبَشَرِيْ عَلَى النَّارِ اَللّٰهُمَّ آمِنِّيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ؕ

مکۂ معظمہ میں داخلہ

تھوڑی دیر کے بعد آپ کو مکۂ معظمہ کی عمارتیں نظر آنے لگیں گی، اس وقت پھر اپنے اندر
خشیت و ادب کی کیفیت پوری طرح پیدا کر کے اللہ سے دعا کیجئے:۔

"اے اللہ! مجھے اپنے اس پاک اور مبارک شہر میں سکون و اطمینان
سے رہنا نصیب فرما، اور یہاں کے حقوق اور آداب ادا کرنے کی
توفیق دے اور حلال رزق عطا فرما۔"

پھر جب آپ کی موٹر اللہ کے مقدس شہر میں داخل ہونے لگے تو پھر دل حاضر کرکے دعا کیجیے:

"اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرا فرض ادا کرنے اور تیری رضا اور رحمت کا طالب بن کر آیا ہوں، تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اور قیامت کے دن کی معافی اور بخشش میرے لیے مقدر فرما دے اور میرا حج صحیح طور سے ادا کرا دے۔"

مسجد حرام کی حاضری اور طواف

موٹر آپ کو معلم کے مکان پر پہونچا دے گی، بہتر یہ ہو کہ آپ سامان اتار کے، اور اگر وضو نہ ہو تو وضو کرکے اسی وقت مسجد حرام جائیں۔ مسجد حرام کے بہت سے دروازے ہیں۔ "باب السلام" سے داخل ہونا بہتر ہے۔ داخلہ کے وقت "بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ" کہہ کے داہنا پاؤں اندر رکھیے اور یہ دعا پڑھیے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔"

پھر جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو "اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" کہہ کے اور ہاتھ اٹھا کے خوب دل سے دعا مانگیے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَّزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّبِرًّا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اَعُوْذُ بِرَبِّ الْبَيْتِ مِنَ الدَّيْنِ وَالْفَقْرِ وَمِنْ ضِيْقِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

(ترجمہ) اے اللہ اپنے اس مقدس گھر کی عزت و عظمت، شرافت و ہیبت میں ترقی فرما اور حج و عمرہ کرنے والوں میں جو اس کی تعظیم و تکریم کریں ان کو بھی شرافت و عظمت اور نیکی عطا فرما۔ اے اللہ تیرا ہی نام سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، تو ہم پر سلامتی بھیج۔ میں اس مقدس گھر کے رب سے پناہ مانگتا ہوں، قرضہ سے اور محتاجی سے اور سینہ کی تنگی سے اور قبر کے عذاب سے۔"

اس کے بعد سیدھے حجر اسود کی طرف آئیے[1]۔ اور چونکہ آپ کو اس طواف کے بعد عمرہ کی سعی بھی کرنی ہوگی اسلیے اضطباع کر لیجیے یعنی احرام کی اوڑھنے کی چادر داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر ڈال لیجیے اور پھر حجر اسود کے مقابل اس طرح کھڑے ہو کے طواف کی نیت کیجیے کہ آپ کا داہنا مونڈھا حجر اسود کے بائیں کنارے[2] کی سیدھ پر ہو، اور پورا حجر اسود آپ کے داہنی طرف ہو۔ پھر نیت کرنے کے بعد ذرا داہنی جانب ہٹ کر حجر اسود کے بالکل سامنے کھڑے ہو کر نماز کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہیے:

"بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَلِلّٰہِ الْحَمْد"

پھر اگر موقع ہو تو آگے بڑھ کر ادب سے حجر اسود کو بوسہ دیجیے اور اگر اژدحام ایسا ہو

---

[1] مسجد حرام میں داخل ہو کے پہلے تحیۃ المسجد نہ پڑھنا چاہیے۔ بلکہ طواف کرنا چاہیے، یہاں کا تحیہ طواف ہی ہے۔
[2] بائیں کنارے سے مراد یہاں حجر اسود کا وہ حصہ ہے جو طواف کنندہ کے بائیں جانب ہو۔ ۱۲

کر اس کو بوسہ دینا، یا صرف اپنا ہاتھ بھی اس تک پہونچانا آسان نہ ہو تو پھر اپنی ہی جگہ پر کھڑے کھڑے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر دیجئے اور یہ خیال کیجئے کہ گویا آپ نے اپنی ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ دیں، اور اس وقت یہ دعا پڑھیئے:۔

"بسم اللہ اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ و للہ الحمد"

پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لیجئے، اور طواف شروع کر دیجئے۔

ایک طواف میں خانۂ کعبہ کے سات چکر لگائے جاتے ہیں، یعنی سات چکروں کا ایک طواف ہوتا ہو پہلے تین چکروں میں رمل[1] کیجئے، یعنی ذرا مونڈھے ہلا کے اور اکڑ کے قریب قریب قدم ڈالیے اور پہلوانوں کی طرح کسی قدر تیز چلیے، باقی چار چکروں میں اپنی معمولی رفتار سے چلیے۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ تلبیہ جو احرام کے وقت سے شروع ہوا تھا وہ عمرہ کا طواف شروع کرنے پر ختم ہو جاتا ہو۔ اس لیے اس طواف میں اور اس کے بعد آپ تلبیہ نہیں پڑھیں گے۔

طواف کی دُعائیں

معلم لوگ طواف میں حاجیوں سے بعض خاص دعائیں پڑھواتے ہیں جو عام طور سے بیچارے حاجیوں کو یاد نہیں ہوتیں اور نہ وہ بیچارے ان کے کسی لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں، نہایت جہل اور غلط طریقہ ہو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ طواف کے لیے کوئی

---

[1] رمل اور اضطباع صرف اس طواف میں کیا جاتا ہو جس کے بعد سعی کرنی ہوتی ہو اور صرف مرد کرتے ہیں، عورتوں کو نہ رمل کا حکم ہو نہ اضطباع کا۔

(۳)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَاقَةِ وَمَوَاقِفِ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ترجمہ) اے اللہ میں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

عام حاجی اگر صرف یہی دعائیں یاد کرلیں اور پورے طواف میں انہیں پڑھتے رہیں تو بالکل کافی ہو اور معلموں کی اُن لمبی لمبی دعاؤں سے جن کو اکثر حاجی بالکل نہیں سمجھتے، بلکہ صحیح طور پر پڑھ بھی نہیں سکتے۔ ان چھوٹی چھوٹی تین دعاؤں کو سمجھ کر اور صحیح طور سے پڑھنا ہزار درجہ بہتر ہے۔

ان کے علاوہ بھی جو بھی دعائیں یاد ہوں طواف میں پڑھی جا سکتی ہیں، دُعا کا اصول یہ ہو کہ جس دعا میں زیادہ جی لگے اور دل میں حضور اور خشوع کی کیفیت پیدا ہو، وہی دعا سب سے بہتر ہو۔ یہاں قرآن و حدیث کی بہت مختصر مختصر دس دعائیں اور لکھتا ہوں، یہ بھی بڑی آسانی سے یاد ہو سکتی ہیں، پھر ان میں سے جو زیادہ دل کو لگے اسی کو زیادہ پڑھیے۔

(۱)

"لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ"

(ترجمہ) اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں

ظالموں خطاکاروں میں ہوں۔

(۲)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

(ترجمہ) اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری حمد کرتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

(۳)

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ"

(ترجمہ) پروردگار! بخش دے اور رحم فرما، تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

(۴)

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ"

(ترجمہ) اے مالک! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب ایمان والوں کو بخش دیجیے جس دن کہ حساب کتاب ہو۔

(۵)

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الرَّاحَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے موت کے وقت راحت کا، اور حساب کے وقت معافی کا سوال کرتا ہوں،

(۶)

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ"

(ترجمہ) اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری رضا اور جنت مانگتا ہوں، اور تیری ناراضی سے اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(۷)

"اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَجَنِّبْنِیْ عَذَابَکَ"

(ترجمہ) اے اللہ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لے اور اپنے عذاب سے بچا دے۔

(۸)

"یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ"

(ترجمہ) اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور سب کے تھامنے والے بس تیری رحمت ہی سے فریاد ہے۔

(۹)

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی"

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا اور تقوے کا، اور شرم و عار کی باتوں سے بچے رہنے کا، اور محتاج نہ ہونے کا۔

(۱۰)

"اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَسَهِّلْ لَنَا اَبْوَابَ رِزْقِكَ"

(ترجمہ) اے اللہ ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور رزق کی راہیں ہمارے لیے آسان کر دے۔

یہ سب چھوٹی چھوٹی دعائیں بھی بڑی آسانی سے یاد کی جا سکتی ہیں، اور طواف میں پڑھی جا سکتی ہیں۔[1]

مناسک کی کتابوں میں طواف کے لیے جو خاص خاص دعائیں لکھی گئی ہیں اگر آپ ان ہی کو پڑھنا چاہیں، اور ان ہی میں آپ کا زیادہ جی لگے تو پھر آپ ان ہی کو پڑھیں اس لیے ذیل میں ترتیب وار وہ بھی یہاں لکھے دیتا ہوں۔

حجر اسود کا استلام کر کے یعنی حجر اسود کو بوسہ دے کے، یا بجائے اس کے اپنا ہاتھ اس تک پہونچا کے اور اسکو چوم کے، یا اپنی ہتھیلیاں دور ہی سے اس کی طرف کر کے اور ان کو چوم کے جب آپ طواف شروع کریں، اور بیت اللہ کے دروازہ کی طرف چلیں تو سب سے پہلے یہ دعا پڑھیں:۔

---

[1] اس عاجز نے قرآن و حدیث سے منتخب کر کے ایسی ہی چالیس مختصر اور جامع دعائیں اپنی کتاب "اسلام کیا ہے؟" کے آخر میں لکھ دی ہیں جو حضرات ان دعاؤں کے یاد کرنے کا شوق رکھیں وہ وہاں دیکھ کر یاد کر لیں اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ طواف کرتے ہوئے کتاب میں دیکھ دیکھ کر دعائیں پڑھی جائیں۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيقًا بِكِتَابِكَ وَ وَفَاءً بِعَهْدِكَ

وَاتِّبَاعًا بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اتباعاً

(ترجمہ: اے اللہ میں تیرے گھر کا طواف کرتا ہوں تجھ پر ایمان

لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد

کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

سنت کی پیروی کرتے ہوئے۔

یہ دعا ملتزم کے سامنے چند قدم پر ختم ہو جائے گی، اور اتنی ہی دیر میں

آپ بیت اللہ کے دروازے کے سامنے پہنچ جائیں گے۔ اس وقت آپ عرض کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْاَمْنَ

اَمْنُكَ وَهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِيْ

مِنَ النَّارِ

(ترجمہ، اے اللہ! یہ گھر تیرا گھر ہے۔ اور یہ حرم تیرا حرم ہے اور

امن تیرا ہی دیا ہوا امن ہے اور دوزخ کی آگ سے تیری پناہ

پکڑنے والوں کی یہ جگہ ہے، بس تو اپنے کرم سے مجھے بھی دوزخ

کے عذاب سے بچا دے۔

اتنے میں آپ مقام ابراہیم کے سامنے پہونچ جائیں گے۔ اس وقت آپ عرض کریں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ الْعَائِذِ اللَّائِذِ بِكَ

مِنَ النَّارِ فَحَرِّمْ لُحُوْمَنَا وَبَشَرَتَنَا عَلَى النَّارِ۔

الٰہی یہ تیرے خلیل ابراہیم کا مقام ہے جنھوں نے تیری ہی پناہ چاہی تھی اور تیرا ہی سہارا پکڑا تھا جب کہ انھیں آگ میں ڈالا گیا تھا، بس تو ان کی نسبت اور اپنے کرم سے ہمارے گوشت پوست کو آگ پر حرام کر دے۔

اتنے میں آپ "رکن عراقی" (بیت اللہ کے شمال مشرقی گوشہ) کے قریب پہونچ جائیں گے اس وقت آپ عرض کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ۔

اے اللہ! شک اور شرک سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اختلاف ونفاق اور بُرے اخلاق سے بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ پکڑتا ہوں کہ اپنے اہل و عیال اور اولاد و اموال میں میری واپسی کسی بُری حالت میں ہو۔

اب آپ "میزاب رحمت" کے سامنے آجائیں گے۔ وہاں پہونچ کر آپ عرض کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا لَّا یَزُوْلُ وَیَقِیْنًا لَّا

يَنْفَدُ وَمُرَافَقَةَ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ ، اَللّٰهُمَّ اَظِلَّنِيْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ وَلَابَاقِيَ اِلَّا وَجْهُكَ وَاسْقِنِيْ مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا اَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا ۔

الٰہی میں تجھ سے ایسا ایمان مانگتا ہوں جسے کبھی زوال نہ ہو اور ایسا یقین جو کبھی ختم نہ ہو، اور جنۃ الخلد میں تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! قیامت کے جس دن میں تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اور تیری ذات پاک کے سوا جب کوئی باقی نہ ہوگا تو اس دن مجھے اپنے عرش کا سایہ نصیب فرما، اور اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر سے مجھے ایسا پلائیے کہ اس کے بعد کبھی مجھے پیاس نہ ہو۔

پھر رکن شامی (یعنی بیت اللہ کے شمالی مغربی گوشہ) کے سامنے جب پہونچیں تو دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَّسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَّتِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ يَا عَزِيْزُ يَا غَفُوْرُ ۔

اے اللہ! میرا حج مبرور ہو، میری محنت قبول ہو، اور میرے گناہ معاف ہوں اور میری یہ تجارت ایسی تجارت ہو جس میں

کوئی نقصان نہ ہو، اے عزیز لے غفور۔

پھر رکن یمانی "(بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ) پر جب آپ پہونچیں تو اس پہ اپنے دونوں ہاتھ پھیریں اور اگر دونوں ہاتھ لگانا مشکل ہو تو صرف داہنا ہاتھ ہی پھیریں اور خوب دل سے اس وقت دعا کریں:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

اے اللہ میں دنیا اور آخرت میں تجھ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔

پھر رکن یمانی سے "حجر اسود" کی طرف چلتے ہوئے عرض کریں:۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے ہم کو بچا!۔

پھر جب آپ حجر اسود کے سامنے پہونچیں تو مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق پھر اس کا استلام کریں یعنی اگر کسی کو تکلیف دیئے بغیر اور خود زیادہ تکلیف اٹھائے بغیر اسکو چوم سکیں تو بڑھ کر ادب اور محبت سے چومیں، اور اگر اپنے ہاتھ ہی اس تک پہونچا سکیں تو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اس کو لگا کر چوم لیں۔ اور اگر یہ بھی مشکل ہو تو جیسے پہلے بتلایا جا چکا ہے دور ہی سے حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کے اور اپنی ہتھیلیاں اس کی طرف کر کے (اس طرح کہ اس وقت اپنے ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کے سامنے ہو) بس اپنے ہاتھ ہی چوم لیں۔

یہ بات خیال میں رکھنے کی ہو کہ طواف میں کانوں تک ہاتھ صرف شروع میں اٹھائے جاتے ہیں اس لیے اب نہ اٹھائیں بعض لوگ ناواقفی کی وجہ سے ہر دفعہ اسی طرح ہاتھ اٹھاتے ہیں۔

طواف میں حجرِ اسود سے چل کر جب آپ حجرِ اسود تک پہنچے تو یہ طواف کا ایک چکر ہوا (جس کو شوط کہتے ہیں) جب آپ ایسے سات شوط (چکر) کر لیں گے تو آپ کا ایک طواف پورا ہوگا۔ اس حساب سے ایک طواف میں حجرِ اسود کا استلام آٹھ دفعہ ہوگا۔

رکعتینِ طواف

طواف سے فارغ ہو کر آپ مقامِ ابراہیمؑ کی طرف آئیے اور اس وقت آپ کی زبان پر یہ آیت ہو "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى" ــــ اگر سہولت سے مقامِ ابراہیم کے پیچھے جگہ مل جائے تو وہاں ورنہ آس پاس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں طواف کی دو رکعتیں پڑھیے، ہر طواف کے ختم ہونے پر دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور اس کے لیے افضل جگہ مقامِ ابراہیم ہے۔ لیکن وہاں بڑی کشمکش رہتی ہے۔ اور بعض لوگ بڑی نادانی اور بے ادبی کی حرکتیں کرتے ہیں۔ اس لیے اگر وہاں اطمینان سے پڑھنے کا موقع نہ ہو تو اس کے قریب کہیں پڑھ لیں، ورنہ حطیم میں جاکر یا مطاف میں کہیں پڑھ لیں۔

ان دو رکعتوں کے ختم پر خوب خشوع خضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس موقع کے لیے بھی کوئی دعا مقرر نہیں ہے۔ مناسک کی اکثر کتابوں میں اس

وقت کے لیے ایک دعا لکھی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، اس عاجز کے نزدیک یہ دُعا اپنے مضمون کے لحاظ سے بھی یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ کو اگر اس کے الفاظ یاد کرنے مشکل ہوں تو مضمون ہی محفوظ کر لیں اور پھر اپنی ہی زبان میں اللہ سے مانگیں۔ دُعا یہ ہے :-

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ وَ رِضًا بِمَا قَسَمْتَ لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اے اللہ تو میری سب چھپی کھلی باتیں جانتا ہے اور میرے ظاہر باطن سے تو پوری طرح واقف ہے، لہٰذا میری معذرت کو قبول فرمالے اور میری سب حاجتوں، اور ضرورتوں کا تجھے علم ہے، لہٰذا جو میں تجھ سے مانگتا ہوں [illegible] مجھے عطا فرمادے اور میرا سوال پورا کردے۔ اور تجھے میرے دل کی باتوں اور نفس کے چھپے ارادوں کی بھی خبر ہے، لہٰذا تو میرے گناہ معاف کردے۔ اے اللہ! اے ارحم الراحمین میں تجھ سے ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے دل میں اتر جائے اور بس جائے، اور ایسا سچا یقین تجھ سے مانگتا ہوں جس کے بعد یہ حقیقت مجھ پر پوری

طرح کھل جائے کہ صرف وہی حالت مجھ پیدا ہوسکتی ہو جو تو نے میرے لیے لکھ دی ہو اور میرا دل اس پر بالکل راضی اور مطمئن ہو جائے جو تو نے مقدّر کر دیا ہے۔

ملتزم پر دُعا

طواف کے بعد کے اس دوگانہ اور دعا سے فارغ ہو کر ملتزم پر آئیے، حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ڈھائی گز کے قریب بیت اللہ شریف کی دیوار کا جو حصہ ہے وہ ملتزم کہلاتا ہے یہ دعا کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح لپٹ جاتے تھے جس طرح بچہ ماں کے سینہ سے لپٹ جاتا ہے۔ اگر موقع ملے (اور انشاء اللہ آپ کو موقع ملے گا) تو اس سے لپٹ جائیے۔ اپنا سینہ اس سے لگا دیجیے اور کبھی داہنا اور کبھی بایاں رخسار اس پر رکھیے اور خوب رو رو کر دعا کیجیے۔ اور کچھ اٹھا نہ رکھیے، جو بھی دل میں آئے مانگئے جس زبان میں جی چاہے مانگیے۔ اور یہ سمجھ کر مانگیے کہ رب کریم کے آستانے پر پہنچ گیا ہوں اور اس کی چوکھٹ سے لگا کھڑا ہوں اور وہ میرے حال کو دیکھ رہا ہے۔ اور وہ میری آہ وزاری سن رہا ہے۔

اس موقع پر جہنم سے نجات اور جنت میں بے حساب داخلہ کی دعا ضرور کیجیے اور اس دعا کے لیے یہ مختصر الفاظ اگر یاد ہو جائیں تو یاد کر لیجیے۔

اللّٰھمّ ربّ ھٰذا البیتِ العتیقِ اَعتِق رِقابنا مِنَ النّار

وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اے اس [illegible] گھر کے مالک ہماری گردنوں کو دوزخ کے عذاب سے آزاد کر دے اور جنت میں بلا حساب محض اپنے کرم اور اپنی بخشش سے ہمیں داخل کر دے۔

اور اگر آپ یاد کر سکیں تو اس مقام کیلئے یہ چند دعائیہ جملے اس عاجز کو بہت محبوب ہیں۔

اِلٰهِیْ عُبَیْدُكَ بِبَابِكَ فَقِیْرُكَ بِبَابِكَ سَائِلُكَ بِبَابِكَ مِسْكِیْنُكَ بِبَابِكَ ذَلِیْلُكَ بِبَابِكَ ضَعِیْفُكَ بِبَابِكَ ضَیْفُكَ بِبَابِكَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ۝

اِرْحَمْنِیْ یَا مَوْلَایَ یَا مَوْلَایَ اَنْتَ الْغَفَّارُ وَاَنَا الْمُسِیْئُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمُسِیْئَ اِلَّا الْغَفَّارُ ـ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْمَالِكُ وَاَنَا الْمَمْلُوْكُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمَمْلُوْكَ اِلَّا الْمَالِكُ۔

خداوندا! تیرا بندہ تیرے در پر حاضر ہے، تیرا فقیر تیرے در پر ہے، تیرا منگتا تیرے در پر ہے، تیرا مسکین تیرے دروازہ پر ہے، تیرا ذلیل بندہ تیرے دروازہ پر ہے، تیرا ذلیل بندہ تیرے دروازے پر ہے، تیرا کمزور بندہ تیرے دروازے پر ہے، تیرا مہمان تیرے دروازہ پر ہے، اے سب جہانوں کے پروردگار! رحم کر مجھ پر میرے مولا میرے آقا! تو بہت بخشنے والا ہے اور میں مجرم ہوں، اور بخشنے والا ہی مجرم پر رحم کرتا ہے۔ میرے مولا، میرے آقا، تو مالک ہے، اور میں تیرا

مملوک ہوں اور مملوک پر اس کا مالک ہی رحم کرتا ہے۔

مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْمَوْلٰی	میرے مولا میرے آقا! تو
وَاَنَا الْعَبْدُ وَهَلْ یَرْحَمُ	رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں
الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ۔ مَوْلَایَ	اور بندہ پر اس کا رب ہی رحم
مَوْلَایَ اَنْتَ الرَّازِقُ وَ	کرتا ہے۔ میرے مولا میرے
اَنَا الْمَرْزُوْقُ وَهَلْ یَرْحَمُ	آقا! تو رازق ہے اور میں مرزوق
الْمَرْزُوْقَ اِلَّا الرَّازِقُ۔	ہوں اور مرزوق پر رازق ہی
۔۔۔۔ مَوْلَایَ مَوْلَایَ	رحم کرتا ہے، میرے مولا میرے
اَنْتَ الْکَرِیْمُ وَاَنَا اللَّئِیْمُ	آقا! تو کریم ہے اور میں لئیم ہوں
وَهَلْ یَرْحَمُ اللَّئِیْمَ اِلَّا	اور لئیم پر کریم ہی رحم کرتا ہے
الْکَرِیْمُ ۔۔۔۔ مَوْلَایَ	۔ میرے مولا، میرے آقا
مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَ	تو عزت و غلبہ والا ہے اور میں
اَنَا الذَّلِیْلُ وَهَلْ یَرْحَمُ	ذلیل و پست ہوں، اور ذلیل
الذَّلِیْلَ اِلَّا الْعَزِیْزُ۔	پر عزت والا ہی رحم کرتا ہے۔
مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ	میرے مولا میرے آقا! تو
الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ	قوت والا ہے اور میں کمزور
هَلْ یَرْحَمُ الضَّعِیْفَ اِلَّا الْقَوِیُّ۔	ہوں اور قوت والا ہی کمزور

مولای مولای انت الغفور
وانا المذنب وھل یرحم
المذنب الا الغفور ؕ

پر رحم کرتا ہو - میرے مولا،
میرے آقا! تو بخشنے والا ہے اور
میں گناہگار ہوں، اور بخشنے
والا ہی گناہگار پر رحم کرتا ہے۔

اللّٰھم ان ترحمنی فانت
اھل وان تعذبنی فانا
اھل فارحمنی یا اھل
التقوی ویا اھل المغفرۃ
ویا ارحم الرّاحمین ؕ
ویا خیر الغافرین ؕ

خداوندا! اگر تو مجھ پر رحمت
فرمائے تو یہ تیری شان کریمی
کے لائق ہے اور اگر تو مجھے عذاب
دے تو بلاشبہ میں اسی قابل
ہوں، تو اے مولا میرے ساتھ
تو اپنی شان کے مطابق معاملہ
فرما اور مجھ پر رحم کر اے تقویٰ
کے قابل، اے مغفرت والے
اے ارحم الراحمین، اے
خیر الغافرین۔

اَللّٰھم انک قلت ادعونی
استجب لکم وانک لا
تخلف المیعاد ؕ

اے اللہ! تو نے اپنی مقدس
کتاب میں فرمایا ہے "مجھ سے
دعا کرو میں قبول کروں گا اور

تو وعدہ خلافی کرنیوالا نہیں۔

وَصَلِّ اللّٰھُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى۔

اور اے اللہ! صلوٰۃ و سلام نازل فرما اپنے بندہ اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحابؓ اور ازواج و ذریات پر، اور ان کے سب گھر والوں پر۔

یہ بات پھر سن لیجئے اور یاد رکھیے کہ یہ دعا یا کوئی اور خاص دعا ضرو
ہے، اصل بات وہی ہے کہ دل سے مانگیے، چاہے کسی زبان میں مانگیے، اپنے لیے
مانگیے، اپنے والدین اور دوسرے اعزّہ اور دوستوں اور محسنوں کے لیے مانگیے، او
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت کے لیے مانگیے، اور دنیا و آخرت کی
ہر تندرستی اور ہر نعمت مانگیے!

اگر خیریت دُنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ مے خواہی تمنا کن

زمزم شریف پر

ملتزم پر دعا کرکے زمزم شریف پر آئیے اور قبلہ رو ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین
سانس میں خوب ڈٹ کر آب زمزم پیجئے، اور الحمد للہ کہہ کر یہ دُعا مانگیے!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً
مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔

اے اللہ! مجھے علم نافع نصیب فرما اور وسعت اور فراخی کے
ساتھ روزی عطا فرما، اور ہر بیماری سے شفا دے۔

یہ نہ بھولیے کہ آپ نے تمتع کا ارادہ کیا ہو اور اس لیے میقات پر آپ نے صرف
عمرہ کا احرام باندھا ہو؛ اور یہ جو کچھ آپ کر رہے ہیں عمرہ ہی کے سلسلہ میں کر رہے ہیں۔
عمرہ میں احرام کے بعد تین ہی کام کرنے ہوتے ہیں۔ ایک طواف، دوسرے
صفا مروہ کے درمیان سعی، اور اس کے ختم پر سر منڈانا یا کتروانا ـــــ طواف آپ
کر چکے اب آپ کو سعی کرنا ہو جو مسجد حرام سے باہر صفا مروہ کے درمیان ہوتی ہو۔

صفا مروہ کے درمیان سعی

اب آپ پھر حجر اسود پر آئیے اور اوپر بتلائے ہوئے طریقہ کے مطابق پھر
اس کا استلام کیجئے اور صرف یہ استلام کر کے سعی کے لیے مسجد حرام کے دروازہ
"باب الصفا" سے باہر نکلیے، نکلتے وقت بایاں قدم پہلے باہر رکھیے اور دعا کیجئے:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ۔"

صفا پہاڑی کی سیڑھیاں (جہاں سے سعی شروع کی جاتی ہو) باب الصفا سے
بالکل قریب ہیں، دو منٹ کا راستہ بھی نہیں ہے، جب آپ صفا کے قریب

پہونچیں تو سمجھئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں آپ زبان سے
کہیں :-

"اَبْدَءُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ"

پھر صفا کی سیڑھیوں پر چڑھ جائیے ، زیادہ اوپر جانے کی ضرورت نہیں
بس پہلی یا دوسری سیڑھی پر بیت اللہ شریف کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہو جائیے
اس وقت بیت اللہ شریف آپ کی نظر کے سامنے ہوگا . اب آپ دونوں ہاتھ
مونڈھوں تک اس طرح اٹھا کے جس طرح دعا میں اُٹھائے جاتے ہیں پہلے اللہ
تعالیٰ کی حمد و ثنا کیجئے ، اور اس کی توحید بیان کیجئے ____ خاصکر کلمۂ توحید (لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) اور تیسرا کلمہ
کلمۂ تمجید (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) اس موقع پر پڑھیئے ! ____
اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اس
مبارک اور مقدس مقام تک پہونچایا ، پھر خوب اطمینان سے دعا کیجئے ، اور جو
بھی جو جی چاہے مانگیے ، پھر نیچے اتر کر مروہ کی طرف چلئے ، اگر آپ بالکل خاموش
چلیں گے جب بھی سعی ادا ہو جائے گی ، لیکن مخلصانہ مشورہ یہ ہو کہ اس وقت کا
ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ گذاریے ، اور دل و زبان کو برابر ذکر اللہ اور دعا میں
مصروف رکھیے ، اس وقت کے لیے بھی کوئی دعا حتمی طور پر مقرر نہیں ___

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مختصر دعا منقول ہے، آپ بھی اس کو یاد کیجئے
اور سعی کے دوران میں اس کو خاص طور سے وردِ زبان رکھئے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ ۔

اے پروردگار! بخش دے اور رحم فرما اور ہماری جو خطائیں تیرے علم میں
ہیں ان سے درگزر فرما، تو بہت غالب اور بڑا طاقتور ہے اور بڑا کریم ہے۔

اس کے علاوہ بھی جس دعا میں جی لگے دل اور زبان کو اس میں مصروف رکھئے!
[illegible] سے کچھ دور چل کر داہنی بائیں دو ہرے ستون نظر آئیں گے وہاں سے دوڑ کر
چلئے۔ اس کے بعد پھر ایسے ہی دو ہرے ستون اور نظر آئیں گے وہاں پہنچکر دوڑنا ختم کر دیجئے
اور مروہ تک اپنی چال سے چلئے۔ مروہ پر پہونچکر ایک دو سیڑھی چڑھ جائیے۔ اور قبلہ رو ہو کر
یہاں بھی اسی طرح دعا کیجئے جس طرح صفا پر کی تھی ____ یہ سعی کا ایک پھیرا ہو گیا، پھر اسی
طرح مروہ سے صفا تک سعی کیجئے یہ دوسرا پھیرا ہو گیا! اسی طریقہ پر سات پھیرے پورے کیجئے،
ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہوگا، ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پر پہونچنا ہو تو وہاں قبلہ رو
کھڑے ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا کیجئے اور صفا مروہ ہی نہیں بلکہ ہر مقام پر اس یقین کے
ساتھ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سننے والے قبول کرنے والے ہیں، ان کے خزانے
میں سب کچھ ہے، وہ سب کریموں سے بڑے کریم ہیں۔ [illegible] مجھے اپنے کرم
سے محروم نہیں رکھیں گے، اور میری دعا اپنے کرم سے ضرور قبول
فرمائیں گے۔

سعی کے بعد دو رکعت نماز پڑھیئے اور اس کے بعد سر کے بال منڈوائیے یا کتروائیے

سعی کے سات پھیرے کر کے آپ کی سعی بھی پوری ہوگئی، اب آپ مطاف میں اگر کسی بھی جگہ دو رکعت نماز پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اس کے بعد آپ سر کے بال منڈوا دیجئے یا کتروا دیجئے۔

لیجئے عمرہ پورا ہوگیا اور آپ کا احرام ختم ہوگیا، اب احرام کی کوئی پابندی نہیں رہی، نہائیے دھوئیے، سلے کپڑے پہنیئے، خوشبو لگائیے، اب آپ کیلئے وہ سب چیزیں جائز ہوگئیں جو احرام کی وجہ سے ناجائز ہوگئی تھیں۔

حج سے پہلے مکہ معظمہ کے زمانۂ قیام کے مشاغل

اب انشاء اللہ حج کا احرام آپ آٹھویں ذی الحجہ کو باندھیں گے، اس وقت تک آپ مکہ معظمہ میں بغیر احرام کے رہیں گے اس مدت میں ہر منٹ اور ہر سیکنڈ کو غنیمت سمجھیئے، فضول اور لایعنی مشاغل میں اپنے وقت کا کوئی حصہ نہ گذارئیے مکہ معظمہ کے اس زمانۂ قیام میں جہاں تک ہو سکے مسجد حرام ہی میں وقت زیادہ گذاریئے، نہ معلوم پھر کبھی عمر بھر یہ سعادت میسر آئے نہ آئے، کثرت سے طواف کیجئے، خوب نفل نمازیں پڑھیئے، ذکر و تلاوت کے لیے بھی اس سے بہتر کوئی جگہ ہو سکتی ہے، اور اگر کسی وقت وہاں بیٹھنا بھی ہو تو محبت اور عظمت کے ساتھ بیت اللہ شریف کو بار بار دیکھئے، رب العالمین کی یہ وہ تجلی گاہ ہے جس کی

سرکھولے حج کی نیت کرتے ہوئے تین دفعہ تلبیہ پڑھیے :۔

"لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ"

تلبیہ پڑھتے وقت یہ خیال کیجیے کہ میرے مالک اور پروردگار نے اب سے ہزاروں برس پہلے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ اپنے بندوں کو حج کا جو بلاوا دلوایا تھا اور اپنے گھر کی حاضری کے لیے بلوایا تھا، میں یہ اس کا جواب عرض کر رہا ہوں، اور اپنے مالک ہی سے عرض کر رہا ہوں اور وہ سُن رہا ہے، اور میرے اس حال کو دیکھ رہا ہے۔

تلبیہ کے بعد جو بھی چاہے دُعا کیجیے، لیکن اس موقع پر خصوصیت سے آپ کو یہ دُعا کرنی چاہیے کہ :۔

"اے اللہ! میں تیرے حکم کی تعمیل میں اور تیری رضا کے لیے اپنا ملک اور گھر بار چھوڑ کے تیرے در پہ حاضر ہوا ہوں، اور میں نے حج کا احرام باندھا ہے، تو اپنی خاص مدد و توفیق سے صحیح طریقہ پر میرا حج ادا کرا دے، اور اپنے خاص کرم سے اس کو قبول فرما اور حج کی خاص برکتوں سے مجھے سرفراز فرما، میں تجھ سے بس تیری رضا اور جنت کا سوال کرتا ہوں، اور دوزخ سے اور تیری ناراضی سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی

اور عافیت نصیب فرما اور میری ساری خطائیں معاف فرما۔"

بس نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کے آپ محرم ہو گئے اور احرام کی وہ ساری پابندیاں آپ پر پھر عائد ہو گئیں جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب آپ دسویں تاریخ کو قربانی کر کے جب سر منڈوا دیں گے یا بال ترشوائیں گے تب آپ کا احرام ختم ہوگا۔ اب آپ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ذوق و شوق اور اللہ کی عظمت و محبت کے استحضار کے ساتھ تلبیہ کثرت سے پڑھتے رہیے۔ عمرہ کے احرام کے بعد طواف شروع کرنے پر تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوا تھا اور اب حج کے اس احرام کے بعد دسویں تاریخ کو جب آپ جمرۃ العقبیٰ کی رمی کریں گے تو اس وقت تلبیہ کا سلسلہ ختم ہوگا۔

اچھا آج آٹھویں تاریخ کو آپ نے حج کا احرام باندھ لیا اب آج ہی آپ کو منیٰ جانا ہے، منیٰ مکہ معظمہ سے قریباً تین ساڑھے تین میل ہے۔ پیدل جانا بھی کچھ مشکل نہیں ہے، اگر ہمت کر سکیں تو بہتر یہی ہے کہ پیدل ہی جائیں، اور چونکہ اب مکہ معظمہ آپ کی مستقل واپسی بارھویں یا تیرھویں ذی الحجہ کو ہوگی اس لیے ۴، ۵ دن گذارنے کا ضروری سامان بھی اپنے ساتھ لے لیجئے، منیٰ میں اچھا خاصا بازار رہتا ہے، کھانے پینے کی وہ سب چیزیں وہاں مل جاتی ہیں جو مکہ معظمہ کے بازاروں میں ملتی ہیں اس لیے ایسی چیزیں باندھ کر لے جانے کی ضرورت نہیں۔

ایک کار آمد نکتہ

منیٰ جاتے وقت، اور اسی طرح منیٰ سے عرفات، وہاں سے مزدلفہ اور پھر وہاں سے

منیٰ روانہ ہوتے وقت آپ یہ خیال کریں کہ میرا مولا اب مجھے وہاں جا رہا ہے، اور بس
یہ خیال کر کے وہاں کو روانہ ہوا کریں، اگر یہ بات آپ کو نصیب ہوگئی تو انشاءاللہ
اس چلت پھرت اور دوڑ بھاگ میں آپ بڑی لذت پائیں گے۔

منیٰ کے لیے سویرے ہی چل دیجئے تاکہ دھوپ میں تیزی آنے سے پہلے آپ
وہاں پہونچ جائیں اور اگر چاہیں تو مسجد خیف میں اچھی جگہ پاسکیں ——— راہ
غفلت نہ ہو راستہ میں شوق و ذوق سے تلبیہ پکارتے چلئے!۔

۸ ر ذی الحجہ کو منیٰ میں آپکے مشاغل

آج منیٰ میں کوئی خاص کام آپ کو نہیں کرنا ہے بلکہ آج کا دن اور آج کی رات
(یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن اور آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات) یہاں
گذارنا ہی بس ایک عمل ہے۔ نمازوں کے وقت پر نمازیں پڑھئے، ذکر و تلاوت کیجئے،
دعائیں کیجئے اور دوسروں کو ان اعمال خیر کی ترغیب دیجئے۔ تبلیغ اور دعوت کا
کام کرنے والے اللہ کے بندوں کے ساتھ مل کر اس سعادت عظمیٰ میں بھی ضرور
حصہ لیجئے، اور اس وقت کو یاد کیجئے جب منیٰ کے اسی میدان میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیام اور کلمہ لے کر یہاں جمع ہونے والے لوگوں میں پھیرا
کرتے تھے اور اللہ کی طرف اور اس کے دین کی طرف ان کو بلایا کرتے تھے۔

نویں کی صبح کو عرفات روانگی

نویں ذی الحجہ کی صبح کو سورج نکلنے کے بعد یہاں سے عرفات چلنا ہوگا

عرفات منیٰ سے قریباً چھ میل ہے، اللہ کے بہت سے بندے یہ راستہ بھی پیدل طے کرتے ہیں، بلکہ اس کا حق تو یہ ہو کہ سر کے بل طے کیا جائے، لیکن اگر آپ کو اپنے متعلق یہ اندیشہ ہو کہ آپ پیدل گئے تو اتنے تھک جائیں گے کہ ذکر و دعا میں جو نشاط اور خوشدلی ہونی چاہیے خدانخواستہ وہ حاصل نہ ہو سکے گی تو پھر آپ کے لیے بہتر یہ ہو کہ آپ سواری سے چلے جائیں، موٹر والے صرف روپیہ دو روپیہ کرایہ لیں گے اور آپ چند منٹ میں عرفات پہونچ جائیں گے۔

دیکھیے اس وقت بھی تلبیہ سے غفلت نہ ہو، راستہ میں پکارتے چلیے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

عرفات کا پروگرام

عرفات پہونچ کر اگر آپ اپنے لیے ضروری سمجھیں تو کچھ حرج نہیں ہو کہ زوال سے پہلے کچھ دیر آرام بھی کرلیں، پھر جب زوال کا وقت قریب آئے اور آپ کو غسل کے لیے پانی مل سکے (اور اب بآسانی مل جاتا ہو) تو بہتر یہ ہو کہ غسل کرلیں، لیکن اس غسل میں جسم سے میل اتارنے کی کوشش نہ کریں، بس سارے جسم پر پانی بہالیں زوال ہوتے ہی مسجد نمرہ میں ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ جماعت سے ہوگی، اگر وہاں پہونچ سکیں تو پھر امام کے ساتھ آپ بھی دونوں نمازیں ساتھ پڑھیں، لیکن اگر کسی وجہ سے اس نماز میں شرکت نہ ہو سکے تو پھر ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی عصر کے

وقت پڑھیں۔

عرفات کے یہ چند گھنٹے سارے حج کا نچوڑ ہیں، خدا کے لیے یہاں کا ایک لمحہ غفلت میں ضائع نہ کیجئے، یہاں کا خاص الخاص وظیفہ دعا و استغفار ہے لیکن ہم جیسے عوام کے لیے دیر تک دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ صرف دعا میں مشغول رہنا اور اس میں توجہ الی اللہ کا قائم رہنا مشکل ہو اس لیے اپنے ذوق کے مطابق ذکر و تسبیح تکبیر و تہلیل اور تلاوت کا بھی شغل رکھئے اور تھوڑی تھوڑی دیر کے وقفے سے تلبیہ بھی کہتے رہیئے اور جب دعا کریں ہو تو اپنی بےبسی و حاجت مندی اور اللہ تعالےٰ کی بے انتہا قدرت اور شان کن فیکون کا استحضار کر کے اور زیادہ سے زیادہ الحاح اور انابت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کر کے اور عرفات میں حاضر ہونے والوں کے لیے مغفرت اور دعاؤں کی قبولیت کے جو الٰہی وعدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہونچے ہیں اُن کو دل میں حاضر کر کے اور ان کی سچائی کا کامل یقین اپنے دل میں پیدا کر کے پہلے اللہ سے گناہوں کی معافی اور ہر طرح کے اور ہر منزل کے مواخذہ اور عذاب سے نجات مانگئے اور بہت گڑگڑا کے مغفرت بے حساب کا سوال کیجئے، اپنی سیاہ کاریوں اور تباہ کاریوں کو یاد کر کر کے روئیے، خوب پھوٹ پھوٹ کے روئیے، اور آج رونے اور مانگنے میں کوئی کمی نہ کیجئے دنیا و آخرت کی اپنی سب ضرورتیں مانگیے، اللہ و رسول کے بعد اس دنیا میں آپ کے ماں باپ آپ کے سب سے بڑے محسن ہیں ان کے لیے بھی خوب دعائیں کیجئے۔

ان کے علاوہ اپنے اور محسنوں، محبوں، مخلصوں اور اعزہ و متعلقین کے لیے مانگیے سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لیے مانگیے ——— اور اس سب کے علاوہ دین کی پھر سے سرسبزی اور سربلندی اور اس کے ساتھ اپنی اور اپنی نسلوں کی اور سب مسلمانوں کی گہری اور دائمی وابستگی خوب الحاح کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مانگیے، اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر بھر کی ان محنتوں کو نہ بھولیے جو دین کے پھیلانے اور بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑنے کی راہ میں آپ نے فرمائیں۔ ہمارا ایمان، ہماری نماز، ہمارا حج اور ہمارا ہر دینی عمل اس محنت اور کاوش ہی کا پھل ہے، اسلئے آپ کے لیے اور آپ کے آل اور اصحابؓ اور ہر زمانہ کے دین کے خادموں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے رحمت اور رفع درجات کی دعا کیجیے، بہتر ہے کہ یہی آپ کی دعا کا خاتمہ ہو۔

عرفات میں اپنا ایک مشاہدہ

گذشتہ سال (۱۳۶۶ھ) میں جب یہ سیاہ کار وہاں حاضر ہوا تو عرفات کے اسی میدان میں ایک شخص کو دیکھا کہ ظہر کے بعد سے وہ ایک جھاڑی کی آڑ لے کر اور اپنے رفیقوں سے بھی الگ ہو کر ریت کے ایک ٹیلے پر پڑ گیا، ماثورہ دعاؤں کی کوئی کتاب بھی اس کے ساتھ تھی، (ملا علی قاری کی "الحزب الاعظم" ہو گی یا مولانا تھانویؒ کی "مناجات مقبول") کبھی بلبلا بلبلا کر اس کتاب سے دعائیں پڑھتا تھا، کبھی کتاب ہاتھ سے رکھ کر اپنی زبان میں اپنی دنیوی اور اخروی حاجتیں

اپنے رب کریم سے مانگنے لگتا تھا، کبھی سجدہ میں گر کے آہ وزاری کرتا تھا، غالباً کئی گھنٹے اس کا یہی حال اور یہی شغل رہا۔ اس کا تڑپنا بلبلانا اور بے تحاشا آنسو ؤں کے بہنے سے اس کی ڈاڑھی اور احرام کی چادر تک کا تر بہ تر ہو جانا اور الحاح وابتہال کی ایک عجیب شان کے ساتھ اپنے کریم رب سے اس کا مانگنا دیکھ کر یقین سا ہوتا تھا کہ جس رب کی صفت رحمٰن اور رحیم ہو اور جو اپنی ذات سے جوّاد، وہّاب اور کریم ہو، وہ اپنے در کے اس منگتا کو محروم واپس نہ کرے گا۔

بہرحال عرفات کے میدان میں حج کے دن جس کو الحاح وابتہال کی کیفیت میسر آجائے یا اس قسم کی کسی کیفیت کے پیدا نہ ہونے سے دل ہی ٹوٹ جائے انشاء اللہ اس کی کامیابی اور فائز المرامی یقینی ہے —— یہاں بے اختیار یہ کہہ دینے کو جی چاہتا ہو کہ ان کیفیات کے حاصل ہونے کا عام ذریعہ اس دنیا میں ان کیفیات والوں کی محبت اور صحبت ہو۔ اس لیے بہتر ہو کہ حج کو جانے سے پہلے کسی صاحب دل کی خدمت وصحبت میں کچھ وقت گذار کے آپ جائیں؎

شو ہمدم پروانہ تا سوختن آموزی
با سوختگاں بنشیں شاید کہ تو ہم سوزی

اور الحمد للہ کہ ابھی اللہ کی یہ دنیا اللہ کے ایسے بندوں سے بالکل خالی نہیں ہوئی ہے۔

جبلِ رحمت کے قریب دُعا

جب دھوپ ہلکی پڑ جائے تو لبیک لبیک پکارتے ہوئے "جبلِ رحمت" کی طرف جائیے (جبلِ رحمت عرفات ہی میں وہ جگہ ہو جہاں حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا اور خطبہ ارشاد فرمایا تھا یہاں بھی خوب دل کھول کے اپنے رب سے دعائیں مانگیے۔

اپنی مغفرت کا یقین

عرفات میں جمع ہونے والوں، دعائیں مانگنے والوں اور مغفرت چاہنے والوں کے لیے اللہ پاک کے بڑے بڑے کریمانہ وعدے ہیں، دل میں اُنکا استحضار کرکے اور اُن کو یاد کرکے ان پر یقین کیجیے، اور اپنے نفس کی گندگی اور شرارت اور عمر بھر کے گناہوں کی کثرت کے ذاتی علم کے باوجود اللہ کی غفاری اور کریمی کے بھروسہ پر یقین کیجیے کہ اس نے آج آپکے گناہوں کو معاف فرما دیا، اور آپ کے لیے مغفرت اور جنت کا فیصلہ کردیا ــــ یہ یقین اپنے دل میں پیدا کرکے اس ربِ کریم کا شکر ادا کیجیے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہلبیت اور اور رفقاء پر درود و سلام پڑھیے کہ انھیں کی رہنمائی اور سعی و کوشش نے آپ کو اللہ سے آشنا کیا، اور ملتِ ابراہیمی سے آپ کا رشتہ جوڑا۔

لیجیے "وقوفِ عرفات" جو حج کا رکنِ اعظم ہو (اور اگر خدانخواستہ وہ فوت ہو جائے تو حج ہی فوت ہو جاتا ہے) الحمدللہ آپ کو نصیب ہو گیا۔

حج مبارک! آپ کے اخلاص و محبت سے امید کرنے کا اس عاجز کو حق ہو کہ اپنی دعاؤں میں اس نامۂ سیاہ کو بھی آپ یاد رکھیں گے تاہم مکرر گذارش ہو کہ ؏

"وقت پر بھول نہ جانا یہ ذرا یاد رہے"

عام ناظرین سے اس عاجز کی التجا

حج کو جانے والے اللہ کے جن بندوں کی نظر سے یہ اوراق گزریں ان سب سے بھی اس عاجز کی عاجزانہ التجا ہو کہ اس سیاہ کار کے لیے بھی موت کے وقت تک دین و ایمان پر ثابت قدم رہنے اور دین کی جدوجہد سے وابستہ رہنے کی اور مرنے کے بعد مغفرت و جنت کی دعا فرمائیں بڑا احسان ہوگا ـــــــ یہ حقیر فقیر آپ سب کی دعاؤں کا بڑا محتاج ہو۔ للّٰہ صدقہ خیرات سمجھ کر ہی اس کو بھی اپنی دعا و التجا کا کوئی حصہ عطا فرما دیں۔ کیا عجب کہ آپ ہی کی دعا سے اس سیاہ کار کا بیڑا پار لگ جائے۔

عرفات سے مزدلفہ

جب آفتاب غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بغیر یہ تصور کرتے ہوئے کہ اب میرا مولا مجھے مزدلفہ میں بلا رہا ہو اور آج کی رات مزدلفہ ہی اس کی خاص تجلی گاہ ہو تلبیہ پکارتے ہوئے اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیے یہاں سے مزدلفہ تین میل کے قریب ہو ـــــــ مغرب بعد کے ٹھنڈے وقت

میں یہ تھوڑی سی مسافت پیدل بھی آسانی سے طے ہو سکتی ہے، لیکن اگر اس وقت آپ اپنے میں سستی اور تھکن محسوس کریں تو پھر بہتر یہ ہے کہ لاری یا موٹر سے چلے جائیں تاکہ وہاں پہونچ کر نشاط اور جمعیت خاطر کے ساتھ ذکر و عبادت اور دعا و استغفار میں مشغول رہ سکیں۔

آج کے دن مغرب کی نماز عشا کے وقت میں عشا کے ساتھ ملاکر ہیں مزدلفہ پہنچ کر پڑھی جاتی ہے۔

شب مزدلفہ کی فضیلت

مزدلفہ کی اسی رات کے متعلق قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے:-

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ

جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔

تبلایا گیا ہے کہ مزدلفہ میں رات کو رہنے والے حجاج کے حق میں یہ رات شب قدر سے افضل اور زیادہ قابل قدر ہے۔

صحیح روایات میں یہ بھی ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں امت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بہت کچھ مانگا تھا، اور سوا ایک چیز کے اور تمام چیزوں کے متعلق قبولیت کی خوشخبری سنا کر آپ کو مطمئن کر دیا گیا تھا، لیکن مزدلفہ کی رات میں آپ نے اپنے رب سے پورے الحاح اور

ابتہال کے ساتھ اس چیز کا پھر سوال کیا، تو یہاں اس کی بھی قبولیت کی خوشخبری آپ کو سنا دی گئی، اور آپ نہایت مسرور اور امت کے انجام سے مطمئن ہوئے، اور شیطان کو آپ نے دیکھا کہ آپ کی اس دعا کی قبولیت پر سخت واویلا کر رہا ہے اور اپنے سر پر خاک ڈال رہا ہے

بہرحال اس رات کی عظمت اور قدر و قیمت کو یاد رکھئے بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ عرفات کے دن بھر کے تھکے ہارے یہاں پہنچ کر نیند سے مغلوب ہو کر پڑ جاتے ہیں۔ اور یہ رات سوتے ہی میں کٹ جاتی ہے اس لیے آپ اس کا پورا اہتمام کیجئے کہ رحمت و برکت والی یہ رات کہیں صرف نیند کی نذر ہو کے نہ رہ جائے ــــــ اگر جسم پر تھکن کا اثر زیادہ ہو اور طبیعت سونے کے لیے مضطر ہو تو پھر یہ بہتر ہوگا کہ پہلے مغرب وعشا کی نماز پڑھ کے اور تھوڑی سی دیر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل اور حمد و شکر کرکے اور اس کے حضور میں دعا اور توبہ واستغفار میں مشغول رہ کر کچھ وقت کے لیے شروع وقت میں آپ سو جائیں اور پھر اٹھ کر تہجد پڑھیں اور پھر فجر تک ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور پورے الحاح و ابتہال کے ساتھ یہاں بھی عرفات ہی کی طرح دعا و استغفار کریں اور رب کریم سے خوب مانگیں، سر ہو کے اور رو رو کے مانگیں ان مقامات پر جو بندہ جتنا سر ہو کے اور جتنا لپلیٹ ہو کر مانگے، اس پر اتنا ہی رب کریم کا پیار ہوگا ــــــ قربان جائیے اس کرم کے کہ ان کو مانگنا اور سر ہو کے مانگنا پسند ہو۔ اور جو ان سے جتنا مانگے اتنا ہی ان کو اس پر پیار آتا ہے۔ اللہ

بَرٌّ جوادٌ کریم۔

اور جیسا کہ دوسرے مقامات کے متعلق پہلے عرض کیا جاچکا ہے عرفات اور
مزدلفہ کے لیے بھی کوئی مخصوص دُعا تعلیم نہیں فرمائی گئی ہے۔ اس لیے دنیا و آخرت
کی اپنی ہر ضرورت مانگیے۔ اور ابھی ابھی عرفات کی دعا کے سلسلے میں جن چیزوں کی
دعا کا مشورہ عرض کیا گیا ہے اس کو اس جگہ بھی پیش نظر رکھیے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک خاص دُعا

جی چاہتا ہے کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص دعا بھی
لکھ دوں، یہ دُعا اس لائق ہے کہ دل و دماغ میں اس کو اچھی طرح محفوظ کر لیا جائے
اور ہر خاص مقام اور موقع پر اللہ سے یہ دعا مانگی جائے ـــــ اللہ اکبر! کیسی
درد بھری دعا ہے اور اللہ کے حضور میں قلب کی شکستگی اور عبدیت کا کیا مرقع ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى	اے میرے اللہ! تو میری بات سنتا ہے
مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ	اور میں جس جگہ اور جس حال میں ہوں
وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ	وہ تیری نظر میں ہے۔ اور میرا ظاہر و
وَاَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ	باطن سب تیرے علم میں ہے، اور میری
الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ	کوئی چیز بھی تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔
الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِيْ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ	اور میں مصیبتوں اور دکھوں کا مارا ہوا
الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ	ہوں تیرے در کا فقیر ہوں، تیرے

الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ
دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ
وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ
لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ
وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَاءِكَ شَقِيًّا
وَكُنْ لِيْ رَءُوْفًا رَحِيْمًا يَا خَيْرَ
الْمَسْئُوْلِيْنَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ؕ

ہی پاس فریاد لے کر آیا ہوں اور تجھ
ہی سے پناہ کا طالب ہوں تیرا خوف
اور ڈر مجھ پر چھایا ہوا ہے میں اپنے
گناہوں کا اقراری ہوں میں تجھ سے
بیکس اور بے وسیلہ مسکین کی طرح سوال
کرتا ہوں اور ایک ذلیل گناہگار بندہ کی
طرح تیرے حضور میں گڑگڑاتا ہوں،
اور خوف زدہ اور دکھ درد میں مبتلا
کسی بندہ کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں۔

اس بندہ کی سی دعا جس کی گردن تیرے سامنے خم ہو، اور جس کے آنسو تیرے حضور میں بہہ رہے ہوں، اور جس کا جسم جھکا ہوا اور جو تیرے سامنے اپنی ناک رگڑ رہا ہو، اور زمین پر سر رکھے پڑا ہو، اے میرے اللہ! میری دُعا کو رد کرکے مجھے شقی نہ بنا، اور مجھ پر مہربانی اور رحم فرما، اے سب سے اچھے سب سے بڑے داتا، اے خیر المسئولین۔

مختصر دُعاؤں میں یہ دو دعائیں خاص طور سے اس لائق ہیں کہ یاد کر لی جائیں ایسے موقعوں پر دل و زبان پر ان کو جاری رکھا جائے ـــــ ایک:

"یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ"

یہ مع ترجمہ کے پہلے بھی لکھی جاچکی ہے ـــــــــ اور دوسری:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتَكَ

اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ ؕ

اے میرے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ

وسعت ہے! اور مجھے اپنے اعمال سے بہت زیادہ تیری رحمت سے آسرا ہے۔

الغرض مزدلفہ کی اس رات میں بھی عرفات کے دن ہی کی طرح دُعا و استغفار کا

اہتمام کیجئے، آجکل اکثر لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں اور بظاہر بڑے خسارہ میں رہتے ہیں۔

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

فجر کی نماز مزدلفہ میں اول وقت پڑھ لیجئے اور اسکے بعد سورج نکلنے کے قریب تک پھر اللہ کی تسبیح و تقدیس اور تکبیر و تہلیل اور حمد و ثنا اور دعا و استغفار میں مشغول رہیے اور جب سورج نکلنے کا وقت بالکل قریب آجائے تو وہاں سے منیٰ کو روانہ ہو جائیے۔ منیٰ یہاں سے تین میل ہے، صبح کے ٹھنڈے وقت میں یہ راستہ آسانی سے پیدل طے ہو سکتا ہے۔ روانگی کے وقت یہ تصور کیجئے کہ اب میرا مولا مجھے منیٰ بلا رہا ہے اور اس کا حکم ہے کہ میں وہاں پہونچ کر رمی اور قربانی کروں، بہر حال یہ تصور کر کے اور شوق و محبت سے اور ہیبت و عظمت کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے تلبیہ پڑھتے ہوئے آپ یہاں سے منیٰ کو روانہ ہو جائیے اور اچھا ہو کہ رمی کے لیے کنکریاں

بھی یہاں سے ہی چن لیجئے۔

راستہ میں "وادیٔ محسّر" ایک نشیبی جگہ آئے گی، یہ وہ مقام ہے جہاں ابرہہ کا لشکر اللہ کے حکم سے ہلاک ہوا تھا، یہاں سر جھکائے اور خوف و دہشت کی حالت اپنے اوپر طاری کیے دوڑ کے نکل جائیے۔

منیٰ میں جمرات کی رمی

روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کے ارادے سے لیکر چلے اور منیٰ کی حدود میں پہنچے تو ایک جگہ شیطان سامنے آیا اور اس نے اس ارادہ سے آپ کو باز رکھنے کی کوشش کی، حضرت ابراہیمؑ نے اس مردود کے سات کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا اور آپ آگے روانہ ہو گئے، کچھ دور چلے تھے کہ اللہ کا اور اللہ والوں کا وہ دشمن پھر سامنے آیا اور اس نے "ناصح مشفق" بن کر آپ کو حضرت اسمٰعیل کی قربانی سے روکنا چاہا آپ نے پھر اس کو سات کنکریاں ماریں جس سے وہ دفع ہو گیا، آپ آگے چل دیئے کچھ دور کے بعد تیسری دفعہ وہ پھر نمودار ہوا اور پھر اس نے ورغلایا، آپ نے پھر اس کو کنکریاں ماریں جس سے وہ پھر زمین میں دھنس گیا ـــــ اللہ تعالیٰ کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ عاشقانہ ادا ایسی پسند آئی کہ قیامت تک کے لیے اس کی نقل بھی حج کا جز بنا دی گئی ہو ـــــ جن تین جگہوں پر شیطان پر حضرت ابراہیمؑ نے سنگ باری کی تھی اُن جگہوں پر بطور نشان کے تین ستون بنے ہوئے ہیں اور حجاج اب ان

نشانوں پر کنکریاں مارتے ہیں۔ ان ہی نشانوں کو جمرات کہتے ہیں، منیٰ سے مکہ جاتے ہوئے سب سے آخر میں جو جمرہ آتا ہے وہ "جمرۃ العقبیٰ" کہلاتا ہے۔ اس سے پہلے والا جمرۃ الوسطیٰ کہلاتا ہے، اور جو اس سے بھی پہلے مسجد خیف کے قریب واقع ہے اس کو "جمرۃ الاولیٰ" کہا جاتا ہے۔

پہلے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف "جمرۃ العقبیٰ" کی رمی کی جاتی ہے، اس کے بعد گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمروں کی رمی ہوتی ہے۔

رمی جمرات کے متعلق اس مجمل یادداشت کو ذہن میں رکھ لیجئے، اور اب مزدلفہ سے منیٰ پہونچکر آپ کو جو کچھ اور جس ترتیب سے کرنا ہوگا اس کو سنئے:-

دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبیٰ کی رمی

اگر آپ پیدل بھی گئے تو قریباً سوا گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے میں آپ منیٰ پہونچ جائیں گے، وہاں پہونچکر آپ سب سے پہلے جمرہ عقبیٰ کی رمی کیجئے، سات کنکریاں ہاتھ میں لے کر جائیے اور اس ستون سے ڈھائی تین گز کے فاصلہ پر اس طرح کھڑے ہو کہ منیٰ آپکے داہنی جانب ہو اور مکہ بائیں جانب، انگوٹھے اور انگشت شہادت سے پکڑ کے سات دفعہ میں سات کنکریاں اس پر ماریئے اور ہر کنکری مارتے وقت کہیئے۔

"بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر رغماً للشیطان و رضیً للرحمٰن۔"

(میں اللہ کا نام لے کر مارتا ہوں، اللہ بہت بڑا ہے، سب سے بڑا ہے میں

یہ کنکری مارتا ہوں شیطان کو ذلیل کرنے اور جلانے کے لیے اور نہایت رحمت والے اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لیے۔

اگر یہ پورے کلمات یاد نہ ہوں تو صرف "بسم اللہ اللہ اکبر" کہکر ہی کنکریاں ماریے۔

تلبیہ ختم

تلبیہ جو آپ ابتک برابر پڑھ رہے تھے اس رمی پر اس کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اب دوسرے اذکار (تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل وغیرہ سے) اپنی زبان تر رکھیے لبیک لبیک پکارنے کا اب آپ کو حکم نہیں رہا۔

آج کے دن بس اسی ایک جمرہ (جمرۃ العقبیٰ) کی رمی کا حکم ہے، اور زوال کے وقت سے پہلے اس کا کرلینا افضل ہے۔

قربانی

رمی سے فارغ ہوکر سیدھے منحر یعنی قربان گاہ جائیے، آپ نے حج تمتع کیا ہے، اس کے شکر میں ایک قربانی آپ پر واجب ہے اسی طرح قران کرنے والوں پر بھی یہ قربانی واجب ہے، البتہ حج افراد کرنے والے پر واجب نہیں ہے۔ انکے حق میں صرف مستحب ہے،

منحر میں لاکھوں (بلا مبالغہ لاکھوں)، دنبے، مینڈھے، بھیڑیں بکریاں، گائیں، اونٹ، اونٹنیاں، آپ دیکھیں گے، اپنی پسند اور وسعت کے مطابق دیکھ کے خرید لیجئے اور قربانی کیجئے۔[۲]

---

[۱] کنکری مارنے کی صحیح جگہ ستون کے نیچے کا حصہ ہے جو اصل نشانی کیلئے اونچا کر دیا گیا ہے۔

[۲] یہ ملحوظ رہے کہ یہاں جس قربانی کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد "حج کی قربانی" ہے۔ عید قربان والی قربانی جو ہر صاحب نصاب پر واجب ہوتی ہے وہ اس کے علاوہ ہے ۱۲

حلق یا قصر

قربانی کے بعد سر منڈوا لیجئے یا بال ترشوائیے (لیکن سر منڈوانا افضل ہے)[1] لیجئے اب آپ کا احرام گویا ختم ہو گیا، اب آپ کو سلے کپڑے پہننے، نہانے دھونے اور خوشبو لگانے وغیرہ کی آزادی ہے، البتہ بیوی سے ہمبستر نہ ہونے کی پابندی، ابھی آپ کے لیے باقی ہے اور جب آپ طواف زیارت کر لیں تو یہ پابندی بھی ختم ہو جائے گی۔

طواف زیارت اور صفا مروہ کی سعی

حج کے دو ہی اہم رکن ہیں ایک "وقوف عرفہ" —— دوسرے "طواف زیارت" —— یہ طواف اگرچہ بارھویں تاریخ کی شام تک بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ آج ہی کر لیجئے!

جب آپ نے قربانی کے بعد بال منڈوا لیے یا ترشوا لیے تو اب خواہ نہا دھو کے اور سلے کپڑے پہن کے، خواہ احرام ہی باندھے ہوئے، یہ خیال کر کے کہ اب میرا مولا مجھے اپنے گھر کے طواف کے لیے بلا رہا ہے اور میرے لیے اس کا حکم اس وقت یہ ہے کہ مکہ پہونچ کے میں اس کے گھر کا طواف کروں، پورے ذوق و شوق کے ساتھ، مکہ معظمہ روانہ ہو جائیے، اور مسجد حرام میں داخلہ کا اور طواف کا جو طریقہ پہلے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے اسی کے مطابق اور ان ہی آداب و کیفیات کے ساتھ مسجد حرام

---

[1] عورتوں کے لیے بال منڈوانا یا ترشوانا جائز نہیں ہے، ان کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ چوٹی کا سرا پکڑ کے صرف ایک انگل بال تراش دیں یا خود تراش دیں۔ ۱۲

میں پہونچ کر طواف کیجئے اور چونکہ اس طواف کے بعد آپ کو صفا و مروہ کی سعی بھی کرنی ہوگی اس لیے عمرہ والے طواف کی طرح اس طواف میں بھی اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کیجئے! لہ

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے یا اس کے قریب میں حسب سابق دوگانۂ طواف پڑھیے، ملتزم سے چمٹ کر دعا کیجئے، زمزم شریف پر پہونچکر پانی پیجئے اور دعا مانگئے، پھر حجر اسود کا استلام کر کے، باب الصفا سے نکل کر صفا پر جائیے اور پہلے لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق صفا و مروہ کے سات پھیرے کیجئے، اور ہر پھیرے میں جب صفا یا مروہ پر پہونچنا ہو تو قبلہ رو ہو کر اطمینان سے دعا مانگیے، خصوصاً سعی شروع کرتے وقت پہلی دفعہ صفا پر اور آخری پھیرے میں مروہ پر پورے خشوع خضوع کے ساتھ دیر تک اللہ کی حمد و ثنا کیجئے اور خوب الحاح و ابتہال کے ساتھ اس سے دعائیں مانگیے! ـــــ اور جیسا کہ پہلے بتلایا جا چکا ہے سعی کے دوران میں بھی برابر ذکر و دعا میں مشغول رہیے۔

"رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ"

لیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اب آپ طواف زیارت اور اسکے بعد

لہ اگر حج افراد یا قران کرنے والا حاجی طواف قدوم کے بعد یا حج تمتع کرنے والا حاجی کسی نفلی طواف کے بعد اس سے پہلے سعی کر چکا ہو تو اب طواف زیارت کے بعد وہ سعی نہیں کرے گا اور طواف میں اضطباع اور رمل بھی نہیں کرے گا۔ ۱۲

والی سعی سے بھی فارغ ہو گئے، اب احرام کی کوئی بھی پابندی آپ کے لیے باقی نہیں رہی۔

پھر منیٰ کو روانگی

اس طواف و سعی سے فارغ ہو کر آپ اب پھر سیدھے منیٰ چلے جائیے، کل اور پرسوں یعنی گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو وہاں تینوں جمروں کی آپ کو رمی کرنی ہو گی بلکہ افضل یہ ہے کہ تیرھویں کو بھی آپ وہاں رہیں، اور اس روز بھی بعد زوال تینوں جمروں کی رمی کر کے مکہ معظمہ واپس ہوں۔

۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ کو منیٰ میں قیام اور رمی جمار

کم از کم دو دن (گیارہ اور بارہ ذی الحجہ کو) منیٰ میں ٹھہر کے تینوں جمروں کی رمی کرنا تو آپ کے لیے ضروری ہے، اور افضل یہ ہے کہ تیرہ کو بھی ٹھہریں اور اس روز بھی رمی کر کے مکہ معظمہ واپس آئیں ان تینوں دن تینوں جمروں کی رمی زوال کے بعد اور غروب آفتاب سے پہلے سنت ہے، تینوں دن رمی کی ترتیب یہ ہے کہ منیٰ سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے جو پہلا جمرہ پڑتا ہو (جس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں) پہلے اس کی رمی کی جائے گی، اس کے بعد اس سے بعد والے جمرہ (جمرۃ الوسطیٰ) کی، اور اس کے بعد آخری جمرہ (جمرۃ العقبیٰ) کی۔

رمی کا طریقہ بالکل وہی ہوگا جو پہلے دسویں تاریخ کی رمی کے سلسلہ میں لکھا جا چکا ہے، البتہ ایک ذرا سا فرق یہ ہوگا کہ دسویں تاریخ کو صرف "جمرۃ العقبیٰ" کی جو رمی آپ نے کی تھی اس کے بعد دعا نہیں کریں گے، اور ان تینوں دنوں میں پہلے اور دوسرے

جمرہ کی رمی کے بعد دعا کرنی چاہیے، لیکن آخری جمرہ کی رمی کے بعد تینوں دن
میں بھی دعا نہیں کی جائے گی۔

رمی جمار کے بعد دعا کی اہمیت

اپنی ناواقفی اور معلموں کے نہ بتلانے کی وجہ سے جن چند چیزوں میں اکثر و بیشتر
حجاج کوتاہی کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ رمی کے بعد دعا بالکل نہیں کرتے
حالانکہ پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد چند قدم آگے بڑھ کے قبلہ رو کھڑے
ہو کر اطمینان سے اور دیر تک دعا کرنی چاہیے، یہ موقع بھی ان مواقع میں سے ہے
جہاں دعا کی قبولیت کی خاص امید ہے۔

منیٰ کے ان دنوں میں آپ کے مشاغل

ان دنوں میں متعین کام تو صرف دو ہی ہیں، ایک منیٰ میں رہنا، خاص کر رات
وہیں گذارنا ــــــ اور دوسرے مذکورۂ بالا تفصیل کے مطابق رمی کرنا ــ باقی
اوقات بھی آپ کے غفلت میں اور فضولیات میں ہرگز صرف نہ ہونے چاہئیں ــــ
یوں تو مومن کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور قیامت میں ہم کو اپنی عمر
کے ایک ایک منٹ کا حساب دینا ہے، لیکن خاص کر یہ سفر اور اس کے بھی یہ خاص
ایام! اللہ تعالیٰ اگر ایمانی فہم و فراست نصیب فرمائے اور بندہ ان دنوں کی قدر
کرے تو بلا مبالغہ ان دو چار دنوں میں لاکھوں برس کی کمائی ہو سکتی ہے ــــ نمازیں
اہتمام سے پڑھیے! ذکر و دعا و تلاوت و استغفار سے اپنے اوقات کو معمور رکھئے ــــ اور

اور حقیقی ایمان اور عبدیت والی زندگی کی وہ متاع جو تمام دنیا کو ارض پاک سے ملی تھی اور جس کو خود مسلمان اب گم کر چکے ہیں اس کا پیام اور اس کی دعوت لے کر حجاج کے غیروں خیموں پھریے، دوسرے ملکوں کے مسلمانوں کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اگر آپ ان تک یہ پیام نہ پہونچا سکیں تو بھی ہندوستان اور پاکستان کے جو بیسوں ہزار مسلمان ان دنوں میں منیٰ ہی کے اس محدود میدان میں مقیم ہوں گے ان تک تو انشاء اللہ آپ یہ دعوت پہونچا ہی سکیں گے، اگر آپ کی اس سعی و کوشش سے دو چار سینوں میں بھی یہ چراغ روشن ہو گیا تو یقین کیجیے کہ آپ نے بہت بڑی کمائی کر لی، اور اگر بالفرض کسی ایک کو بھی آپ متاثر نہ کر سکے تو بھی اپنی سعی و کوشش کے آپ پورے اجر کے مستحق ہوں گے۔

منیٰ میں دینی دعوت کی سنّت کا احیاء

منیٰ میں دین کی دعوت کی یہ سنّت معلوم نہیں کب سے مردہ تھی، اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اور اپنی بے انتہا نعمتوں سے نوازے تبلیغی کام کرنے والے اپنے ان بندوں کو جنھوں نے گذشتہ چند سالوں سے اس طرف خاص توجہ کی ہے اللہ تعالیٰ ہر ملک کے مسلمانوں میں اس کام کی عظمت و اہمیت اور ضرورت کا احساس پیدا کرے اور جلدی وہ دن آئے کہ ہر ملک کے مسلمان تبلیغی وفود اور جماعتوں کی شکل میں منیٰ میں خیمہ خیمہ پھرا کریں، اور راتوں کو اس مقصد کے لیے اللہ کے سامنے رویا کریں ـــــ یہ کام جس طرح ہونا چاہیے اگر اس طرح ہونے لگے تو صرف منیٰ کے ان تین دنوں کی محنت سے

سارے عالم اسلامی میں ایک نئی زندگی اور نئی روح ان شاء اللہ پیدا ہو سکتی ہے۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔

بہرحال اس عاجز کا جناب کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ اس کام کو نفلی اذکار و عبادات سے افضل یقین کر کے ضرور اس میں پورا حصہ لیں۔ اس کام کے ساتھ اور اس کے ضمن میں اللہ کا جو ذکر ہو گا ان شاء اللہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ذکر سے بہت زیادہ ہو گا جو اس کام سے بے تعلق رہ کر ہو۔

بے تکلف عرض کرتا ہوں کہ گزشتہ سال جب اس عاجز کو حاضری کی سعادت نصیب ہوئی تھی تو اپنی ایک مخصوص حالت کی وجہ سے میں اس کام میں بہت کم حصہ لے سکا تھا۔ لیکن اب مجھے اس پر افسوس ہوا اور اس تجربہ کے بعد اور اس کی تلافی ہی کی نیت سے میں اس قوت کے ساتھ آپ کو یہ مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں۔

حج قران اور افراد

ایک ضروری بات عرض کرنے سے رہ گئی، خیر اس کو اب عرض کرتا ہوں، میں نے اس خط کے ابتدائی صفحات میں لکھا تھا کہ حج کی تین صورتیں ہیں: تمتع۔ قران۔ افراد۔ میں نے جو صورت گزشتہ صفحات میں لکھی ہے یہ حج تمتع کی صورت ہے۔ چونکہ آپ کے لیے میں نے اسی کو مناسب سمجھا (اور اکثر لوگوں کے لیے وہی آسان اور بہتر ہے) اس لیے تفصیل سے میں نے اسی کو لکھوایا ہے۔ اس میں اور باقی دونوں صورتوں (قران اور افراد) میں معمولی سا فرق ہے۔

قرآن اور تمتع میں تو یہ فرق ہے کہ تمتع میں میقات پر صرف عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے اور مکۂ معظمہ پہنچ کر عمرہ کرکے احرام کھول دیا جاتا ہے، اور حج کے لیے پھر وہیں سے دوسرا احرام باندھ لیا جاتا ہے ——— اور قران میں میقات پر عمرہ اور حج دونوں کا احرام ساتھ باندھا جاتا ہے، اور اسی ایک احرام سے دونوں کو ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے، چنانچہ قارن مکۂ معظمہ پہنچکر عمرہ کرتا ہے، لیکن عمرہ کا طواف اور سعی کر لینے کے بعد بال نہیں منڈواتا بلکہ اسی طرح احرام کی حالت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ آٹھویں ذی الحجہ کو مکۂ معظمہ سے منیٰ جاتا ہے، اور آگے اس کا سارا پروگرام بھی وہی ہوتا ہے جو تمتع کرنے والے حاجی کا ہوتا ہے۔

اور افراد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ میقات پر صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور اس احرام سے بس حج ہی کیا جاتا ہے، حج سے پہلے عمرہ نہیں کیا جاتا، افراد کرنے والا حاجی بھی جو احرام میقات پر باندھتا ہے وہ حج سے پہلے نہیں کھلتا، اور دسویں تاریخ کو جمرۂ عقبیٰ کی رمی کرنے تک احرام کی ساری پابندیاں عائد رہتی ہیں[1]۔ ان تینوں صورتوں کے حج کے اعمال اور پروگرام میں کوئی خاص فرق نہیں ہے ——— یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ افراد کرنے والے پر قربانی واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر کرے تو مستحب اور مستحسن ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو اس سے زیادہ تفصیل مناسک کی کسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

---

[1] حج بدل والوں کو ہمیشہ افراد ہی کرنا چاہیے، اور اگر قران کرنا ہو تو بھیجنے والے سے صراحۃً اجازت لے لی جا

منیٰ سے مکہ معظمہ واپسی اور چند روز قیام

جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں ۱۲ ذی الحجہ کو زوال کے بعد رمی کرکے اگر آپ چاہیں تو مکہ مکرمہ واپس ہو سکتے ہیں، لیکن افضل یہ ہے کہ ۱۳ کو بھی رمی کریں، اور اس کے بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں۔ —— لیجئے اللہ کا شکر ادا کیجئے اس نے آپ کا حج بالکل پورا کرا دیا، اب حج کے سلسلہ کا کوئی خاص کام آپ کے ذمہ باقی نہیں رہا ہے۔ اور ہے تو بس اتنا کہ جب آپ مکہ معظمہ سے رخصت ہونے لگیں تو ایک رخصتی طواف کرکے جائیں، اس کے سوا اب آپ سے شریعت کا کوئی خاص مطالبہ نہیں ہے اس لیے آپ چاہیں تو آج ہی مکہ معظمہ سے روانہ ہو سکتے ہیں، لیکن نہ آپ اتنی عجلت کریں گے اور نہ اتنی جلدی آپ کی روانگی کا کوئی انتظام ہی ہو سکے گا، اس لیے لامحالہ آپ کو ابھی مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا ہوگا —— ٹھہریئے اور پوری خوشدلی سے ایک ایک دن کو غنیمت اور اللہ کی نعمت سمجھ کے ٹھہریئے —— بعض لوگوں کو دیکھا کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد جانے کے لیے اتنے بیتاب اور بیقرار ہوتے ہیں کہ انتظام نہ ہو سکنے کی وجہ سے جتنے دنوں مجبوراً ان کو ٹھہرنا پڑتا ہے، اس زمانہ میں ایک ایک دن کو وہ مصیبت سمجھتے ہیں اور سخت بددلی اور شکوہ و شکایتوں کے ساتھ وہ یہ ایام گذارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہ بڑی بری علامت ہے۔ —— اگر بالفرض روانگی کا انتظام ہو جائے تو جلدی جانے میں کوئی حرج نہیں، اور اپنے احوال و مصالح کے مطابق جلد روانگی کی کوشش میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اللہ کے مقدس اور محترم شہر سے دل کا اچاٹ ہونا اور معاذ اللہ بددلی کی کیفیت کا

ایسا ہو جانا بہت بُری حالت کی نشانی ہے ـــــ مومن کا حال تو یہ ہونا چاہیے کہ
برسوں رہ کے بھی جی نہ بھرے اور دل سے یہی آواز آتی رہے ؎

بوری بجوئے دلبر بسپار جان مضطر
کہ مبادا بار دیگر نہ رسی بدیں تمنّا

مکۂ معظمہ میں آپ کے مشاغل

بہرحال جتنے دنوں آپ کو مکۂ معظمہ میں ٹھہرنا ہو پوری خوشدلی سے رہیئے، اور
اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو یہ موقع نصیب فرما رکھا ہے ؎

مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبحیات
ضاعف اللہ بہ کُلّ زمانٍ عطشی

دن میں اور رات میں جتنے ہو سکیں زیادہ نفلی طواف کیجئے تنعیم یا جعرانہ جا جا کر
اور وہاں سے احرام باندھ کے نفلی عمرے کیجئے، اپنی طرف سے اپنے والدین کی طرف سے
اپنے خاص محبوں اور محسنوں کی طرف سے، غرض جس کی طرف سے دل چاہے کیجئے، مسجدِ
حرام میں نفلی نمازیں پڑھیئے، عمر بھر ہزاروں میل کے فاصلے سے کعبہ کی طرف منہ
کر کے غائبانہ نمازیں اب تک پڑھتے رہے ہیں، اور آئندہ بھی اگر زندگی رہی تو یونہی
انشاء اللہ پڑھتے رہیں گے، اب اللہ نے موقع دیا ہے کہ اسکے بالکل سامنے اور اسکی
دیوار کے نیچے کھڑے ہو کے نمازیں پڑھیے اپنے عمر بھر کی حسرت نکال لیجئے جس کعبے
کو حضرت ابراہیمؑ سے لیکر خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ

معلوم کتنے سو یا کتنے ہزار انبیاء علیہم السلام نے اور وہاں کے بعد سے آج تک نہ معلوم کتنے لاکھ اور کتنے کروڑ اولیاء اللہ نے طواف کیے، اور ان طوافوں میں جب تھکے ہوئے جس پتھر (حجر اسود) کو بیتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ بوسے دیئے اور جہاں جہاں انھوں نے نمازیں پڑھیں۔ اور یقیناً کعبۃ اللہ کے اردگرد کی بالشت بھر زمین بھی ایسی نہیں جس پر انبیاء علیہم السلام، ان کے اصحاب کرام یا اولیاء عظام میں سے کسی کی پیشانی نہ ٹکی ہو۔ اب اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے کہ چاہیں تو دن رات اللہ کے اس مقدس بیت کا طواف کریں، حجر اسود جو اس دنیا میں یمین اللہ "(اللہ کے مقدس ہاتھ) کے گویا قائم مقام ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کو رو رو کر چوما کرتے تھے، اللہ نے آپ کو موقع نصیب فرمایا ہے کہ آپ بھی اس کو چومیں اور اس پر آنسو بہائیں اور جس ملتزم سے (یعنی کعبے کے جس حصے سے) چمٹ کر اور اپنے رخسار مبارک کو اس پر رکھ رکھ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کیا کرتے تھے، اب آپ کے لیے بھی موقع ہے کہ چاہیں تو دن میں کئی کئی دفعہ اس سے چمٹ چمٹ کر روئیں اور دعائیں کریں اسی طرح حطیم میں (جو دراصل کعبۃ اللہ ہی کا ایک حصہ ہے) اور مطاف میں جہاں کہیں ہو کر چاہیں نمازیں پڑھیں، یا مسجد حرام میں بیٹھے بیٹھے کسی وقت اللہ کے گھر کو عظمت اور محبت کی نظروں سے دیکھا ہی کریں۔۔۔۔ غرض یہ ساری چیزیں ■ ہیں جو کہ معظمہ سے چلے جانے کے بعد آپ کو کبھی نصیب نہ ہو سکیں گی، اسلئے موقع کو غنیمت جانئے اور اللہ کی رحمتوں اور نعمتوں کو جس قدر لوٹ سکیں لوٹئے۔

مزے لوٹ کلیم اب بن پڑی ہے
بڑی اونچی جگہ قسمت لڑی ہے

ان سب چیزوں کے ساتھ ساتھ اس زمانۂ قیام میں دینی دعوت و تبلیغ کے کام میں بھی حصہ لیتے رہیئے، اور اس کام کے کرنے والوں کے ساتھ پورا تعلق اور تعاون کیجئے! آپ کی ذاتی عبادات سے دعوت کے کام میں طاقت و برکت اور نورانیت پیدا ہوگی۔ اور دعوت اور دین کی جدوجہد چونکہ انبیاء علیہم السلام کی خاص میراث ہے، اور اللہ کے یہاں بہت ہی مقبول اور محبوب عمل ہے، اسلئے امید ہے کہ دعوت کے کام میں آپ کی شرکت کی برکت سے آپ کی یہ ذاتی عبادات انشاء اللہ زیادہ مجبوب اور زیادہ مقبول ہو جائیں گی۔

بیت اللہ کا داخلہ

ایام حج میں کسی دن گھنٹہ دو گھنٹہ کیلئے بیت اللہ شریف کا دروازہ بھی مشتاقان زیارت کے لیے کھولا جاتا ہے، اور اگرچہ یہ داخلہ زیادہ سے زیادہ مستحب درجہ کا عمل ہے، اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس کی وجہ سے کسی معصیت اور منکر کا ارتکاب نہ ہو، لیکن عام حجاج اپنی ناواقفی اور دینی ناتربیتی کی وجہ سے اس کے انتہائی درجہ شائق ہوتے ہیں، اور خدا کی پناہ کہ شریعت کے احکام اور اللہ کی رضامندی و ناراضی سے گویا بالکل بے پروا ہو کر اپنا یہ شوق پورا کرنا چاہتے ہیں، ممکن ہو کہ آپ پر بھی اس شوق کا غلبہ ہو، اس لیے عرض کئے دیتا ہوں کہ لوٹے کے داخل ہونا تو درست

نہیں ہو، علی ہٰذا عام طور سے لوگ جیسی کشمکش اور دھینگا مشتی سے داخل ہوتے ہیں
بھی سخت بے ادبی ہو، اس لیے ان برائیوں کے ساتھ داخل ہونے کی تو ہرگز کوشش
نہ کیجئے گا ـــــ البتہ اگر اللہ تعالیٰ ایسی کوئی صورت پیدا فرما دیں کہ ان برائیوں سے
محفوظ رہتے ہوئے آپ اندر جا سکیں تو نعمت اور سعادت سمجھ کر جائیں اور ان چند
باتوں کا خیال رکھیں ـــــ بہت خشوع خضوع کے ساتھ اور اللہ کی عظمت و ہیبت
دل میں لیے ہوئے داخل ہوں "بسم اللہ" کہہ کے پہلے داہنا پاؤں اندر رکھیں اور دعا
کریں "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ"۔ نظر نیچی رکھیں اور
کی جانب اور ادھر ادھر نہ دیکھیں کہ یہ ادب کے خلاف ہو ـــــ دروازہ سے داخل
ہو کر سیدھے آگے کی طرف چلیں اور سامنے والی دیوار جب قریباً دو ڈیڑھ گز رہ جائے
تو وہاں کھڑے ہو کر دو رکعت یا چار رکعت نفل نماز پڑھیں اور دعا مانگیں، روایات
سے معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ نماز
فرمائی تھی۔ اور اگر معصیات و منکرات سے بچ کر داخلہ کی صورت نہ ہو تو پھر داخل
نہ ہونے میں اللہ کی رضا سمجھیں، اور دل کی چاہت کے باوجود اندر نہ جائیں جا
اور سچی محبت کا یہی تقاضا ہے ؎

میل من سوئے وصال و میل او سوئے فراق
ترک کار خود گرفتم تا بر آید کار او

صحیح روایات کی بنا پر حطیم کعبہ ہی کا جزو ہے، اس میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا

کعبہ ہی میں نماز پڑھنا اور دعا کرنا ہو، لہٰذا اسی پر قناعت کریں۔

خاص مقاماتمیں دعا کے متعلق ایک آخری مشورہ

حج کے سلسلہ میں جو کچھ آپ کے لیے لکھنے کا ارادہ کیا تھا اس سے بہت زیادہ لکھا گیا بس چاہتا ہو کہ خاص خاص مقامات میں دعا کے متعلق ایک آخری مشورہ اور عرض کردوں اور حج کا بیان اسی پر ختم کردوں۔

اس عریضہ سے آپ کو معلوم ہو چکا ہو کہ مکہ معظمہ میں مطاف، مقام ابراہیمؑ ملتزم، رکن یمانی، حطیم، زمزم شریف، خود بیت اللہ شریف، صفا، مروہ، اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کی مسافت (جس میں سعی کی جاتی ہو یعنی مسعیٰ) اور پھر عرفات، مزدلفہ اور منیٰ میں جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے قریب کی جگہ، یہ سب دعاؤں کی قبولیت کے خاص مقامات ہیں، جہاں سیدنا حضرت ابراہیمؑ اور خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام اور ان کے علاوہ بس اللہ ہی جانتا ہو کہ کتنے سو یا کتنے ہزار پیغمبروں نے اور کتنے لاکھ یا کتنے کروڑ اس کے ولیوں نے اپنے اپنے ذوق اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق کیسے کیسے الحاح اور ابتہال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی ہیں اور کیسے تڑپتے ہوئے دل سے اس کو یاد کیا ہو۔

آپ بھی انشاء اللہ ان مقامات پر پہونچیں گے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرینگے تو ان مقامات کی دعاؤں کے متعلق میرا آخری مشورہ یہ ہو کہ ان جگہوں پر آپ جو اور

دعائیں کریں، ان کے ساتھ ایک دعا یہ بھی کریں:۔

"اے اللہ تیرے برگزیدہ اور مقبول بندوں نے اس مقام پر تجھ سے جو دعائیں کبھی کی ہیں، اور جن جن چیزوں کا تجھ سے سوال کیا ہو، اے میرے نہایت رحیم وکریم پروردگار! میں اپنی نااہلیت اور نالائقی اور سیاہ کاری کے اقرار کیساتھ صرف تیری شان کرم کے بھروسہ پر اُن سب چیزوں کا اسی جگہ تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور جن جن چیزوں سے انھوں نے اس مقام پر تجھ سے پناہ مانگی ہے اسی جگہ ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ___ اے اللہ اس خاص مقام کے جو خاص انوار و برکات ہیں مجھے اُن سے محروم نہ رکھ، اور یہاں حاضر ہونے والے اپنے اچھے بندوں کو تو نے جو کچھ بھی عطا فرمایا ہو، یا جو کچھ تو ان کو عطا فرمانے والا ہو، مجھے بھی اس میں شریک فرمادے، اور اس کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرمادے، تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں۔"

اور اگر یاد رہے تو اس سیاہ کار کو بھی اس دعا میں شریک فرمائیں۔

مکہ معظمہ سے روانگی اور طواف رخصت

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مکہ معظمہ سے روانگی کے وقت ایک رخصتی طواف کیا جاتا ہے، آفاقی یعنی بیرونی حجاج کے لیے یہ طواف واجب ہے لیکن اگر طواف زیارت کے بعد کسی نے کوئی نفلی طواف کر لیا اور رخصتی طواف کیے بغیر ہی مکہ معظمہ سے روانہ ہو گیا تو یہ نفلی طواف ہی طواف رخصت کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ لیکن اصل یہی ہے

کہ روانگی کے دن بلکہ اچھا ہے کہ خاص روانگی کے وقت وداع اور رخصت کی نیت سے یہ آخری طواف کیا جائے، اس کا طریقہ بھی وہی ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے

——— البتہ اس کی خصوصیت کا تقاضا ہے کہ بیت اللہ شریف جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص تجلی گاہ ہے، اور عمر بھر کی تمناؤں کے بعد جس تک پہنچنا نصیب ہوا تھا، اس کے فراق اور جدائی کا خیال کر کے اور یہ سوچ کے کہ نہ معلوم یہ سعادت اور دولت پھر کبھی میسر آئے گی یا نہیں، اس طواف کے وقت زیادہ سے زیادہ حزن و ملال کی کیفیت اپنے دل میں پیدا کی جائے، اور ان شاء اللہ نصیب فرمائے تو روتے ہوئے دل اور بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ طواف کیا جائے طواف ختم کر کے حسب معمول مقام ابراہیم پر دوگانہ طواف پڑھا جائے، دعا کی جائے اور دعا کے وقت بھی دل میں یہ فکر ہو کہ معلوم نہیں اس کے بعد بھی اس مقدس اور محترم مقام میں سجدہ کرنے اور اللہ کے حضور میں ہاتھ پھیلانے کی سعادت کبھی میسر آئے گی یا نہیں

——— پھر زمزم شریف پہ جا کر "بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ" پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہو کر پانی پیجئے، اور دعا کیجئے۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ" اس کے بعد اور جو جی چاہے دعائیں کیجئے ——— پھر ملتزم پر آئیے اور آج وداع و رخصت ہی کی نیت سے اس سے چمٹ چمٹ کے خوب روئیے اور پورے الحاح و ابتہال سے دعا کیجئے حج کی مقبولیت مانگئے، مغفرت مانگئے، دنیا اور آخرت کی عافیت مانگئے۔

عذاب سے نجات اور جنت مانگیے، اللہ کی رضا مانگیے، اور اپنے علاوہ کل سب کے
لیے بھی مانگیے جن کے لئے آپ کو مانگنا چاہیے۔ اور ہاں اس موقع پر خوب رو رو کے
اور بلک بلک کے یہ دعا بھی مانگیے، کہ "خداوندا! میری یہ حاضری آخری حاضری
نہ ہو، اس کے بعد بھی بار بار مجھے اس در کی حاضری کی توفیق بخشی جائے۔"

ملتزم سے ہٹ کر اب حجرِ اسود پر آئیے اور آخری دفعہ وداع کی نیت سے
اس کو بوسہ دیجئے۔ اگر اس موقع پر آپ کی آنکھیں چند قطرے گرا دیں تو بڑی مبارک ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود کا بوسہ لیتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے فرمایا تھا۔

ھُھُنَا تُسْکَبُ الْعَبَرَاتُ — یہ آنسوؤں کے بہنے کی جگہ اور موقع

بس حجرِ اسود کو یہ آخری بوسہ دے کر حسرت سے بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے آنکھوں سے
روتے ہوئے، اور دل و زبان سے ربِ کعبہ کو یاد کرتے اور اس سے دعا کرتے ہوئے،
اور مسجدِ حرام اور بیت اللہ کے آداب اور حقوق کے بارے میں جو کوتاہیاں اس عرصہ
میں ہوئیں اُن کی معافی مانگتے ہوئے مسجدِ حرام سے نکلیے۔ حسبِ قاعدہ بایاں پاؤں
پہلے نکالیے اور دعا کیجیے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی ذُنُوْبِی وَافْتَحْ لِی اَبْوَابَ فَضْلِکَ"
اب بیت اللہ کی جدائی پر دل رنج ہونا چاہیے، اور آپ کے قلب پر حزن کی یہ کیفیت آنا چاہیے

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

زیارتِ مدینہ[1]

مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ   مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ

محبت محبت، محبت محبت   محبت محبت، محبت محبت

دلا خاک رہ کوئے محمدؐ شو محمدؐ شو

ز ہر سوئے بیا سوئے محمدؐ شو محمدؐ شو

مدینہ طیبہ کو روانگی

کس دل کی بے تابی اور فراق کے رنج اور غم انگیز خیال کو اب آپ مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کی حاضری اور روضۂ مطہر کی زیارت اور بارگاہِ نبوت کی حضوری کے مسرت بخش اور نہایت لذید تصور سے بدل دیجئے اور مست ہو کر آپ پر درود و سلام پڑھیے۔

(اللّٰھم صلّ علیٰ سیّدنا محمدٍ وّ علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و بارک و سلّم کما تحب و ترضیٰ عدد ما تحب و ترضیٰ)

مدینہ طیبہ کے راستہ میں محبت نبویؐ کو بیدار اور مشتعل کرنے کے لئے اگر آپ کو ذوق ہو تو نعتیہ اشعار پڑھیے (اس کام کے لیے ناز مرحوم حمید صدیقی صاحب کا مجموعہ کلام "بانگِ حرم" بھی اچھی چیز ہے)۔

مدینہ طیبہ میں داخلہ اور مسجد نبوی میں حاضری

مدینہ طیبہ کے راستے کی آخری منزل ذو الحلیفہ (بیر علی) ہے جہاں سے مدینہ طیبہ غالباً

---

[1] زیارت کے سلسلے میں آگے جو کچھ لکھا گیا ہے ■ قریب قریب سب ہی ادب اور آداب محبت کے قبیل سے ہے اس کو تشریع نہ سمجھا جائے۔

صرف ۵ میل رہ جاتا ہے زائرین کو لیجانے والی اکثر موٹر لاریاں یہاں ٹھہرتی ہیں مگر آپ کو بھی ٹھہرنے کا موقع ملے تو بہتر ہے، کہ آپ یہیں غسل کرلیں اور اگر غسل نہ کرسکیں تو وضو ہی کرلیں، اور جو اچھا لباس آپ کو میسر ہو وہ پہن لیں، خوشبو لگالیں اور ذوق وشوق کی بیتابی کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں۔

گنبد خضرا پر پہلی نظر

تورا گنبد گول کلس من بھاون دور سے پیارے دیکھ جو لوں
وہیں سیس نوا دوں، جان گنوا دوں، من میں یہی سمایت ہے

ذوالحلیفہ سے موٹر روانہ ہونے کے بعد چند ہی منٹ میں مدینہ طیبہ کی آبادی نظر آنے لگے گی، اور ہر مومن کی آنکھ کا نور اور دل کا سرور گنبد خضرا سبز نگینہ کی طرح آبادی کے بالکل وسط میں آپ کی خوش نصیب آنکھوں کے سامنے ہوگا، اس وقت پوری محبت اور رقت کے ساتھ درود وسلام پڑھیے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ،

"اے اللہ! یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہر ہے اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے حکم سے اس کو حرم قرار دیا ہے، اس میں میرے داخلہ اور میری حاضری کو تو ہر قسم کے عذاب سے اماں کا ذریعہ بنا!"

"میں جاؤں سر کے بل یثرب نگریا آرزو دارم"

ڈرائیور اگر راضی ہو جائے اور وادی عقیق (بیر عروہ کے پاس) اتارنے پر تیار ہو جائے تو یہاں سے پیدل چلیے، اور اللہ کے محبوب کے محبوب شہر میں عشق ونیاز

کی مرکب کیفیات کے ساتھ داخل ہوجیے!۔

جائے سعت ایں کہ تو پا ئے نہی پائے نہ بینی کہ کجا مے نہی

مدینہ طیبہ کے جس دروازہ سے آپ کا داخلہ ہوگا، اس کا نام "باب العنبریہ" ہے
اس میں داخل ہوتے ہوئے اللہ تعالٰی کی طرف متوجہ ہوکر پورے خشوع خضوع کے ساتھ عرض کیجیے:۔

"بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ"

پھر چلتے ہی چلتے دعا کیجیے:۔

"اے اللہ! اپنے جس کرم سے تو نے مجھے یہ مبارک دن دکھایا ہے کہ میں تیرے
حبیبؐ کے محبوب شہر میں داخل ہو رہا ہوں، اسی کرم سے تو مجھے یہاں کی خاص برکتیں عطا
فرما اور اُن تمام باتوں سے میری حفاظت فرما جو یہاں کی برکات سے محرومی کا باعث ہوتی ہیں۔"

شہر میں داخل ہونے کے بعد اسباب کی حفاظت کا کوئی بندوبست کر کے، اور
اگر داخلہ سے پہلے غسل یا وضو کر کے کپڑے بدلنے کا موقع نہ ملا ہو تو اب غسل یا وضو
ہی کر کے اور کپڑے بدل کے خوشبو لگا کے سب سے پہلے مسجد نبویؐ کی طرف آئیے اور
"بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ" کہہ کر ظاہر و باطن کے پورے
ادب کے ساتھ داہنا پاؤں پہلے اندر رکھیے، اور عرض کیجیے:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

سب سے پہلے مسجد شریف کے اس حصہ میں جائیے جو روضۂ مطہرہ اور منبر شریف
کے درمیان ہے، اور جس کے متعلق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "روضۃ من ریاض

الجنۃ" ارشاد فرمایا ہے یعنی یہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے) یہاں پہنچ کر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھئے۔[۱] اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس عظیم و جلیل نعمت کے شکریہ میں کہ اس نے اس دربار عالی کی حاضری کی سعادت بخشی مستقل سجدۂ شکر کیجئے اور دعا کیجئے کہ اے اللہ جس طرح تو نے محض اپنے کرم سے یہاں تک پہنچا دیا، اسی طرح اپنے کرم سے میرے لئے اپنی رحمت و رضا کے دروازے کھول دیجئے اور اپنے محبوب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو شفقت و عنایت کے ساتھ میری طرف متوجہ فرما دیجئے ان کا قلب مبارک بھی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

مواجہ شریف میں حاضری اور پہلا سلام

اس کے بعد پورے ادب اور پورے ہوش کے ساتھ جو ہوش باقی رہے مواجہ شریف میں آیئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہو جایئے اور یہ تصور کرتے ہوئے کہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوں اور حضورؐ میری گذارش بہ نفس نفیس سن رہے ہیں، پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز سے سلام عرض کیجئے۔

سلام کے بارے میں مذاق مختلف ہیں بعض لوگ مختصر سلام پسند کرتے ہیں، ان کے لیے یہی اچھا ہے کہ بس مختصر سلام عرض کریں، سلف کا عام مذاق بھی یہی تھا۔

اور بیچارے عوام جو عربی بالکل نہیں جانتے، اور سلام کی لمبی چوڑی عبارتیں نہ ان کو یاد ہوتی ہیں نہ وہ ان کے معنی مطلب سمجھتے ہیں، ان سب کے لئے تو گویا یہ ضروری ہے

---

[۱] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو حکم دیا تھا کہ مسجد شریف میں داخل ہو کر پہلے تحیۃ المسجد پڑھ کر یں اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو [illegible] بھی یہی حکم ہے ۔۱۲

کہ وہ مختصر ہی سلام عرض کریں۔ مثلاً صرف اتنا عرض کریں۔

السّلامُ علیکَ یا رسُولَ اللہ۔	اے اللہ کے رسُول آپ پر سلام
السّلام علیکَ یا حبیبَ اللہ	اے اللہ کے محبوب آپ پر سلام
السّلام علیکَ یا خیرَ خلقِ اللہ	اے بہترینِ خلق اللہ آپ پر سلام
السّلام علیکَ اَیُّھَا النّبیُّ	اے اللہ کے نبی آپ پر سلام، اور اللہ
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	کی رحمت اور اسکی برکتیں

اور جو عربی داں حضرات طویل سلام عرض کرنے میں زیادہ لذت اور کیفیت محسوس کریں، وہ اگر چاہیں تو رفیقِ محترم مولانا سید ابوالحسن علی کے مضمون "اپنے گھر سے بیت اللہ تک" میں دیکھ لیں، اس عاجز کو بھی وہ ہی سلام بہت زیادہ محبوب ہے۔[1]

یہاں ایک سلام اور لکھتا ہوں، اپنی درمیانی حیثیت کی وجہ سے شاید آپ جیسوں کے لیے وہ زیادہ مرغوب ہوگا، یہ سلام بھی اس عاجز کو بہت پسند ہے۔

السّلامُ علیکَ اَیُّھَا النّبیُّ وَ	اے اللہ کے پیغمبر آپ پر سلام، اور اللہ کی
رَحمۃُ اللہ وَبَرکاتُہٗ یا رسُولَ اللہ	رحمت اور اسکی برکتیں، یا رسول اللہ میں آپ کی

---

[1] ذوق کی انفرادی معاملہ ہیں اور اسی طرح صلوٰۃ و سلام میں اختصار پسندی اور طوالت پسندی کا بالکل ذوقی چیزیں ہیں، شارع نے کسی خاص رکن کے ذریعہ اس قسم کے امور میں نہ ہمیں خاص الفاظ کا پابند کیا ہے نہ خاص تعداد کا، اس لئے ان چیزوں میں کسی ایک ہی پہلو کو صحیح سمجھنا اور دوسرے پہلو کو غلط قرار دینا صحیح نہیں، اصل مطالبہ تو یہ ہے جو چیز ہو حقیقت بنے رسم نہ ہو۔ [2] سلام کی کتاب صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۳ پر ملاحظہ۔

إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّكَ
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ
قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ
الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْأُمَّةَ وَ
كَشَفْتَ الْغُمَّةَ وَجَاهَدْتَ
فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ فَجَزَاكَ
اللّٰهُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ
خَيْرَ مَا جَزَىٰ نَبِيًّا عَنْ
أُمَّتِهِ وَرَسُولًا عَنْ خَلْقِهِ

سامنے گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں
ہے (کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں ہے) اور
اس کا کوئی شریک یا ساجھی بھی نہیں ہے اور بلاشبہ آپ
اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور میں اس کی بھی
شہادت دیتا ہوں اور ان شاء اللہ قیامت میں اللہ
کے سامنے بھی یہ شہادت دوں گا کہ آپ نے اس کا
پیغام پہنچا دیا اور امانت کا حق ادا کر دیا، اور امت
کی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں کی گمراہی اور تاریکی
کے بادل دور کر دیا اور اللہ کی راہ میں جد و جہد کا حق
پوری طرح ادا کر دیا پس آپ کو آپ کا رب اس پوری امت
کی طرف سے وہ بہترین جزا دے جو کسی نبی کو اس کی امت
کی طرف سے اور کسی رسول کو اپنی مخلوق کی طرف سے
اللہ نے دی ہو یا دینے والا ہو

اس کے بعد حضورؐ سے شفاعت کی درخواست کیجیے کہ "حضور والا! گناہوں کے بوجھ نے
میری کمر توڑ دی ہے میں آج آپ کے سامنے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، اور اللہ سے
معافی چاہتا ہوں حضورؐ بھی میرے لیے استغفار فرمائیں، اور قیامت کے دن میری شفاعت
فرمائیں، اگر حضورؐ نے عنایت نہ فرمائی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا، برباد ہو جاؤں گا۔"

بہ سلام آدم جو ایم دہ مرہبے بروں خرایم شہ

اس کے بعد اپنے اُن بزرگوں دوستوں، عزیزوں کا سلام حضورؐ کو پہنچایئے جنھوں نے آپ سے فرمائش کی ہو اور آپ نے اُن سے وعدہ کرلیا ہو۔ اگر سب کا لینا مشکل ہو تو اتنا ہی عرض کر دیجئے کہ "حضورؐ آپ پر ایمان رکھنے والے اور آپ کا نام لینے والے میرے چند اور بزرگوں اور عزیزوں دوستوں نے بھی سلام عرض کیا ہے حضورؐ ان کا سلام قبول فرمائیں، اور ان کے لیے بھی اپنے رب سے مغفرت مانگیں، وہ بھی حضورؐ کی شفاعت کے طلبگار اور امیدوار ہیں"

اس سیاہ کار کی التجا

یہاں میں آپ سے بڑی ہی عاجزی سے اور ایمانی اخوت کا واسطہ دے کر عرض کرونگا کہ خدا اس پہلی حاضری میں اور خواہ اس کے بعد کسی حاضری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سیاہ کار امتی کی طرف سے بھی عرض کریں کہ "اے رب العالمین کے حبیب اے رحمت عالم آپ کے ایک سیاہ کار اور نابکار امتی محمد منظور نے بھی سلام عرض کیا ہے۔ وہ اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے، اور حضورؐ پر ایمان لانے والے اپنے سب محسنوں اور محبتوں کے لیے حضورؐ سے مغفرت کی دعا اور شفاعت کا طلبگار اور امیدوار ہے، اسے یقین ہے کہ آپ کی شفاعت وعنایت سے اس کا بیڑا پار ہو جائے گا ــــ حضورؐ سے اس کی یہ بھی استدعا ہے کہ حضورؐ والا اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ مرتے دم تک اسکو ایمانی عہد پر قائم رہنے کی توفیق ملے"

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلبِ ما کن — کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے

پھر حضورِ اقدس ﷺ کے حضور میں سلام اور اپنی معروضات عرض کرنے کے بعد تقریباً ایک ہاتھ
داہنی جانب ہٹ کے آپ کے یارِ غار اور سب سے بڑے جاں نثار حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت
میں سلام عرض کیجئے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا وزیر رسول اللہ السلام
علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اس کے بعد تقریباً ایک
ہاتھ اور داہنی ہی جانب ہٹ کے سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ کے روبرو حاضر ہو کے
سلام عرض کیجئے السلام علیک یا امیر المومنین، السلام علیک یا معز الاسلام
والمسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مدینہ طیبہ میں آپ کا قیام اور اس عرصہ کے مشاغل

خدا نے چاہا تو آپ کو مدینہ طیبہ میں قیام کا کافی وقت ملے گا۔ ان دنوں کا ایک
ایک لمحہ کو غنیمت سمجھئے جہاں تک ہو سکے زیادہ وقت مسجد نبویؐ میں گزاریے۔ وہ کم
تر رسول کی اللہ کی زمین میں یہی وہ خوش نصیب قطعہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ کے حضور میں سب سے زیادہ سجدے کیے، نمازیں پڑھیں، خطبے دیے، دعائیں
کیں، اعتکاف کیے۔ اگرچہ اب مسجد نبوی عہد نبوت کی وہ پرانی مسجد نہیں ہے لیکن
اس میں کیا شک کہ زمین وہی ہے اور فضا وہی ہے، اور انوار و برکات وہی ہیں، اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ایک حصہ میں آج بھی آرام فرما ہیں۔ یقیناً ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است — ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

معمول بنالیں۔ اس وقت مسجد شریف ہی میں گذاریے نفل نمازیں پڑھیے قرآن مجید کی تلاوت کیجیے اور سب سے زیادہ شغل درود شریف کا رکھیے۔ اور جب موقع مناسب ملے سلام عرض کرنے کے لئے مواجہ شریف میں حاضر ہو جائیے۔

مواجہہ شریف میں اطمینانی حاضری کے اوقات

اس عاجز کے تجربہ میں چار وقت ایسے ہیں جبکہ مواجہ شریف میں اطمینان سے حاضری اور عرض و معروض کا موقع اکثر مل جاتا ہے، ایک تہجد کے وقت جبکہ مسجد شریف کے دروازے کھلتے ہیں، اس وقت داخل ہونے والے اکثر لوگوں کو دیکھا کہ "ریاض الجنۃ" کی جگہ حاصل کرنے کی فکر میں یا "محراب النبی" پر نفل پڑھنے کی کوشش میں اس طرف دوڑتے ہیں۔ آپ اگر اس وقت "باب جبریل" سے داخل ہو کے اور تحیۃ المسجد مختصر پڑھ کے سیدھے مواجہ شریف پر پہونچیں تو وہاں کوئی اژدہام اور مجمع انشاء اللہ اس وقت نہ پائیں گے۔ دوسرے ہندوستانی گھڑیوں کے حساب سے دن کو ۱۰ بجے ۱۱ بجے کے درمیان۔ تیسرے غروب آفتاب سے قریباً پون گھنٹہ آدھا گھنٹہ پہلے۔ اور چوتھے رات کو جب مسجد شریف کے دروازے بند کیے جاتے ہیں۔ مگر آپ اس امید میں بالکل آخری وقت تک وہاں رہیں تو انشاء اللہ کبھی کبھی چند منٹ کے لیے ایسا موقع بھی اس وقت آپ کو نصیب ہو جائے گا جب کہ آپ کے سوا وہاں کوئی نہ ہو گا۔

چونکہ اصحاب ذوق و محبت کو کسی ایسے وقت کی بڑی تمنا ہوتی ہے جب کہ ۔ ع

"ہم ہی تنہا ہوں تری محفل میں کوئی اور نہ ہو"

اس لیے اپنا یہ تجربہ بے تکلف آپ کے لئے عرض کر دیا ہے خدا کرے کام آئے
میں آپ سے امید رکھوں کہ آپ اپنے کسی وقت میں کبھی اس سیاہ کار کو یاد رکھ سکیں گے

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ۔ بیاد آر حریفان بادہ پیما را

ایک اور تجربہ اور مشورہ

انکسار کے طور پر نہیں بلکہ پوری دیانتداری اور صفائی سے حقیقت حال عرض کرتا ہوں
خاص اصلاح کے متعلق میں اہل طریقت میں سے نہیں ہوں بلکہ ان امور میں ایک عامی آدمی ہوں
گزشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے وہاں کی حاضری کی نعمت سے نوازا تو جب کبھی کسی قدر اطمینان کے
مواجہہ شریف میں حاضری نصیب ہوئی تو قریب قریب ہر دفعہ بڑی قوت کے ساتھ دل پر اس خیال
کا غلبہ ہوتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ خیال اور فکر امت کی دین سے لاپروا
ہی کا ہے اور مسلمانوں کی بگڑی ہوئی زندگی سے آپ سخت محزون اور متفکر ہیں اور گویا اس
منتظر ہیں کہ آپ سے تعلق اور نسبت رکھنے والے آپ کی امت میں دینی روح اور اسلامی زندگی
کرنے کے لیے کمربستہ ہوں۔ ممکن ہے یہ میرے خاص خیالات کا ہی عکس ہو لیکن بعض اوقات ایسا
ہوتا تھا کہ گویا دل میں اس کا یقین پوری قوت سے بھر رہا ہے۔ آپ سے بے تکلف عرض کیے دیتا ہوں
آخر ایک شب اس سیاہ کار نے حضوری کی جرأت کر کے عرض کیا کہ حضور توفیق اور استقامت کی دعا فرمائیں
انشاء اللہ یہ غلام بھی جہاں تک بن پڑے گا یہ کام کرے گا۔ پھر ایسا محسوس ہوا گویا حضور کو اس
مار اللہ سے ایک خاص مسرت اور فرحت ہوئی۔ والعلم عند اللہ۔ میں مکرر عرض کرتا ہوں کہ یہ کشف یا ا
ہے بلکہ اپنی حالت دیکھتے ہوئے غالب یہی ہے کہ یہ سب اپنے ہی اندر کے خیالات ہوں لیکن بہر حال

احساس یا عوامل نے مجھے تو فائدہ ہی پہونچایا کہ ایک قسم کی منفی دینی کام کی اہمیت کا احساس پہلے سے کچھ زیادہ ہوگیا۔

آپ کو بھی اس عاجز کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ مواجہ شریف میں جہاں حضور سے آپ اپنی اور جو عرض کریں وہاں کبھی دین کی خدمت و نصرت کا عہد بھی آپ کیجئے! انشاء اللہ اس کی برکتیں آپ خود دیکھ لیں گے۔

جنّت البقیع

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ مقدسہ کے بعد سب سے اہم مقام وہاں کا قدیمی قبرستان "جنت البقیع" ہے جو حرم نبوی سے بہت تھوڑے سے فاصلہ پر ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۵۰۰۔۱۰۰ فٹ کی مسافت ہے۔ کیسا خوش نصیب زمین کا یہ قطعہ ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مرنے والوں کو اپنے ہاتھ سے یہیں دفن فرمایا۔ آپ کی اکثر ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور اہل بیت نبوت کے حضرات اسی مٹی میں آرام فرما ہیں اور کتنے جلیل القدر صحابۂ کرامؓ اور پھر شمار میں نہ آسکنے والے ان کے تابعین اور تبع تابعین اور قرون مابعد میں پیدا ہونے والے بے گنتی و بے شمار ائمۂ عظام اور اولیاء کرام یہیں آسودۂ خواب ہیں۔ سچ کہا کہنے والے نے۔ ع۔ "دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

مدینہ طیبہ کے قیام کے زمانہ میں یہاں بھی حاضری دیتے رہیئے، یہاں کے سونے والوں کو پہلے مسنون طریقہ پر سلام عرض کیجئے اور ان کے لئے اُن کے رب سے مغفرت و رحمت اور رفع درجات کی دعا کیجئے، اسی کے ساتھ اپنے لئے بھی دعا کیجئے کہ اے اللہ یہاں تیرے جو بیشمار صالح بندے سو رہے ہیں۔ ان کا جن باتوں سے تو راضی ہے ان کا کوئی ذرہ مجھے بھی نصیب فرما دے

عاقبت کی اور فلاح اور رضا کی دعا کیجئے۔ اور اللہ و رسول کے ساتھ سچی وفاداری کا اور دین پر استقامت کا اللہ تعالیٰ سے یہاں خاص طور پر مانگیے۔

مدینہ طیبہ کے فقراء و مساکین

غربت و افلاس مدینہ شریف میں حد سے زیادہ ہے جن بیچاروں نے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کو روزی حاصل کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے وہ تو غالباً لوگوں سے امداد و اعانت حاصل کر ہی لیتے ہوں گے لیکن باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ مدینہ کی آبادی میں کافی تعداد ایسے سفید پوش گھرانوں کی ہے جو فاقوں پر فاقے ہونے کے باوجود سوال اور اظہار حاجت کی ذلت سے اپنے کو بچاتے ہیں۔

ہمسایۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے پڑوسیوں کی خدمت بھی سعادت ہے، انشاء اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و عنایت حاصل ہونے کا خاص ذریعہ ہے۔

لیکن ہم آپ جیسے لوگ اپنے چند روزہ قیام میں ان کا کچھ پتہ نہیں چلا سکتے البتہ ایسے معتمد حضرات مل سکتے ہیں جن کی وساطت سے اپنے ہدایا ایسے گھرانوں تک پہنچا سکیں۔

مدینہ طیبہ سے واپسی

مدینہ طیبہ میں جتنا قیام اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر فرمایا ہے اس کو ختم کر کے آپ سفر کو واپس ہوں گے، اور مدینہ طیبہ سے جدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہونا عشق طبع پر آپ کے لیے بڑا سانحہ ہوگا۔ بہرحال جب وہ دن آئے تو اس روز خصوصیت اور خاص اہتمام سے آپ رخصتی ہی کے لیے مسجد شریف میں حاضر ہوں، پہلے دو رکعت نماز اگر ہو سکے تو محراب نبوی میں ورنہ اس کے آس پاس روضۂ طیبہ میں کہیں پڑھیں پھر اپنے حال کے ساتھ خاص طور سے یہ دعا کریں کہ۔

تلے عطا ہو۔ یا رب سب مسلمانوں کی طرف سے بھی اور یہاں کے اس شہر اور شہر والوں کے حقوق و آداب کی ادائیگی میں جو کوتاہیاں مجھ سے ہوئی ہیں ان کو اپنے خاص کرم سے معاف فرما اور میرے حج و زیارت کو قبول فرما اور مجھے یہاں سے محروم واپس نہ فرما اور میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو، بلکہ اے میرے کریم مولا! اس کے بعد بھی مجھے یہاں حاضری کی توفیق عطا فرما اور قیامت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور آپ کا قرب مجھے نصیب فرما۔

اس کے بعد آپ مواجہ شریف میں آ کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں، اور استغفار و شفاعت کی درخواست کریں۔ اور یہاں کے ادب اور مقام کی عظمت کا لحاظ رکھتے ہوئے اور بھی جو کچھ عرض کرنا چاہیں کریں اور التجا کریں کہ حضور والا میرے حج و زیارت کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں اور یہ بھی دعا فرمائیں کہ میری یہ حاضری آخری حاضری نہ ہو بلکہ اس کے بعد بھی مجھے بلایا جائے۔

اس وقت جس قدر آپ کا دل غمگین اور شکستہ ہوگا اور آنکھیں جتنی اشکبار رہیں گی انشاء اللہ اسی قدر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و شفقت آپ کی طرف متوجہ ہوگی۔

اس کے بعد یہ تصور کرتے ہوئے کہ جس ملک میں میں رہتا ہوں گویا وہی دین، شہادتِ حق اور دین کی خدمت و نصرت کا محاذ ہے وطن روانہ ہو جائیے اور دل غمگین کو تسکین دیجئے کہ اگرچہ جسم میرا مدینہ طیبہ سے دور رہے گا لیکن میری روح انشاء اللہ کبھی دور نہ ہوگی اور ہزاروں میل دور سے بھی میرا درود و سلام، اور میرا پیام اللہ کے فرشتوں کے ذریعہ انشاء اللہ حضور کو پہنچ سکے گا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمد النبی الامی وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

کیفِ حضوری

(از حضرت حمید صدیقی لکھنوی)

کیفِ حضوری اللہ اکبر — چھایا ہوا ہے دیدہ و دل پر

پیشِ نظر ہے روضۂ اطہر — آنکھیں بھی روشن دل بھی منور

تشنہ لبوں پر بخششِ پیہم — صلِّ علیک، اے ساقیِ کوثر

بادۂ عرفاں، کیفِ مجسم — جھوم رہے ہیں شیشہ و ساغر

وقفِ زیارت چشمِ تمنا — مہرِ سکوتِ شوق لبوں پر

یوں ہیں وہ ہم آغوشِ تصوّر — بھول گیا ہوں خود کو بھی یکسر

دیکھتے ہیں ■■ میری جانب — دل کو ہوا محسوس یہ اکثر

برقِ تجلّی کوند رہی ہے — جالی کے باہر، جالی کے اندر

گنبدِ خضرا، شمعِ تجلّی — محوِ نظارہ ہیں مہ و اختر

حلقہ بگوشِ بامِ حرم ہیں — کس کے پیامی ہیں یہ کبوتر

جذبِ سوادِ شامِ مدینہ — لرزاں لرزاں خسروِ خاور

جلوؤں کو ان کے خوب ہی دیکھا — دور بھی ہٹ کر پاس بھی جا کر

حاصلِ زیست انعامِ حضوری — جس کو بھی ہو جائے میسّر

مجکو بھی لے آغوش میں اپنی — صدقے بقیعِ پاک میں تجھ پر

طیبہ میں مرنا طیبہ میں جینا — یہ بھی ہے بہتر وہ بھی ہے بہتر

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ایک ضروری بات

اگلے صفحہ سے شروع ہونے والے مضمون کے متعلق ناظرین کرام کو یہ بتا دینا میرے لئے ضروری ہے کہ رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا یہ مضمون جو آپ بیتی کے انداز پر لکھا گیا ہے۔ مولانا موصوف نے میرے شدید اصرار پر ۱۳۶۹ھ میں "الفرقان" کے حج نمبر کے لئے لکھا تھا اور از راہ اخلاص وانکسار اُن کا سخت اصرار تھا کہ اِس مضمون کے لکھنے والے کا نام ظاہر نہ کیا جائے ۔۔۔ اور اُن کو امید تھی کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ لیکن جب انھوں نے یہ مضمون تیار کر کے حوالہ کر دیا تو میں نے اُن کی اِس فرمائش کی تعمیل اپنے لئے ضروری نہ سمجھی ۔۔۔ بہرحال اِس مضمون کو مولانا کے نام سے شائع کر دینے کی اچھائی بُرائی کا ذمہ دار یہ عاجز ہے۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کہ روانگی کی تاریخ آئی۔ ع

"دن گنے جاتے تھے جس دن کے لئے"

جس دن کی آرزو لے کر اللہ کے لاکھوں نیک اور مقبول بندے دنیا سے چلے گئے۔ ہزاروں اولیاء اللہ عمر بھر اسی حسرت و اشتیاق میں رہے اور ایک ظلوم و جہول بندہ کو نصیب ہو رہا ہے۔ ع

"برایں مژدہ گر جان فشانم رواست"

بہت چاہا کہ سوائے چند مخصوص دوستوں کے کسی کو خبر نہ ہو، ایسے موقع پر ریا و عُجب (خود پسندی) سے حفاظت اور اخلاص کامل بڑا اونچا مقام اور اللہ کے مخلص بندوں کا کام ہے۔ اگر سفر کی بسم اللہ ہی غلط ہوئی اور اخلاص میں فرق آیا تو بڑا خطرہ ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

لیکن ایک سے دوسرے کو اور دوسرے سے تیسرے کو خبر بھی ہی گئی، اے اللہ دل کا نگہبان تو ہی ہے، اپنی ناکارگی، گناہوں اور شامت نفس کا پورا استحضار اور تیرے بے استحقاق احسان کا مراقبہ رہے، ایک لمحہ کے لیے بھی اپنی اہلیت و مقبولیت کا وسوسہ اور ریا کا ادنیٰ شائبہ بھی نہ آنے پائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُلُوْبَنَا وَنَوَاصِيَنَا وَ جَوَارِحَنَا بِيَدِكَ لَمْ تُمَلِّكْنَا مِنْهَا شَيْئًا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ بِنَا فَكُنْ اَنْتَ وَلِيَّنَا وَاهْدِنَا اِلٰى سَوَاءِ السَّبِيْلِ	اے اللہ ہمارے دل، ہماری پیشانی کے بال ہمارے اعضاء و جوارح سب تیرے ہاتھ میں ہیں تو نے ان میں سے کوئی چیز بھی ہمارے اختیار میں نہیں دی جب واقعہ یہ ہے تو پھر تو ہی ہمارا کارساز رہ اور ہم کو سیدھے راستے پر لگا۔

تجربہ کاروں کا کہنا ہے کہ سفر میں سامان کم سے کم اور بس ضروری ضروری چیزیں لیجئے، زیادہ سامان کی وجہ سے بہت سی نعمتوں سے محروم ہونا پڑتا ہے، آزادی نہیں رہتی اور بعض اوقات غلط کام کرنے پڑتے ہیں، جن کا ہمیشہ افسوس رہتا ہے۔

لیجئے دیکھتے دیکھتے چلنے کا وقت آ گیا، مگر وہ وقت نہیں ہے، ہر سفر کا آغاز دو رکعت نفل اور دعا سفر سے مسنون ہے، نہ کہ اتنا طویل، مبارک اور نازک سفر جس میں ہر آن خطرہ پونجی کے ڈوب جانے اور قلب و نیت کے قزاقوں کی

رہنمائی کا ہے، ساری عمر کا خشوع اگر اس ایک نماز میں اور زندگی بھر کا تضرع اگر آج کی دعا میں آجائے تو بڑی بات نہیں جسم و جان، قلب و ایمان، بحر و بر کے خطرے اس ایک سفر میں جمع ہیں، ہار جیت کا سفر ہے، ہار بھی ایسی کہ اس کے برابر کوئی ہار نہیں، اللہ کے گھر جائے اور اپنی شامتِ اعمال سے خالی ہاتھ آئے بلکہ گناہوں کی گٹھری اُلٹی پیٹھ پر لاد کر لائے۔

تہمتیں چند اپنے ذمّے دھر چلے
کس لئے آئے تھے اور کیا کر چلے

اور جیت بھی ایسی کہ کوئی فتح اور کامرانی اس کے برابر نہیں، گناہوں سے پاک دھو یا دھلایا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

من حج للہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ (بخاری و مسلم)	جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کیا اور بے حیائی اور گناہ سے محفوظ رہا تو وہ پاک ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز تھا۔

وہ سفر جس کا انعام جنت ہے۔

الحج المبرور لیس لہ الجزاء الا الجنۃ (بخاری و مسلم)	حج مقبول کی جزا جنت ہی ہے۔

اس سفر کے لئے جو کچھ بھی مانگا جائے اور جس طرح دل کھول کر مانگا جائے کم

۔ گھر کا ٹکراؤ، بکار عقل، پریشان دماغ، مضطرب دل، تھکا ہوا جسم، وقت تھوڑا کتنا بھی ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر ضروری باتیں زبان پر آجائیں اور ضروری باتیں رہ جائیں، لیکن قربان رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جیسے ہر دینی و دنیاوی ضرورت کے لیے جچی تلی دعائیں اور ہر شعبۂ زندگی کے لیے منتخب دعائیہ الفاظ امت کو عطا کر گئے، سفر کی بھی ایسی مکمل دعا تعلیم کر گئے جس میں نہ کسی اضافہ کی ضرورت ہے نہ کسی ترمیم کی۔ ان بے حد احسانات کے ساتھ اس احسان کا بھی استحضار کر کے محبت و عظمت کے ساتھ درود پڑھ کر یہ مسنون دعا الفاظ کہیے۔

اللّٰھم انا نسألک فی سفرنا ھٰذا البر والتقوی ومن العمل ما تحب و ترضی اللّٰھم ھوّن علینا سفرنا ھٰذا واطوعنا بعدہ اللّٰھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل اللّٰھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبۃ المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل والولد (مسلم)	اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور احتیاط کے طالب ہیں اور ایسے اعمال کے جو تجھے پسند ہوں اے اللہ ہمارے سفر کو ہمارے لیے آسان اور ہلکا بنا دے اور اس کی مسافت کو لپیٹ دے، اے اللہ تو سفر میں بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہے اور گھر میں بھی ہمارے پیچھے نگراں اور خیال رکھنے والا ہے اے اللہ میں تجھ سے سفر کی کلفت اور ایسی چیز سے پناہ چاہتا ہوں جس کے دیکھنے سے کوفت ہو اور مال اہل و عیال کی طرف بری واپسی سے۔

گھر سے رخصت ہوئے سب کو اللہ کے حوالے کیا، اور سب اللہ کے حفظ و امان میں دیا۔ رخصت کرنے والوں نے بھی مسنون الفاظ میں اللہ کے گھر کے مسافر کو اللہ کی ودیعت و حفاظت میں دیا اور کہا:۔

استودع اللہ دینک وامانتک	میں اللہ کی امانت میں دیتا ہوں تمہارا دین
وخواتیم اعمالک	اور تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام

جس وقت گھر سے نکلے سفر شروع ہو گیا اور زبان پر یہ مسنون الفاظ آ گئے جو بالکل مناسب حال ہیں۔

اللھم بک انتشرت والیک	اے اللہ میں تیرے سہارے چل کھڑا ہوا ہوں
توجہت و بک اعتصمت و	اور تیری طرف رخ کر دیا ہے اور تجھے مضبوط پکڑ
علیک توکلت انت ثقتی و	لیا ہے اور تجھ پر بھروسہ کیا ہے، تو ہی میرا سہارا ہے
انت رجائی اکفنی ما اھمنی	تو ہی میرا آسرا ہے، جس چیز کی مجھ کو فکر ہے اور جس کی مجھے
وما لا اھتم بہ وما انت	فکر نہیں اور جس کو تو زیادہ جانتا ہے سب کا تو
اعلم بہ منی عز جارک وجل	خود ہی انتظام فرما دے، تیرے جوار میں آنیوالا
ثنائک ولا الہ غیرک	غالب و محفوظ ہے، تیری مدح و توصیف بلند ہے
زودنی التقوی واغفرلی	تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تقوی کو میرا زاد راہ
ذنوبی ووجھنی للخیر اینما	بنا، میرے گناہوں کو معاف فرما، اور جس طرف
توجہت	رخ کروں خیر ہی کی طرف میرا رخ کر۔

گاڑی آگئی، مسافروں کو ایذا دیے بغیر سوار ہوئے، سامان کو قرینہ سے رکھا، بقدرِ ضرورت جگہ گھیری، وضو اور نماز کا انتظام کرلیا، سفر کے اس ہنگامہ اور شور وغل میں بھی اپنے سفر کی عظمت، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف توجہ اور اپنی بے بسی کا احساس قائم ہے، لوگوں سے محبت کے ساتھ رخصت ہوئے اور سفر کی کامیابی اور مقبولیت کے لئے خود ان سے دعا کی درخواست کی، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اللہ کے ان سادہ دل بندوں میں کتنے مقبولِ بارگاہ ہوں گے، اور کتنوں کے جسم یہاں اور دل وہاں ہوں گے، اور کتنے بہت سے حجاج سے افضل ہوں گے۔

گاڑی روانہ ہوئی، اپنے ہم سفروں سے تعارف حاصل ہوا، ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ سفر کی سنت اور حکم ہے کہ ساتھیوں میں سے ایک کو سفر کا امیر بنالیا جائے، سب نے اتفاق کیا، اور ایک صاحب علم اور منتظم رفیق کو امیر بنایا، انھوں نے سب کی خدمت وراحت کا عزم کیا، حج کے رفیقوں کو مخاطب کرکے اس سفر کی عظمت اور اس کے آداب وحقوق مختصر طریقے پر بیان کیے، نماز کا وقت آیا، ساتھیوں کو نماز کی طرف متوجہ کیا اور اعلان کیا کہ انشاء اللہ نماز جماعت کے ساتھ ہوگی، گاڑی جنکشن پر پہونچنے والی ہے، گاڑی ٹھہری، اپنی جگہ کے محفوظ رہنے کا انتظام کیا، سب نے وضو کیا، پلیٹ فارم پر اذان ہوئی، امام نے وقت کا خیال کرتے ہوئے مختصر نماز پڑھائی، لوگ اپنی اپنی جگہ آگئے، موقع ہوا تو سنتیں اور نوافل کھڑے بیٹھے پڑھ لیے، اگلی نماز کے وقت اتر کر پڑھنے کی مہلت نہ تھی، گاڑی کے اندر ہی جماعت کا

اہتمام ہوا مسافروں سے کہہ سن کر جگہ کی، اور فرض کھڑے ہو کر ادا کیے۔ بعض نمازوں میں سب نے ایک ہی جماعت سے نماز پڑھی، بعض اوقات دو دو تین تین نے مل کر ایک ایک جماعت کر لی، رات کو سونے میں، اترنے اور چڑھنے میں کسی چیز میں بھی کشمکش کی نوبت نہیں پیش آئی۔ لاجدال فی الحج (حج میں لڑائی جھگڑا نہیں) کی مشق یہیں سے شروع ہو گئی۔ الحمد للہ رفیقوں کو اعتماد اور مسافروں کو انس ہو گیا اس سے خود کو بھی راحت ملی اور دوسروں کو بھی راحت نصیب ہوئی۔ اور زیادہ خرچ کرنے سے بھی جو آرام نہ ملتا وہ ایثار و خدمت سے ملا۔ کم خرچ بالا نشیں اسی کو کہتے ہیں۔

راستہ میں دین ہی کا تذکرہ اور دین ہی کا مشغلہ رہا۔ شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب کی "فضائل حج" مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کی "زیادۃ الحرمین" مفتی صاحب مظاہر العلوم کی "معلم الحجاج" مولانا عبدالماجد دریابادی کا "سفرنامہ حجاز" شیخ عبدالحق دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی "جذب القلوب الی دیار المحبوب" ساتھ ہے، راستہ میں خواہ مخواہ کی وقت گزاری اور لایعنی گفتگو کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مولوی احتشام الحسن کاندھلوی کی "رفیق حج" کے متعدد نسخے ساتھ ہیں، ساتھیوں کو دے دیے کہ ایک دوسرے کو پڑھ کر سنائیں۔

بات کرتے کرتے آخری اسٹیشن آ گیا، مسافر اترے، سامان اترا، سب کو اتار کر اور سب کچھ دیکھ بھال کر امیر صاحب اترے۔ قافلہ مسافر خانے پہنچا، سب نے اپنی

جگہ مقیم ہوئے مستورات کے پردے کا پورا انتظام کیا۔ ابھی جہاز کی روانگی میں ایک ہفتہ باقی ہے، اکثر ضروریات سفر ہمراہ ہیں، پاسپورٹ بن چکا ہے، اگر نہیں بنا تو آسانی سے بن جائے گا، ٹکٹ کا مرحلہ بھی مشکل نہیں، سب کی صلاح ہوئی کہ یہ ہفتہ اپنی تیاری اور حجاج کی خدمت گزاری میں صرف ہو، سنا ہے کہ جس نوع کی خدمت مسلمانوں کی کی جائے اسی نوع کی مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، جو مسلمان کو روٹی کھلائے گا اللہ اس کی روٹی کا انتظام فرمائے گا، جس کو مسلمانوں کی نماز کی فکر ہوگی اللہ اس کی نماز کی حفاظت اور اس کی ترقی کا انتظام فرمائے گا۔ اس لیے اگر حجاج کے حج کی صحت اور اس کی روح کی فکر کی جائے گی تو ہمیں بھی اپنے حج کی مقبولیت اور اس کی روحانیت کی امید کرنی چاہیے اللہ فی عون العبد ماکان العبد فی عون اخیہ (جب تک ایک شخص اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں رہتا ہے) قرار یہ پایا کہ حجاج کا دائرہ بہت وسیع ہے کسی ایک کے بس کی بات نہیں، اس لیے جماعتیں بنائی جائیں اور اجتماعی طور پر نظم و انتظام سے کام شروع کیا جائے خوش قسمتی سے تبلیغی جماعت کے افراد موجود ہیں جو حجاج کی دینی ضروریات کی تکمیل اور حج کے مسائل و فضائل لوگوں تک پہونچانے کی سعی کرتے ہیں، ان کی جماعت کو تلاش کر کے ان میں شرکت کی جو معلومات کتابوں کے مطالعے سے مشکل سے حاصل ہوتے ہیں وہ ان کے ذریعہ ان کے تجربوں سے آسانی سے حاصل ہو گئے۔ مسافر خانہ اور حاجی کیمپ میں حجاج کی حالت

دیکھ کر سخت قلق ہوتا ہے، حج کا سا عظیم الشان اور مقدس سفر جو سراسر عشق و محبت
کی تکمیل اور ایمان و تقویٰ کی تصویر ہے اور حالت یہ کہ فرض نمازوں تک کا اہتمام نہیں،
بیچ مسافر خانہ میں مسجد بنی ہوئی ہے، جہاں پانچ وقت باواز بلند اذانیں ہوتی ہیں،
وضو و غسل کا انتظام ہے، مگر قدرا ذرا سی حقیقی و خیالی ضرورتوں کی وجہ سے بے تکلف
جماعت چھوڑ دی جاتی ہے، اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر یہ ہے کہ بغیر کسی مشغولیت کے
بھی بیسیوں آدمی نمازیں قضا کرتے ہیں، وقت مقررہ ہوا جماعتیں نہیں، حجاج کی
خدمت میں حاضری کا موقع ملا، سامان کی تیاری میں سخت انہماک ہے مگر اصل
تیاری سے پوری غفلت۔ ضرورت کی کوئی چیز (جس کی ممکن ہو پورے سفر میں ضرورت
نہ ہو) رہ نہ جائے مگر دین کے مبادی اور ارکان کی طرف بھی توجہ نہیں، سب سے اہم مسئلہ
زندگی کی سب سے بڑی ضرورت اور حج کی بنیاد، مگر خدا معاف کرے ہمارے مشغول
کو بات سننے کی بھی فرصت نہیں، بہرحال خوشامد و آمد سے متوجہ ہوئے، دیکھ کر
عقل حیران ہو گئی کہ کتنی صاحبوں کا کلمہ تک درست نہیں، اور مفہوم سے تو بہت کم
آشنا، جماعتوں کی حاضری کی طرف توجہ دلائی اور عرض کیا کہ مسافر خانہ کی مسجد
میں فلاں وقت حج کے متعلق روزانہ کچھ عرض کیا جاتا رہے گا، آپ ضرور تشریف
لائیں۔ یہ تیاری ہر تیاری پر مقدم ہے۔ ہمارے امیر صاحب نے اور دو ایک عالموں
نے صبح اور عشاء کے بعد کچھ بیان کرنا بھی شروع کیا، اور معلوم ہوا کہ حجاج میں احساس و
توجہ کی ایک لہر پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ گویا سوتے سے چونک پڑے" الفرقان"

میں کام کا جو نقشہ دیا گیا ہے[1] اس کے مطابق تعلیم تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا گیا، اور الحمد للہ بہت موثر و مفید ثابت ہوا۔

لیجئے جہاز کی روانگی کا دن آپہونچا، آج بڑے ہنگامہ کا دن ہے، میدانِ حشر کا ایک نمونہ ہو۔ نفسی نفسی کا عالم ہے، ہر ایک کو اس کی فکر ہو کہ اس کو اچھی سے اچھی جگہ مل جائے اور سامان محفوظ رہے، قانونی مراحل سب طے ہوئے، سامان جہاز پر پہونچا، اب سوائے اللہ پر بھروسہ کے کوئی چارہ نہیں، جہاز پر داخلہ شروع ہو گیا اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے یہ دن دکھایا، خدا وہ دن بھی دکھائے کہ سرزمین مقدس پر اُترنا ہو، سفرِ عشق میں سامانِ راحت کا کیا سوال، پھر بھی اللہ کے احسان کے صدقے کہ ہم ضعیفوں کو امتحان میں نہیں ڈالا اور راحت و عافیت کی جگہ عطا فرمائی لیجئے وہ سیٹی ہوئی، وہ لنگر اُٹھا، ▪▪ ہاتھ سلام کے لیے اُٹھے، وہ رومال و داع کے لیے ہلے، ان سب کو سب نے دیکھا، مگر بہتے ہوئے آنسوؤں کو کس نے دیکھا، اور گلوگیر آواز کو کس نے سُنا جانے والو حج و زیارت تم کو مبارک ہو، مومن کی معراج تم کو مبارک ہو، ہم بچھڑوں کو نہ بھولنا۔ ع

"ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر جب دربار میں آئے"

جہاز روانہ ہوا سامان تھوڑے سے لگایا، نئی جگہ کا جائزہ لیا، اب بڑی فکر اس کی ہے کہ نمازوں کا انتظام کیا ہوگا، یہ بارہ چودہ دن جن سے زیادہ فرصت کے اوقات برسوں میں نصیب نہ ہوئے ہوں گے کس طرح گزریں گے، تیاری کی ایک

---

[1] جس سال مضمون لکھا گیا تھا اسی سال ایک ▪▪ مہینے پہلے حجاج میں تعلیمی و تبلیغی کام کا ایک نقشہ اور پروگرام لکھا گیا تھا، اس کی طرف اشارہ ہے ۱۲

مہلت اور عمر بھر کی غفلتوں کی تلافی کا ایک موقع ملا ہے شامت اعمال سے یہ بھی کہیں ضائع نہ ہو جائے مشورہ کیا، چل پھر کر دیکھا معلوم ہوا کہ جہاز کی بالائی منزل پر نماز کے لیے ایک وسیع جگہ ہے، سمت قبلہ بتلانے کے لیے جو جہاز پر ایک مشکل مسئلہ ہے) جہاز کی طرف سے انتظام ہے، چنانچہ لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کیا گیا کہ اذانیں ان شاء اللہ وقت پر ہوں گی، حاجی صاحبان نماز کے لیے اذان کا انتظار کریں۔ ورنہ اس کا خطرہ ہے کہ بے وقت نماز پڑھ لی جائے۔ بالائی منزل پر نماز با جماعت ہوگی، قبلہ بتلانے کے لیے جہاز کی طرف سے انتظام ہوگا، بغیر تحقیق کے نماز نہ پڑھی جائے، الحمد للہ جماعت شروع ہو گئی، امام و مؤذن کا تعین ہو گیا۔

خیال ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے فائدہ اٹھایا جائے اور حجاج کو ان کی قیام گاہوں پر مفید اور ضروری باتیں پہنچائی جائیں، چنانچہ ایسے اوقات میں جو کھانا اور ناشتہ اور سونے سے فراغت کے ہیں تقاریر کا انتظام کیا گیا، کوشش یہ کی گئی کہ دین کے عام احساس اور حج کی عظمت اور اس کے لیے تیاری کا خصوصی خیال پیدا کرنے والی اور دینی جذبات اور احساس ذمہ داری کو بیدار کرنے والی تقریریں کی جائیں، چنانچہ یہ سلسلہ شروع ہوا اور ہر مسافر نے بیٹھے بیٹھے، لیٹے لیٹے اپنی اپنی جگہ اس سے فائدہ اٹھایا، مستورات بھی مستفید ہوئیں۔

جہاز کے دن کامل فراغت و فرصت کے دن ہیں، زندگی کی سب سے بڑی مصروفیت نقل و حرکت تھی، مکان، دکان، کارخانہ، دفتر، سڑک، باغ، محلہ، شہر،

یہاں کچھ نہیں، نیچے نیلا سمندر، اوپر نیلا آسمان، ان دونوں کے درمیان لکڑی کے ایک تختہ پر انسانوں کی یہ بستی، کوئی کہیں آنا جانا چاہے بھی تو کہاں جائے، گھوم پھر کر وہی ایک محلہ، وہی لکڑی اور لوہے کا چھوٹا سا چلتا پھرتا ہوا گاؤں، نقل و حرکت کی جو کچھ عمر بھر کی عادت اور ہوس تھی جگہ اور دوسرے نے اس کو بھی پابند کر دیا، گویا سارے شوقین و بدشوق طالب علم امتحان سے پہلے مطالعہ کے ایک کمرے میں بند کر دیے گئے، حیف ہے اگر اب بھی امتحان کی تیاری نہ کریں! خیال ہوا کہ جماعتوں کے گشت، انفرادی تبلیغ اور تعلیم و تلقین کا اس سے بہتر وقت اور مقام نہیں ہو سکتا، ناشتہ اور چائے کے بعد مسجد میں تعلیم کا اعلان ہوا، اور عصر کے بعد گشت کا نظام بنا، یہاں بھی وہی انکشاف جو پہلے ہوا تھا، دین کے بنیادی ارکان سے ناواقفیت، حج کے حقوق و آداب سے غفلت، آخر مسلمانوں کی یہ آبادی سمندر کے کسی جزیرہ سے تو نہیں آئی، اسی ہندوستان (پاکستان) سے تو آئی ہے جہاں جہالت و غفلت عام ہے، حجاج مسلمانوں کی عام آبادی ہی کا جز ہیں، ان سے کسی چیز میں ممتاز اور عام حالات سے مستثنیٰ کس طرح ہو سکتے ہیں، خصوصاً جب کہ ان کا بڑا حصہ علمی و دماغی حیثیت سے پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ طبقہ سے تعلق رکھتا ہے[1]۔

---

[1] اگر خوش قسمتی سے تبلیغی جماعت موجود ہو تو فبہا، اور اگر کسی جہاز پر نہ ہو تو [illegible] محمد منظور صاحب نے حج کے سفر کے سلسلہ میں کام کا جو نقشہ شائع کیا ہے اسی تشکیل کے مطابق جماعت بنائی جائے اور کام شروع کر دیا جائے۔ ۱۲

حج کو جہاد کی ایک قسم کہا گیا ہے اور افضل قسم "افضل الجہاد حج مبرور" حضرت عمرؓ نے فرمایا "شدوا الرحال فی الحج فانہ احد الجہادین" حج میں اپنے کجاوے مضبوط کسو، اس لیے کہ وہ بھی ایک جہاد ہے" جہاز کا سفر اس سفر جہاد کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ درد سر، چکر، استلائی کیفیت اور اس میں نمازوں کی ادائی اچھا خاصا جہاد ہے، اس جہاد میں کامیابی بغیر دینی تربیت اور پختہ عزیمت کے ممکن نہیں، جو لوگ بغیر کسی عذر کے بھی نماز کے پابند نہیں ان سے ایسی آزمائشوں کے ساتھ نماز و جماعت کا اہتمام بہت مشکل ہے اس کے لیے بڑی ایمانی قوت کی ضرورت ہے اور اس ایمانی قوت کے پیدا کرنے کا ہمارے موجودہ نظام سفر میں کوئی اہتمام نہیں، الحمدللہ وعظ و تبلیغ سے کسی حد تک نفع ہوا اور بہت سے لوگوں نے نمازوں کا اہتمام رکھا۔ جو لوگ درد سر و استلائی کیفیت میں مبتلا تھے اور نقل و حرکت سے معذور تھے، وہ اپنی اپنی جگہ پڑے پڑے بھی اللہ کا ذکر زبان اور دل سے کرتے رہے۔

حج کے دو مستقل شعبے ہیں، ایک ضوابط و قوانین کا جس میں مومن کی اطاعت و انقیاد کا امتحان اور مظاہرہ ہے ایک محبت و عشق کا جس میں اس کی عاشقانہ کیفیت اور والہانہ محبت کا ظہور مطلوب ہے۔ اور سچ پوچھیے تو حج کی روح اور حضرت ابراہیمؑ کی میراث یہی عشق و محبت ہے، حج میں انہیں دبی ہوئی چنگاریوں کا سجانا اور اسکی محبت کی تربیت اور ترقی مقصود ہے، بعض طبیعتوں کے خمیر میں

عشق و محبت داخل ہوتی ہے اُن کو حج سے فطری مناسبت ہوتی ہے اس کے سب مشکلات ان کے لیے آسان اور اس کے سب مناسک و ارکان ان کی روح کی غذا اور ان کے درد کی دوا ہوتے ہیں اگر یہ محبت و عشق فطری نہیں اور طبیعت خشک اور قانونی محض واقع ہوئی ہے تو مناسب ہے کہ اکتسابی طریقہ سے کسی نہ کسی درجہ میں محبت کی حرارت پیدا کی جائے۔ اس لیے کہ اس کے بغیر بعض اوقات حج ایک قالب بے روح ہو کر رہ جاتا ہے۔ محبت میں اکتساب کو اچھا خاصا دخل ہے اسکے دو آزمودہ طریقے ہیں، ایک محبوب کے جمال و کمال اور اس کے احسانات و کمالات کا مطالعہ و مراقبہ دوسرے اہلِ محبت کی صحبت، اور اگر وہ میسر نہ ہو تو ان کے عاشقانہ واقعات، حج سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے یہ دونوں راستے ممکن ہیں، پہلے کا ذریعہ تلاوت اور ذکر و تفکر ہے دوسرے کا ذریعہ عشاق و محبین اور شہیدان محبت کے پر اثر واقعات ہیں جس میں صدیاں گذر جانے کے بعد بھی تازگی اور گرمی باقی ہے اور اب بھی وہ دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرما دیتے اور تھکے ہوئے دلوں کو تڑپا دیتے ہیں، شیخ دہلوی کی "جذب القلوب" اور شیخ الحدیث سہارنپوری کی "فضائل حج" نیز حضرت جامی و خسرو کی عاشقانہ غزلیں اور نعتیہ کلام اس مقصد کے لیے بہت مفید ہے[1]۔

اگر محبت کی یہ گرمی اور سوز، فطری یا کسبی طور پر موجود ہے تو روز بروز منزل کی کشش بڑھے گی، جب اس سرزمین مقدس کی جلی پہاڑیاں اور تپتی ہوئی ریت دور سے

---

[1] اس قسم کی منتخب اردو نظموں کا ایک حصہ کتاب کے آخر میں شامل ہے ۱۲

کہیں کہیں دکھائی دے گی جس میں کوئی مادّی کشش اور کوئی ظاہری حُسن نہیں تو سو جان سے اس پر قربان ہو جانے کا جی چاہے گا اور اس کے ذرہ ذرہ میں دلآویزی اور محبوبیت معلوم ہوگی۔

لیجئے اعلان ہو رہا ہے کہ فلاں وقت ہمارا جہاز ہندوستانیوں کے میقات یلملم کے محاذات میں پہونچے گا۔ حجاج احرام باندھنے کے لیے تیار رہیں آج کئی دن سے تلبیہ کی مشق اور لبیک لبیک کی صدا گونج رہی ہے، دیکھتے دیکھتے وہ وقت آگیا، لوگ پہلے سے غسل کیے ہوئے نماز پڑھکر احرام کی دو بے سِلی چادریں، ایک اوپر ایک نیچے باندھے تیار تھے، بعض کے سر پہلے سے کھلے اور بعض کے ڈھکے تھے کہ ایک دم سے سیٹی بجی، سر کھل گئے اور ہر طرف سے صدا بلند ہوئی

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھوں نے پہلے مدینۂ طیبہ کا عزم کیا ہے انھوں نے ابھی احرام نہیں باندھا، وہ مدینۂ طیبہ سے چل کر "ذوالحلیفہ" سے جس کو آج کل "بیر علی" کہتے ہیں، احرام باندھیں گے جو اہل مدینہ کا میقات ہے اور جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا۔

وقت گذرتے دیر نہیں لگتی، اب جدہ پہونچنے کی باتیں ہونے لگیں، تیر کی طرح ایک کشتی آئی، ایک ٹی عرب جہاز پر چڑھا اور حجاج ایوبین کپتان کی

ناخدائی سے نکل کر ایک با خدا جہاز راں کی رہنمائی میں آئے، بات کرتے کرتے جہاز لنگر انداز ہوا، ملاحوں کا لشکرِ غریب حجاج پر ٹوٹ پڑا، حجاج بادبانی کشتیوں اور موٹر لانچ کے ذریعہ جدہ کے پلیٹ فارم یعنی عرب کی سرزمین پر پہونچ گئے[1]

هذا الذی کانت الایام تنتظر
فلیوف للہ اقوام بما نذروا

دل سینے سے نکلا جاتا ہے، کیا واقعی ہم عرب کی سرزمین پر ہیں، کیا ہم اب دیارِ محبوب میں ہیں، کیا ہم مکہ معظمہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہیں؟

انچہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب

سامان کا انتظام کیا اور اپنا پاسپورٹ دکھاتے اور معلم کا نام بتاتے پلیٹ فارم سے باہر آئے۔ اللہ اللہ در و دیوار سے عاشقیت ٹپکتی ہے، مکہ معظمہ ابھی دور ہے، اور مدینہ طیبہ اس سے بھی دور، جدہ کوئی مقدس مقام نہیں، نہ یہاں بیت اللہ نہ یہاں مسجد نبوی، نہ یہ حرم ابراہیمؑ نہ یہ حرم رسولؐ لیکن محبت کا آئین نرالا ہے، اس کو کیا کیجئے کہ جدہ کی گلیوں سے بھی انس اور محبت معلوم ہوتی ہے، غریب البلد مسافر کو یہاں بوئے جگر بوئے انس آئی، برسوں کی محبت نے اپنی پیاس بجھائی محبت فلسفہ اور قانون سے آزاد ہے، یہاں کے قلی اور مزدور، سیاہ فام سوڈانی اور پیراہن دریدہ بدو بھی دل کو اچھے لگتے ہیں، یہاں کے دکاندار و ں

[1] یہ مضمون جس زمانہ کا لکھا ہوا ہے اس وقت تک جدہ کا بحری پلیٹ فارم نہیں بنا تھا اب بن گیا ہے اور جہاز پلیٹ فارم ہی پر اتارتا ہے ۱۲

خوانچہ فروشوں کی صدائیں معصوم بچیوں اور بچوں کی گیتیں جن میں وہ حجاج سے سوال کرتے ہیں، دل میں اُتری چلی جاتی ہیں، محبت عقل کو تنقید کی فرصت ہی نہیں دیتی، اور اچھا ہے کہ کچھ دن اس کو فرصت نہ دے ؎

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

قافلہ کو پہلے مدینہ طیبہ جانا ہے، دو تین دن حکومت کے مطالبات ادا کرنے میں اور موٹر کے انتظار میں گزرے، تب لمبے انتظار کی گھڑیاں تمام ہوئیں موٹر آگئی، موٹر پر سوار ہوئے، سامان بار کیا، اچھا ہو کہ ایک عربی داں سمجھدار ساتھی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ جائے تاکہ نماز پڑھنے اور ضروریات کے لیے رُکنے میں آسانی ہو، بہتر ہے کہ ڈرائیور کے ساتھ کچھ سلوک کر دیا جائے راستہ میں بڑی راحت ملے گی، موٹر روانہ ہوئی، راستہ میں درود شریف سے بہتر کیا وظیفہ اور مشغلہ ہے نمازوں کے اوقات میں موٹر رُک گئی، اذان و جماعت کے ساتھ نماز ہوئی، منزلیں آئیں اور گزر گئیں، غربت کے مارے نیم برہنہ عرب بچے اور بچیاں جن کے جسم پر کپڑوں کے تار اور دھجیاں تھیں، موٹر کا دور تک تعاقب کرتیں اور آخر تھک کر رہ جاتیں، ان کی غربت کو دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں کتنے صحابۂ کرامؓ کی اولاد اور عراق و شام کے فاتحین کی نسل میں سے ہیں، ایمانی اور مادی حیثیت سے اگر کوئی شہزادہ کہلانے کا مستحق

ہے تو ساری دنیا کے یہ شاہزادے اور دنیائے اسلام بلکہ عالم انسانیت کے محسنوں اور مخدوموں کی یہ اولاد ہیں، بے حقیقت سکّوں کے ساتھ جو آپ اپنی حقیر خواہشات میں بے دریغ خرچ کرتے رہتے ہیں، اگر آنسو کے چند قطرے بھی آپ بہادیں تو شاید گناہوں کا کچھ کفارہ ہو جائے۔

نظر اٹھا کر دیکھئے یہ دونوں پہاڑوں کی قطاریں ہیں، کیا عجب ہے کہ ناقہ نبوی اسی راستہ سے گذری ہو، یہ فضا کی دلکشی یہ ہوا کی دلآویزی اسی وجہ سے ہے ؎

الا ان وادی الجزع اضحی ترابہ   من المسك كافورا واعواده رندا
وماذاك الا ان هندا عشية   تمشت وجرت في جوانبه بردا

بلجے[1] مسیجد آ گئی، اب بیر علی (ذوالحلیفہ) کی باری ہے ؎

منزلِ دوست چوں شود نزدیک
آتشِ شوق تیز تر گردد!

درود شریف زبان پر جاری ہے، دل وفور شوق سے امنڈ رہا ہے، عرب ڈرائیور حیران ہے کہ یہ عجمی کیا پڑھتا ہے اور کیوں روتا ہے، کبھی عربی میں گنگناتا ہے، کبھی دوسری زبانوں میں شعر پڑھتا ہے۔

بھینی بھینی ہوا ہے اور ہلکی ہلکی چاندنی، جس قدر طیبہ قریب ہوتا جا رہا ہے ہوا کی خنکی، پانی کی شیرینی اور ٹھنڈک، لیکن دل کی گرمی بڑھتی جا رہی ہے سُنیئے کوئی کہہ رہا ہے ؎

---

[1] مدینہ کے راستہ میں ایک منزل کا نام ہے ۱۲

باد صبا جو آج بہت مشکبار ہے
شاید ہوا کے رُخ پہ کھلی زلفِ یار ہے

ایک بار ادھر سے گئے گزر اب تک
ہوائے رحمتِ پروردگار آتی ہے

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را
وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

داغ غلامیت کرد رتبۂ خسرو بلند   میر ولایت شود بندہ کہ سلطاں خرید

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است   کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

لیجئے ذوالحلیفہ آگیا، رات کا بقیہ حصہ یہاں گذارنا ہے، غسل کیا خوشبو لگائی کچھ دیر دم لے لیجئے اور کمر سیدھی کر لیجئے، صبح ہوئی، نماز پڑھی، موٹر روانہ ہوئی، کیا جہاں سر کے بل آنا چاہئے تھا وہاں موٹر پر سوار ہو کر جائیں گے؟ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنا کام آیا، "وادی عتیق" میں "بیر عروہ" کے پاس اتار دے گا، سامان مستورات اور ضعفا سوار رہیں گے، بات کرتے کرتے بیر عروہ آگیا بسم اللہ اتر لیے، وہ دیکھئے جبل اُحد نظر آرہا ہے اذٰلک جبل یحبنا ونحبہ وہ سواد مدینہ کے درخت نظر آئے، کیا یہی درخت ہیں جن کے متعلق شہیدی مرحوم نے کہا تھا۔

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

وہ گنبد خضرا نظر آیا، دل کو سنبھالیے اور قدم اٹھائیے یہ لیجئے مدینہ میں داخل ہوئے، مسجد نبوی کی دیوار کے نیچے نیچے باب مجیدی سے گزرتے ہوئے باب جبرئیل پر جاکر رکے، حاضری کے شکرانہ میں کچھ صدقہ کیا اور اندر داخل ہوئے پہلے محراب نبوی میں جاکر دوگانہ ادا کیا، گنہگار آنکھوں کو جگر کے پانی سے غسل دیا، وضو کرایا پھر بارگاہِ نبوی پر حاضر ہوئے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے رسول،
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ	آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے نبی،
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ	آپ پر صلوٰۃ و سلام اے اللہ کے حبیب

عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْخُلُقِ
الْعَظِيْمِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا دَافِعَ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ
الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُخْرِجَ
النَّاسِ بِإِذْنِ اللّٰهِ مِنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُخْرِجَ
النَّاسِ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ
اِلٰى عِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا مُخْرِجَ النَّاسِ مِنْ جَوْرِ
الْاَدْيَانِ اِلٰى عَدْلِ الْاِسْلَامِ
وَمِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا اِلٰى سَعَةِ
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَلصَّلٰوةُ

آپ پر صلوٰۃ وسلام اے صاحب خلق عظیم
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے قیامت
کے دن لواء الحمد بلند کرنے والے، آپ
پر صلوٰۃ وسلام اے صاحب مقام
محمود، آپ پر صلوٰۃ وسلام اے اللہ کے
حکم سے لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی میں
نکال کر لانے والے، آپ پر صلوٰۃ وسلام
اے لوگوں کو بندوں کی بندگی سے نکال
کر اللہ کی بندگی میں داخل کرنے والے،
آپ پر صلوٰۃ وسلام اے لوگوں کو
مذاہب کی ناانصافی سے نکال کر اسلام
کے عدل وانصاف میں داخل کرنے
والے اور دنیا کی تنگی سے نکال کر دنیا
اور آخرت کی وسعت میں پہونچانے
والے، آپ پر صلوٰۃ والسلام اے
انسانیت کے سب سے بڑے محسن، اے
انسانوں پر سب سے بڑھ کر شفیق، اے

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ
النِّعْمَةِ الْجَسِيْمَةِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمِنَّةِ الْعَظِيْمَةِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحَقَّ
خَلْقِ اللهِ عَلٰى خَلْقِ اللهِ اَشْهَدُ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ وَاَنَّكَ
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَدْ بَلَّغْتَ
الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ
وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَجَاهَدْتَ
فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَعَبَدْتَ
اللهَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ فَجَزَاكَ
اللهُ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَيْرَ
مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَرَسُوْلًا
عَنْ خَلْقِهٖ اَللّٰهُمَّ اٰتِ مُحَمَّدَنِ
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْبَعْثَةَ
مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ
اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اَللّٰهُمَّ

وہ حسن کا اللہ کی مخلوق پر اللہ کے بعد
سب سے بڑا احسان ہے، میں گواہی دیتا
ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے
لائق نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے بندے
اور اس کے پیغمبر ہیں آپ نے اللہ کا پیغام
پوری طرح پہونچا دیا، امانت کا حق ادا
کر دیا، امت کی خیر خواہی میں کسر نہیں
رکھی، اللہ کے راستے میں پوری پوری
کوشش کی، اور وفات تک اللہ کی
عبادت میں مشغول رہے، اللہ آپ کو
امت اور اپنی مخلوق کی طرف سے وہ
بہترین جزا دے جو کسی نبی اور رسول کو
اس کی امت اور اللہ کی مخلوق کی طرف سے
ملی ہو اور اے اللہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کو قرب و بلندی اور وہ مقام محمود عطا
فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے
تو اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اے

علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل
ابراھیم انک حمید مجید اللھم
بارک علی محمد وعلی آل
محمد کما بارکت علی ابراھیم و
علی آل ابراھیم انک حمید
مجید۔

اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان
کی آل پر اپنی رحمتیں نازل فرما جیسی تونے
ابراہیم (علیہ السلام) اور آل ابراہیم پر
نازل فرمائیں۔ تو حمید و مجید ہے، اے
اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد پر
برکتیں نازل فرما جیسی تو نے ابراہیم و
آل ابراہیم پر نازل فرمائیں، بیشک تو
حمید و مجید ہے۔

اس کے بعد دونوں رفیقوں اور وزیروں کو محبت کا خراج اور عقیدت
کا نذرانہ سلام و دعا کی شکل میں ادا کیا، اور قیام گاہ پر آ گئے۔

اب آپ ہیں اور مسجد نبوی ﷺ، دل کا کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے [illegible]
شریف پڑھنے کا اس سے بہتر زمانہ اور اس سے بہتر مقام کون سا ہو سکتا ہے،
اب بھی شہود و حضور نہ ہو تو کب ہوگا، جنت کی کیاری "روضۃ من ریاض
الجنۃ" میں نمازیں پڑھیے، مگر دیکھئے کسی کو تکلیف نہ دیجئے مزاحمت، جگہ کو
اپنے لئے مخصوص کرنا، مسجد میں دوڑنا سب جگہ برا ہے، مگر جہاں سے یہ احکام
نکلے اور دنیا میں پھیلے وہاں ان کی خلاف ورزی بہت ہی مکروہ ہے، یہاں
آواز بلند نہ ہو "ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون" یہاں دنیا کی

باتیں نہ ہوں، مسجد کو گزرگاہ نہ بنایا جائے، بے وضو داخل ہونے سے حتی الامکان احتراز کیا جائے، خرید و فروخت سے اجتناب کیا جائے۔

دل میں جتنے مرتبہ جی چاہے حاضری دیجئے اور سلام عرض کیجئے، آپ کے نصیب کھل گئے، اب کیوں کمی کیجئے، مگر ہر بار عظمت و ادب اور اشتیاق و محبت کے ساتھ دل کی ایک حالت نہیں رہتی، وہ کبھی سوتا اور جاگتا ہو جاگے تو سمجھیے کہ نصیب جاگے۔ حاضری دیجئے اور عرض کیجئے، ؎

زچشم آستیں بردار و گوہر را تماشا کن

کبھی اس کا جی چاہے گا کہ غلاموں کے وفود کے ساتھ ملا جلا حاضر ہو عشاق کی آنکھوں سے جنہوں نے مہجوری کے دن کاٹے اور فراق کی راتیں بسر کیں جب آنسوؤں کا مینہ برسے گا تو شاید کوئی چھینٹا اس کو بھی تر کر جائے، رحمت کی ہوا جب چلے گی تو شاید کوئی جھونکا اس کو بھی لگ جائے، کبھی دبے پاؤں لوگوں کی نظر بچا کر تنہائی میں حاضر ہونے کا جی چاہے گا۔ اس باب میں دل کی فرمائشیں سب پوری کیجئے، کوئی حسرت باقی نہ رہے، کبھی صرف آنسوؤں سے زبان کا کام لیجئے، کبھی ذوق و شوق کی زبان میں عرض کیجئے، درود شریف طویل بھی ہیں اور مختصر بھی جس میں جی لگے اور ذوق پیدا ہو اس کو اختیار کیجئے مگر اتنا خیال رکھئے کہ توحید کے حدود سے قدم باہر نہ جائے، آپ اس کے سامنے کھڑے ہیں جس کو ماشاء اللہ و شئت اور من یعصہما سننا گوارا

نہ ہو سکاؒ۔ سجدہ کا کیا ذکرؒ، خدا کی صفات میں اس کی قدرت و تصرف میں اس کی مشیئت و اختیار میں شرکت کا شائبہ بھی نہ آنے پائے، چاہے جامی کا کلام پڑھیئے چاہے حالی کی دُعا سنائیے۔ بس اتنا خیال رکھیے کہ آپ توحید کے سب سے بڑے اور آخری پیغمبر کے سامنے کھڑے ہیں جس کو شرک کا واہمہ بھی گوارا نہ تھا۔

اب ہم مدینہ منورہ میں مقیم ہیں جہاں کی خاکروبی کو اولیاء و سلاطین سعادت سمجھتے تھے وہاں آپ ہر وقت حاضر ہیں، ایک ایک دن اور ایک ایک

لہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے کہا ماشاء اللہ وشئت (جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں) آپ نے ارشاد فرمایا اجعلتنی للہ ندا (کیا تم نے مجھے اللہ کے برابر کر دیا) ماشاء اللہ وحدہٗ جو اللہ ہی چاہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصہما فقد غوی (جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے راہ راست پر ہو اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے وہ گمراہ ہو ا) حضورؐ نے اس کو ناپسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اور آپ کا ذکر اس طرح ایک لفظ میں کیا جائے جس سے دونوں کی برابری محسوس ہو آپ نے فرمایا بئس خطیب القوم انت تم بہت بُرے مقرر ہو۔

سلہ حضورؐ نے حضرت قیس بن سعد صحابی سے فرمایا، بھلا تم اگر میری قبر کے پاس سے گزرو تو سجدہ کرو گے؟ قیس نے کہا نہیں، فرمایا تو پھر مجھے زندگی میں بھی نہ کرو (ابو داؤد کتاب النکاح)

گھڑی کو غنیمت سمجھیے، پانچوں نمازیں مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ پڑھیے اگر
کہیں باہر جائیے بھی تو ایسے وقفے کہ کوئی جماعت فوت نہ ہو، تہجد میں حاضر
ہوئیے یہ وقت سکون کا ہوتا ہے، لوگ روضۂ جنت کی طرف دوڑتے ہیں وہاں
تو بغیر دوڑے اور بغیر کشمکش جگہ پانی مشکل ہے، آپ پہلے مواجہہ میں آئیے
اس وقت شاید آپ کو صرف پہرہ دار (عسکری) ہی ملے، اطمینان سے سلام
عرض کیجیے، پھر جہاں جگہ ملے نوافل پڑھیے اور صبح کی نماز پڑھ کر اشراق
سے فارغ ہو کر باہر آئیے۔

آئیے آج بقیع چلیں جو انبیاء علیہم السلام کے مقابر کے بعد صدق و اخلاص
کا سب سے بڑا مدفن ہے۔ ؎

"دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز"

اگر آپ کی سیرت نبوی، صحابۂ کرامؓ کے احوال و مراتب پر نظر ہے تو آپ کو
وہاں صحیح احساس ہوگا، آپ ہر قدم پر رکیں گے اور ایک ایک خاک کے ڈھیر کو
اپنے آنسوؤں سے سیراب کرنا چاہیں گے۔ یہاں چپّہ چپّہ پر ایمان و جہاد اور عشق و
محبت کی تاریخ کندہ ہے، ایک ایک ڈھیر میں اسلام کا خزانہ دفن ہے، اب
بقیع میں داخل ہو گئے، مزدور آپ کو سیدھا اہلبیت اطہار کے مقابر پہنچائے
گا۔ یہاں عمّ رسولؐ سیدنا عباس بن عبدالمطلب، سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمہ بنت
الرسولؐ، سیدنا حسن بن علیؓ، سیدنا علی بن الحسین زین العابدین، سیدنا محمد الباقر

سیدنا جعفر الصادق آرام فرما ہیں، وہاں سے چلیے تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت خدیجہ و میمونہ کے علاوہ تمام ازواج مطہرات، پھر بنات طاہرات کے مقابر ملیں گے، پھر دار عقیل بن ابی طالب جہاں ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب و عبد اللہ بن جعفر وغیرہ مدفون ہیں، پھر آپ کو ایک "کمرہ" ملے گا جس میں امام دار الہجرۃ سیدنا مالک بن انس صاحب المذہب اور ان کے استاد نافع آرام فرما ہیں، وہاں سے بڑھیے تو ایک حقۂ انوار ملے گا، یہ ایک مہاجر کا پہلا مدفن ہے، یہاں وہ عثمان بن مظعون دفن ہیں جن کی پیشانی کو حضورؐ نے بوسہ دیا تھا، یہی فرزند رسول سیدنا ابراہیم بن محمدؐ کی خواب گاہ ہے، یہیں فقیہ صحابہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود، فاتح عراق سعد بن ابی وقاص، سیدنا سعد بن معاذ جن کی وفات پر عرش الٰہی جنبش میں آگیا تھا، سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف اور دوسرے اکابر صحابہ مدفون ہیں، وہاں سے آگے چلیے تو شمالی مغربی جانب دیوار سے متصل وہ ستر شہدا صحابہ و اہل مدینہ جن کو واقعہ حرہ میں یزید کے دورِ حکومت میں ۶۳ھ میں شہید کیا گیا تھا مدفون ہیں، اس کے بعد بقیع کے بالکل کونے پر مشرقی شمالی جانب امام مظلوم شہید الدار سیدنا عثمان بن عفانؓ آرام فرما رہے ہیں، یہاں پر کچھ دیر ٹھہریے اور محبت و عظمت کے جو آنسو سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ کے مرقد پر بہنے سے بچ رہے تھے ان کو ان کے تیسرے ساتھی کی خاک پر بہائیے۔

آسماں اسکی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اس کے آگے سیدنا ابو سعید خدری، سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت الاسد کے مقابر ہیں۔ سب کو سلام عرض کیجئے اور فاتحہ پڑھئے۔
پھر ایک لمحہ ٹھہر کر پورے بقیع پر عبرت و تفکر کی نظر ڈالیے، اللہ اکبر کتنے سچے تھے یہ اللہ کے بندے، جو کچھ کہتے تھے کر دکھایا، رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللہ عَلَیْہِ، مکہ میں جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا، مدینہ میں اسی کے قدموں میں پڑے ہیں ۔

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

گنبد خضرا پر ایک نظر ڈالیے پھر مدینہ کے اس شہر خموشاں کو دیکھئے صدق و اخلاص، استقامت و وفا کی اس سے زیادہ روشن مثال کہاں ملے گی، آئیے بقیع میں اسلام کی خدمت کا عہد کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اسلام ہی کے راستہ پر زندہ رکھے اور اسی کے ساتھ وفاداری میں موت آئے جنت البقیع کا یہی پیغام اور یہاں کا یہی سبق ہے۔

مدینہ طیبہ کی زندگی کا ایک شعبہ اور ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایوں کی خدمت ہے، اصل خدمت تو یہ تھی کہ ان کی تعلیم کا انتظام کیا جاتا، ان کو فارغ البال بنانے کی تدبیریں کی جاتیں، لیکن اس تھوڑے سے

وقت میں یہ بھی بڑی سعادت ہے کہ جن لوگوں کو زمانہ کے انقلاب اور زندگی کی گرانی نے مفلوک الحال بنا دیا ہے اپنا شرف سمجھ کر ان کی خدمت کی جائے لیکن اس طرح کہ اصل محسن ان کو سمجھا جائے کہ وہ ہم کو اس سعادت کا موقع دیتے ہیں، یہ انصار و مہاجرین کی اولاد ہیں، آستانۂ نبویؐ پر پڑے ہوئے ہیں، کوشش کی جائے کہ واقفین حال اور قدیم باشندوں کے ذریعہ ان لوگوں تک پہونچا جائے جنکی صفت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے ـــــ "اَلَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمَاھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا"

قبا میں بھی حاضری دیجئے، یہ وہ بقعۂ نور ہے جو حضور اکرم صلعم کے قدوم سے مدینہ سے بھی پہلے مشرف ہوا، وہاں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی جس کو لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ کا خطاب ملا، محبت و عظمت کے ساتھ حاضر ہوئیے اس زمین پر نماز پڑھئے، پیشانی اس خاک پر رکھئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا کے قدموں سے پامال ہوئی ہے، اس فضا میں سانس لیجئے جس میں وہ انفاس قدسی اب بھی بسے ہوئے ہیں ؎

برزمینے کہ نشانِ کف پائے تو بود   سالہا سجدۂ ارباب نظر خواہد بود

آج جبل احد اور اس کے مشہد میں (جس کو یہاں عرف عام میں "سیدنا حمزہ" کہتے ہیں) حاضری کی باری ہے، دو تین میل کی مسافت کیا، بات کرتے کرتے پہونچ

گئے، یہ وہ زمین ہے جو اسلام کے سب سے قیمتی خون سے سیراب ہوئی ہے۔ سب سے اچھے سب سے اونچے عشق و محبت اور وفا کے واقعات جو دنیا کی پوری تاریخ میں نہیں ملتے اسی سرزمین پر پیش آئے، سید الشہداء حمزہؓ کے رسول اللہ کی محبت اور اسلام کی وفاداری میں یہیں اعضاء کاٹے گئے اور جگر کھایا گیا، عمارۃ بن زیاد نے قدموں پر آنکھیں مل مل کر یہیں جان دی، انس بن النضر کو جنت کی خوشبو اسی پہاڑ کے درے سے آئی، اور اسی سے اوپر زخم کھا کر یہیں سے رخصت ہوئے، دندانِ مبارک یہیں شہید ہوئے، سر پر زخم یہیں آئے، عشاق نے اپنے ہاتھوں اور پیٹھ کو محبوب کے لئے سپر یہیں بنایا، مکہ کا نازپروردہ مصعب بن عمیرؓ یہیں ایک کمل میں شہید اور ایک کمل میں دفن ہوا، یہاں اسلام کے شیر سوتے ہیں، یہ پوری زمین شمع نبوت کے پروانوں کی خاک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق اور اسلام کے جاں نثاروں کی بستی ہے ؎

یہ بلبلوں کا صبا مشہدِ مقدس ہے!
قدم سنبھال کے رکھیو یہ تیرا باغ نہیں!

یہاں کی فضا اور یہاں کے پہاڑ سے اب بھی موتوا علی ما مات علیہ رسول اللہ (اسی پر جان دے دو جس پر رسول اللہ دنیا سے گئے)[1] کی صدائے بازگشت آتی ہے، آیئے اسلام پر جینے اور جان دے دینے کا عہد پھر تازہ کریں۔

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کیجئے۔

مدینہ طیبہ کے ذرہ ذرہ کو محبت وعقیدت کی نگاہ سے دیکھئے تنقید کی نگاہ اور اعتراض کی زبان کے لئے دنیا پڑی ہوئی ہے، زندگی کے چند دن کانٹوں سے الگ پھولوں میں گزر جائیں تو کیا حرج ہے۔ پھر بھی اگر آپ کی نگاہ کہیں رکتی اور اٹکتی ہے تو غور سے کام لیجئے وہ ہماری کوتاہی کے سوا اور کیا ہے، ہم نے دین اور دنیا کی خیرات یہیں سے پائی، آدمیت یہیں سے سیکھی، یہاں کی دستگیری نہ ہوتی تو ہم میں سے کتنے معاذ اللہ بت خانہ، آتش کدہ اور کلیسا میں ہوتے لیکن ہم نے اس کا کیا حق ادا کیا، یہاں کے بچوں کی تعلیم و تربیت، یہاں کے لوگوں میں دین کی روح اور مقصد کا احساس پیدا کرنے کی کیا کوشش کی، فاصلہ کا عذر صحیح نہیں، ان کے بزرگوں نے سمندر اور صحرا عبور کرکے اور پہاڑوں کو طے کرکے دین کا پیغام ہم تک پہونچایا، ہم نے بھی اپنے فرض کا احساس کبھی کیا؟ کیا ہم سمجھتے ہیں کہ دین کے احسان کا بدلہ ہم چند سکوں سے ادا کر دینگے جو ہمارے حجاج اپنی کم نگاہی سے احسان سمجھ کر مدینہ کی گلیوں میں بانٹتے پھرتے ہیں۔

لہ (حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ مقولہ حضرت انس بن النضر کا ہے انھوں نے صحابہ کو میدان احد میں بیٹھا ہوا دیکھا پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے اب لڑکر کیا کریں گے؟ کہا تو پھر اسی پر تم بھی جان دے دو جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دی۔

ہم صدیوں غافل رہے اور اب بھی ہمارے اہل استطاعت غافل ہیں، اتنا عرصہ میں جہالت، بے تربیتی، اور یورپ کی تہذیب و تمدن اور اس کی جاہلیت جس کا جال ساری دنیا میں پھیلا ہوا ہے یہاں بھی اپنا کام کرتی رہی، ان کے نوجوانوں کو متاثر کرتی رہی، بجائے خوبیوں اور محاسن کے تمام عالم اسلام کے حجاج و زائرین اپنی اپنی مقامی کمزوریاں اپنے ساتھ لاتے رہے اور یہاں چھوڑ کر جاتے رہے، دینی دعوت و تذکیر جو ایمانی زندگی کے لیے ہوا اور پانی کی حیثیت رکھتی ہے عرصہ سے مفقود، صحیح تعلیم و تربیت معدوم، ایسا ادب جو ایمان کو غذا اور دماغ کو روشنی عطا کرے، نایاب، تزکیہ نفس، تہذیب اخلاق اور روحانیت پیدا کرنے والے مرکز غیر موجود، مختلف راستوں سے مریض و مدقوق ادب، فاسد و خام افکار، مضامین، اخبار و رسائل، ادب و اجتماع کے نام سے گھر گھر پھیلے ہوئے، زہر موجود، تریاق مفقود، اگر اب بھی اہل مدینہ میں دین کی اتنی عظمت و محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق، مدینہ سے انس، اخلاق میں لینت و تواضع فرائض کی پابندی، شعائر اسلامی کا رواج ہے تو یہ محض جوارِ رسولؐ کی برکت، اس خاکِ پاک کی تاثیر اور اہل مدینہ کی فطری خوبی کی دلیل ہے۔

اب بھی اغنیاءِ اُمت اور عالمِ اسلام کے اہلِ ثروت اس ضرورت کی طرف متوجہ نہیں کہ اہل حجاز کی صحیح تعلیم و تربیت اور ان میں دعوت و تذکیر کا انتظام کریں جو ان میں دینی روح، مقصدیت، بلند نظری، اور اسلام کے داعی بننے کا

جذبہ اور ولولہ پیدا کردے اور "معمارِ حرم" کو "تعمیرِ جہاں" کے لیے دوبارہ آمادہ کرے۔ اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ۔

اگر آپ مدینہ طیبہ کے مضافات اور بدوؤں کی ان عارضی نو آبادیوں میں چل پھر کر دیکھیں گے جو کھجوروں کی فصل میں اپنے پہاڑی مقامات سے اتر کر خیموں اور باغات میں اپنے خیمے ڈال کر مقیم ہو جاتے ہیں، تو آپ کو ان کی دینی حالت کا احساس ہوگا، اور اگر ہمارا ضمیر ابھی مردہ نہیں ہوا ہے تو ہم اپنی اس غفلت و کوتاہی پر شرم محسوس کریں گے جو ہم نے اپنے "مرشدزادوں" کے حق میں صدیوں سے اختیار کر رکھی ہے۔ اگر آپ کا تھوڑا وقت نظم وانضباط کے ساتھ مدینہ کی آبادی اور اس کے اطراف میں دینی دعوت واصلاح میں گذر جائے گا تو وہ مدینہ طیبہ کی فضلے انتفاع کی بڑی موثر صورت ہوگی، مگر ان کی عظمت اور ان کے مرتبہ کی رعایت ضروری ہے ان کو تحقیر کی نگاہ سے ہرگز نہ دیکھیں۔

مدینہ دعوت اسلامی کا معدن ہے اس دعوت کو اس معدن سے اخذ کیجئے اور اپنے ملک کے لیے یہ سوغات لے کر آئیے، کھجوریں، گلاب دلپذیر، خاکِ شفا مجمع کی نگاہ میں سب کچھ ہیں مگر اس سرزمین کا اصلی تحفہ اور یہاں کی سب سے بڑی سوغات دعوت اور اسلام کے لیے جدوجہد اور جان دے دینے کا عزم ہے، مدینہ مسجد نبویؐ کے چپہ چپہ، بقیع شریف کے ذرہ ذرہ، احد کی ہر ہر کنکری سے یہی پیغام دیتا ہے مدینہ آکر کوئی یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ اس شہر کی بنیاد ہی دعوت ہو

جہاد پر پڑی تھی یہاں وہی لوگ مکہ سے آکر آباد ہوئے تھے جن کے لیے مکہ میں سب کچھ تھا، مگر دعوتِ وجہاد کے مواقع نہ تھے، یہاں کی آبادی دو ہی حصوں پر منقسم تھی ایک وہ جس نے اپنا عہد پورا کر دیا اور اسلام کے راستہ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی، کوئی خوف، کوئی ترغیب اس کو اپنے مقصد سے باز نہ رکھ سکی، دوسرا وہ جس نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی لیکن اللہ کو ابھی ان سے اور کام لینا منظور تھا، ان کا جو وقت گذرتا حالت انتظار میں گذرتا، شہادت کے اشتیاق میں گذرتا، "مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا" یہی عالمِ اسلام کا حال ہونا چاہیے، یہاں بھی یا تو وہ ہونے چاہئیں جو اپنا کام پورا کر چکے یا وہ جو وقت کے منتظر ہیں، تیسری قسم ان لوگوں کی ہے جو زندگی کے حریص اور دنیا پر راضی، موت سے خائف اور خدمت سے گریزاں ہوں، معاش میں سرتاپا منہمک اور عارضی مشاغل میں ہمہ تن غرق ہوں ان کی گنجائش نہ مدینہ میں تھی نہ عالمِ اسلام میں ہونی چاہیے۔

مدینہ طیبہ کے قیام میں درود شریف، تلاوت قرآن اور اذکار سے جو وقت بچے اگر حدیث اور سیرت و شمائل کے مطالعہ میں گذرے تو بہت پُر تاثیر اور بابرکت ہوگا، اسی پاک زمین پر یہ سب واقعات پیش آئے، یہاں ان واقعات کا مطالعہ اور کتب شمائل میں مشغولیت بہت کیف آور موجب ترقی ہوگی، اُردو خواں حضرات قاضی سلیمان صاحب منصور پوری کی "رحمۃ للعالمین" اور شیخ الحدیث سہارنپوری

کی "خصائل نبوی" (ترجمہ شمائل ترمذی) کو حرزِ جان بنائیں۔ اہل عربیت حافظ ابن قیم کی "زاد المعاد" اور "شمائل ترمذی" سے اشتغال رکھیں۔ جن کو آثارِ مدینہ منورہ کی زیارت و تحقیق کا ذوق ہو ان کے لیے سمہودی کی "وفاء الوفا باخبار دار المصطفےٰ" اور "آثار المدینۃ المنورہ" کا مطالعہ مفید ہو گا۔

لیجیے قیام کی مدت ختم ہونے کو آئی، کل کہتے ہیں کہ قافلہ کا کوچ ہے ؎

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اب رہ رہ کر اس قیام کے سلسلہ کی کوتاہیاں اور یہاں کے حقوق کی ادائی میں اپنی تقصیر دل میں چٹکیاں لیتی ہے، اب استغفار و ندامت کے سوا کیا چارہ ہے۔

آج کی رات مدینہ کی آخری رات ہے، ذرا سویرے مسجد میں آ جائیے ؎

تمتع من شمیم عرار نجد
فما بعد العشیۃ من عرار

لیکن دل کو ایک طرح کا سکون بھی حاصل ہے، آخر جا کہاں رہے ہیں؟ اللہ کے رسول کے شہر سے اللہ کے شہر کی طرف، اللہ کے اس گھر سے جس کو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں نے اپنے پاک ہاتھوں سے بنایا اللہ کے اس گھر کی طرف جس کو ان کے جد امجد ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے فرزند نے اپنے پاک ہاتھوں سے بنایا اور جا کیوں رہے ہیں؟ اللہ کے حکم سے اور اللہ کے رسول کی مرضی اور ہدایت سے یہ دوری دوری کب ہوئی ؎

نہ دوری دلیلِ صبوری بود

کہ بسیار دوری ضروری بود ؎

آخری سلام عرض کیا، مسجد نبوی پر حسرت کی نگاہ ڈالی، اور باہر نکلے غسل کر کے احرام کی تیاری کر لی تھی، ذوالحلیفہ میں جانے سے قبل ملے نہ ملے، موٹر پر بیٹھے، محبوب شہر پر محبت کی نگاہ ڈالتے چلے، احد کو ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اب مدینہ سے باہر ہو گئے، جو لمحہ گذرتا ہے مدینہ دور اور مکہ قریب ہوتا جاتا ہے۔ الحمدللہ کہ ہم حرمین کے درمیان ہی ہیں۔ ؎

صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم"

ذوالحلیفہ آ گیا، مسجد میں دو رکعت نماز احرام کی نیت سے پڑھی سلام پھیرتے ہی سر کھول دیا اور ہر طرف سے آواز آئی۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ	حاضر ہوں یا اللہ حاضر ہوں، تیرا کوئی
لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ	شریک نہیں حاضر ہوں، سب تعریف،
وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ	سارا احسان تیرا ہی ہے سلطنت تیری
لَكَ ۝۔	ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

مستورات نے تمتع کی نیت کی، ہم نے قران کی نیت کی، مستورات کے لیے چہرہ نہ ڈھکنے کی پابندی سخت ہے۔ اس لیے وہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں گی پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیں گی، ہم مردوں کے لئے کچھ زیادہ دشواری نہیں؛

اس لیے ہم نے عمرہ اور حج کا احرام ساتھ باندھا ہم دس ذی الحجہ کو حج سے فارغ ہو کر ہی احرام کھولیں گے۔

ہمارے امیر حج صاحب نے حج کی ذمہ داری اور اس کے حقوق و آداب کے متعلق مختصر تقریر کی، تلبیہ (لبیک لبیک) کی کثرت، حج کی عظمت، حسن رفاقت باہمی الفت، ایثار و خدمت کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا، اور لبیک لبیک کی صدا کے ساتھ قافلہ روانہ ہوا۔

راستہ میں الحمد للہ نماز و جماعت کا پورا اہتمام رہا، تلبیہ زبانوں پر جاری رہا، لڑائی جھگڑے کی نوبت ہی نہ آنے پائی، منزلوں پر ٹھہرتے، نمازیں پڑھتے، کھاتے پیتے نہایت لطف و مسرت اور محبت و الفت کے ساتھ چلتے رہے۔

جدہ آیا اور گذر گیا، اب شہنشاہ ذو الجلال کا شہر اور اس کا گھر قریب ہے، باادب و ہوشیار! مدینہ اگر مرکز جمال تھا تو یہ مرکز جلال ہے، مدینہ کے در و دیوار سے اگر محبوبیت ٹپکتی ہے تو یہاں کے در و دیوار سے عاشقی نمایاں ہے یہاں عاشقانہ آنے کی ضرورت ہے۔ برہنہ سر، کفن بر دوش، پریشاں بال، یہی یہاں کے آداب میں سے ہے۔

نظر اٹھائیے کہ سامنے نظر آ رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ بِھَا قَرَارًا وَّ	اے اللہ مجھے اپنے شہر میں ٹھکانا عطا فرما،
ارْزُقْنِیْ فِیْھَا رِزْقًا حَلَالًا ؕ	اور مجھے یہاں رزق حلال نصیب فرما۔

تب لیجئے اب ہم اللہ کے شہر بلد اللہ الحرام ، البلد الامین میں داخل ہو گئے
جس شہر کا نام تسبیح کی طرح بچپن سے ہر مسلمان کی زبان پر جاری رہتا ہے، جس کا
اشتیاق جنت کی طرح ہر مومن کے دل میں رہتا ہے جو ہر مسلمان کا ایمانی اور دینی
وطن ہے جس کی کشش ہر زمانے میں ہزاروں میل کی مسافت، پہاڑوں کی چوٹیوں
اور وادیوں کی گہرائیوں سے مشتاقانِ زیارت کو کھینچتی رہی ہے لیجئے مسجد
حرام پر پہونچ گئے، باب السلام سے داخل ہوئے، یہ سیاہ غلاف میں ملبوس
مسجد حرام کے بیچوں بیچ بیت اللہ نظر آرہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ مَھَابَۃً وَّ زِدْ مَنْ شَرَّفَہٗ وَکَرَّمَہٗ مِمَّنْ حَجَّہٗ اَوِ اعْتَمَرَہٗ تَشْرِیْفًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ بِرًّا ۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ ۔

اے اللہ اس گھر کی عزت و عظمت و شرافت و ہیبت میں ترقی فرما اور حج و عمرہ کرنیوالوں میں بھی جو اسکی تعظیم و تکریم کرے اسکو بھی شرافت و عظمت اور نیکی عطا فرما، اے اللہ تیرا ہی نام سلام ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے ہم پر سلامتی بھیج۔

یہی بیت اللہ ہے جس کی طرف ہزاروں میل کے فاصلے سے ساری عمر نمازیں
پڑھتے رہے، جس کی طرف نماز میں منہ کرنا فرض تھا، آج ہماری نگاہوں کے
سامنے ہے۔ ہمارے اور اس کے درمیان چند گز سے زیادہ فاصلہ نہیں، ہم اپنے
گنہگار ہاتھوں سے اس کے غلاف کو چھو سکتے ہیں، اس کو آنکھوں سے لگا سکتے

ہیں۔ اس کی دیواروں سے چمٹ سکتے ہیں، عمر میں بڑی بڑی حسین و جمیل عمارتیں اور فن تعمیر کے بڑے بڑے نمونے دیکھے لیکن اس سادا سے چوکور گھر میں خدا جانے کیا حسن و جمال اور کیا دلکشی و محبوبیت ہے کہ آنکھوں میں کھپا جاتا ہے، اور دل میں سمایا جاتا ہے، کسی طرح نظر ہی نہیں بھرتی، تجلیات الٰہی اور انوار کا ادراک تو اہل نظر کر سکتے ہیں، لیکن جلال و جمال کا ایک پیکر، ہم جیسے بے حسوں اور کم نظروں کو بھی نظر آتا ہے۔ اور یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس کو دیکھنے سے آنکھوں کو سیری اور دل کو آسودگی نہیں ہوتی جی چاہتا ہے کہ دیکھتے ہی رہیے اسکی مرکزیت و محبوبیت اسکی زیبائی و رعنائی، جلال و جمال کی آمیزش الفاظ سے بالاتر ہے ؎

محاسنہ ہیولی کل حسن و مغناطیس افئدۃ الرجال

اس کا دیکھتے رہنا دل کا سرور، آنکھوں کا نور، روح کی غذا اور نظر کی عبادت ہے، دل کی کلفت اس سے کافور، دماغ کا تکان اس سے دور ہوتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے عجیب نعمت عطا فرمائی ہے سارے عالم کی دلکشی اور دل آویزی اس میں سمٹ کر آگئی ہے۔

ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا ہے، حجاج کا ہجوم ہے، بیت اللہ کے گرد طواف کرنے والوں کا چکر چل رہا ہے، سیاہ غلاف کے چاروں طرف سفید احرام میں ملبوس انسانوں کی گردش، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ کعبے کے گرد دودھ کی ایک نہر بہہ رہی ہے، ہم بھی آدمیوں کے اس بہتے ہوئے دریا میں داخل ہوئے

ہمارے معلم ہمارے ساتھ تھے انھوں نے ہمیں طواف کرایا، وہ طواف کی دعائیں
پڑھتے جاتے تھے، ہم اس کو دہراتے تھے۔ پھر ہم کو محسوس ہوا کہ اس طرح نہ تو طواف
کا لطف آرہا ہے نہ دعاؤں کا اس لیے جو مسنون دعائیں یاد تھیں ہم نے وہ پڑھنی
شروع کر دیں۔ چونکہ ہم کو اس طواف کے بعد سعی بھی کرنی تھی اس لیے ہم نے رمل
و اضطباع بھی کیا، ہجوم کی وجہ سے استلام (حجر اسود کو بوسہ دینے) کی نوبت نہیں
آتی تھی، حجر اسود کے سامنے پہونچ کر ہاتھ کا اشارہ کر دیتے تھے۔ طواف کے بعد ہم
مقام ابراہیم پر آئے اور دو رکعت واجب الطواف پڑھی، پھر ملتزم پر آئے جو حجر
اسود اور باب کعبہ کے درمیان کا حصہ ہے، یہاں اللہ کے بندے بیت اللہ کی دیوار اور
اس کے غلاف سے چمٹے ہوئے[1] اس طرح بلک بلک کر رو رہے تھے اور اللہ کے گھر کا

---

[1] عبدالرحمن بن صفوان ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو
بیت اللہ سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ انھوں نے بیت اللہ کو ملتزم کی جگہ پر بوسہ دیا، ان کے رخسار
کعبہ پر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان میں تھے۔ (ابوداؤد باب الملتزم)
محمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد عبداللہ بن عمرو کو دیکھا کہ انھوں نے حجر اسود
کو بوسہ دیا اور ملتزم پر ٹھہرے اور اپنا سینہ اور چہرہ اور اپنی دونوں باہیں اور ہتھیلیاں
اس پر رکھ دیں اور ان کو اچھی طرح پھیلا دیا (یعنی چمٹ گئے) پھر فرمایا کہ میں نے اسی
طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کرتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد باب الملتزم)

واسطہ دے کر اس کی چوکھٹ سے لپٹ کر اللہ سے مانگ رہے تھے، جس طرح ستائے ہوئے بچے اپنی ماں سے چمٹ کر روتے اور بلبلاتے ہیں، جس وقت وہ

یارب البیت، یارب البیت — اے گھر والے، اے گھر کے مالک

کہتے تو ایک کہرام مچ جاتا، سخت سے سخت دل بھی بھر آتا، آنکھیں اشکبار ہو جاتیں اور دعاؤں کی قبولیت کا ایک اطمینان سا ہونے لگتا۔ خدا کی طرف رجوع وانابت کا یہ ایک ایسا منظر تھا کہ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، اس سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس امت کو اس گئی گذری حالت میں بھی اپنے مالک سے جو تعلق ہے اس کا عشر عشیر بھی کہیں نظر نہیں آتا، معلوم ہوتا تھا کہ دل سینے سے نکل جائیں گے، قلب وجگر آنسو بن کر بہہ جائیں گے، لوگ غش کھا کر گر جائیں گے

ان دعاؤں میں سب سے بڑا حصہ مغفرت وعفو، رضاء الٰہی، حسن خاتمہ اور جنت کی دعاؤں کا تھا، اللہ سے کسی مادی سے مادی چیز کا مانگنا بھی مادیت نہیں، سراسر روحانیت وعبادت ہے، لیکن ان دعاؤں میں آخرت اور روحانیت کا حصہ اس عالم مادی کی چیزوں سے بہرحال زیادہ تھا، افکار وپریشانیوں کے اس دور میں اللہ کے بہت سے بندے صرف اللہ کی محبت، توفیقِ اطاعت، شان عبودیت، اخلاص، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عشق کامل، اتباع سنت، دین کی خدمت اور اسلام پر جینے اور مرنے کی دعا کر رہے تھے، بہت سے اللہ کے بندے اپنی دنیاوی ضروریات کو بے تکلف مانگ رہے تھے کہ وہ کریم ہے،

اس کے دروازے اور اس کے آستانہ پر نہ مانگی جائیں تو کس سے اور کہاں مانگی جائیں گی۔ بہت سے اللہ کے بندے کعبہ کے پردے میں منہ ڈالے ہوئے گریہ وبکا اور مناجات ودعا میں مشغول تھے، غرض یہاں سائلوں کا ہجوم اور فقراء کا جمگھٹا تھا، رب کریم کا دروازہ کھلا تھا اور بے صبر ومضطر سائل سوال وطلب میں بالکل کھوئے ہوئے تھے،

ملتزم سے ہم زمزم پر آئے، پہلی مرتبہ آسودہ ہوکر زمزم شریف پیا، اس کے اصل مقام پر پیا، پھر باب الصفا سے نکل کر ہم سعی کے لیے سعی آئے، ہمیشہ سے یہ تصور تھا کہ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان ایک غیر آباد سا راستہ ہوگا طول طویل، اس پر لوگ دوڑتے ہوں گے، یہاں کچھ اور ہی نظر آیا، پہاڑ کھد کر اس سے بڑی بڑی عمارتیں بن گئی تھیں، پختہ سڑک کے کنارے ایک ذرا سی بلندی تھی چند سیڑھیوں کا ایک زینہ تھا اس پر چڑھ کر سعی کی نیت کی اور کہا ابدأ بما بدأ اللّٰہ بہ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ (جس چیز کو اللہ نے مقدم رکھا ہے اس کو میں بھی مقدم رکھتا ہوں) ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ (بے شک صفا ومروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) بیت اللہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ اٹھاکر حمد وثنا، تکبیر وتہلیل کی، دعا کی، پھر اترے اور مروہ کی طرف چلے میل کے سبز نشانوں کے درمیان (جہاں حضرت ہاجرہ اسمٰعیل علیہ السلام کے اوجھل ہوجانے کی وجہ سے بیقرار ہوکر دوڑتی تھیں) ذرا دوڑ کر چلے پھر معمولی چال سے

چلنے لگے۔ اور مروہ کی طرف جانے والوں اور مروہ سے صفا کی طرف آنے والوں کے قافلے قطار اندر قطار ملتے رہے، کبھی جاوی پاس سے گذر جاتے کبھی مصری چھیلتے ہوئے نکل جاتے، کبھی مراکشی و جزائری سامنے سے آتے نظر آتے، کبھی ترکی و بخاری راستہ میں ساتھ ہو جاتے، کبھی تکروری و سوڈانی قدم بڑھا کے آگے ہو جاتے، ہر ایک احرام میں ملبوس، ننگے سر، ننگے پاؤں، عاشقانہ چال، مستانہ چال، دنیا سے بے خبر، اپنی دھن میں مست " رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم " کی صداؤں سے فضا گونجتی ہوئی، دونوں طرف پُر رونق دوکانیں، مسعیٰ کا بازار اپنے پورے شباب پر اور بہار پر، موٹریں اور کاریں ہارن بجاتی ہوئی اور آدمیوں کو بچاتی ہوئی نکلتی رہتی ہیں، دکانوں پر سوڈے بک رہے ہیں شربت کے گلاس کے دور چل رہے ہیں صرافوں کی دوکانوں پر روپیہ گننے اور سکوں کے گرنے کی آواز کانوں میں آرہی ہے، لیکن عشاق کا مجمع سر جھکائے نظر بچائے اپنی دھن میں چلا جا رہا ہے، عشق کی پوری تصویر، دنیا میں مومن کے رہنے کی مکمل تعبیر، خلوت در انجمن کا پورا منظر، دنیا کے بازار میں چلتی پھرتی مسجدیں اور گونجتی ہوئی اذانیں، سعی کیا ہے، مومن کی پوری زندگی، بھرے بازار پھولوں سے لدے گلزار میں رہنا اور دل نہ لگانا، مقصد کو پیش نظر رکھنا، مبدا و منتہیٰ کو نہ بھولنا، اپنے کام سے کام رکھنا، صفا سے چل کر نہ مروہ کو فراموش کرنا نہ مروہ سے چل کر صفا کو بھول جانا، کہیں نہ اٹکنا، کہیں نہ الجھنا، پیہم گردش، مسلسل

عمل، سعی میں دونوں طرف دکانوں کے ہونے اور سعی کے اس عمل و قوع نے سعی میں ایک خاص معنویت اور لطف پیدا کر دیا ہے۔

آپ کو اس راستہ پر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ اور چپہ چپہ کے مسلمان ایک لباس میں ملبوس، ایک ترانہ بلند کرتے ہوئے، ایک عشق و مستی کی کیفیت میں آتے جاتے نظر آئیں گے، تیز قدم بڑھاتے ہوئے، ننگا سر اللہ کے سامنے جھکائے ہوئے چلے جا رہے ہیں، ان میں امیر بھی ہیں، غریب بھی، سرخ و سفید شامی و مغربی بھی اور سیاہ فام حبشی و تکرونی بھی، مرد بھی اور عورت بھی، لیکن کسی کو کسی کے دیکھنے اور توجہ کرنے کی فرصت نہیں، بعض اوقات اس مجمع عشاق کو دیکھ کر قلب پر عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے اور بے اختیار ان عشاق کے پلوؤں پڑنا اور ان کی بلائیں لینے کا جی چاہتا ہے، اسلام کی محبت جوش مارتی ہے، وطن و قوم کی حد بندیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور دینی وحدت کا احساس ابھرنے لگتا ہے۔

لیجئے مروہ پر سعی ختم ہوئی، ساتواں پھیرا تمام ہوا، دعا کیجئے، اور اگر آپ متمتع ہیں تو حجام کے پاس جا کر بال بنوائیے، احرام کھول دیجئے اور اگر قارن یا مفرد ہیں تو نہ حجامت بنوائیے نہ احرام کھولیے۔

اب روزانہ کا معمول یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے حرم میں آ گئے، کبھی رکن یمانی کے سامنے مصلی مالکی کے پاس، کبھی حطیم کے سامنے مصلی حنفی کے نزدیک کبھی مصلی حنبلی سے ملے ہوئے اور کبھی قسمت سے مقام ابراہیم کے پاس یا مصلی شافعی

کے دائیں بائیں نوافل پڑھے، کبھی ہر دو رکعت کے بعد ایک طواف کیا، کبھی نوافل کے بعد اکٹھا کئی طواف کر لیے، غرض جس طرح موقع ملا نوافل و طواف میں وقت گذارا، صبح کی اذان ہوئی، نماز پڑھی، اس وقت طواف کرنے والوں کا ہجوم ہوتا ہے، خدا جانے کتنے اولیاء اللہ اور مقبولین بارگاہ ہوتے ہیں۔ عامۂ مومنین بھی کیا کم ہیں، طلوع آفتاب تک طواف کیے، پھر اکٹھا طواف کی رکعتیں پڑھیں، اشراق پڑھی اور قیام گاہ پر آ گئے۔

مکہ معظمہ میں طواف سے بہتر مشغلہ اور وظیفہ کیا۔ سارے دن آدمی طواف کر سکتا ہے۔ بعض اہل ہمت بیس بیس، تیس تیس طواف دن بھر میں کر لیتے ہیں "فضائل حج" میں ہے کہ کُرز بن وبرۃ کا معمول تھا کہ ستر طواف دن میں اور ستر طواف رات میں کرتے اور دو قرآن روزانہ پڑھ لیتے (بحوالہ احیاء) آخر شب میں اور گرمیوں میں ٹھیک دوپہر کو مجمع کم ہوتا ہے بعض اہل ذوق ان اوقات کا انتظار کرتے ہیں، بعض ہر نماز کے بعد کرتے ہیں، بعض مجمع ہی کو پسند کرتے ہیں کہ معلوم نہیں کس کی برکت سے ہمارا طواف اور ہماری دعائیں بھی قبول ہو جائیں، رحمت الٰہی کسی کی طرف متوجہ ہو اور ہم کو بھی نہال کر جائے۔

"وللناس فی ما یعشقون مذاہب"

لیکن کسی وقت کے لیے، دن ہو یا رات، پہلا پہر ہو یا ٹھیک دوپہر شمع پر پروانوں کا وہی ہجوم ہے، مطاف کسی وقت خالی نہیں، اگر اس کے انتظار میں رہیے گا کہ

دو چار آدمی ہوں اور پورے سکون و طمانیت کے ساتھ طواف کریں تو یہ حسرت کبھی پوری نہ ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے مَثَابَۃً لِّلنَّاس (لوگوں کے لوٹ لوٹ کر آنے کی جگہ) بنایا اور جس کو سب سے بڑی محبوبیت و مرکزیت عطا فرمائی اور دل کشی کوٹ کوٹ کر بھردی، وہ عشاق سے خالی کب رہ سکتا ہے، رات کو عشا کے بعد سے صبح صادق تک ہر ہر گھڑی میں آکر دیکھا دربار بھرا ہی ہوا پایا۔

ادھر ملتزم کا حال یہ ہے کہ دعا کرنے والوں اور مچل مچل کر مانگنے والوں اور لپٹ لپٹ کر فریاد کرنے والوں سے کسی وقت خالی نہیں، کوئی عربی میں کوئی فارسی میں، کوئی ترکی میں، کوئی سوڈانی میں، کوئی جاوی میں، کوئی اُردو میں کوئی بنگالی میں، کوئی نثر میں، کوئی نظم میں، کوئی زبان بے زبانی میں عرض حال کر رہا ہے۔ دل کھول کھول کر مانگ رہا ہے، پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے کوئی پردے میں منہ ڈالے بڑے درد سے پڑھ رہا ہے ؎

بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود بعصیاں ریختہ

یارب البیت، یارب البیت کی صدا بلند ہے۔

حرم میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے اس لیے اس سے بڑھ کر کیا خسارہ ہوگا، کہ کوئی فرض نماز حرم میں نہ ہو۔ حرم کے باہر اگر آدمی کہیں جائے بھی تو کہاں جائے، بس ہم ہیں اور حرم ہے، نمازیں بھی ہیں، نوافل بھی

ہیں، طواف بھی ہیں، تلاوت واذکار بھی ہیں۔

بات کرتے کرتے ذی الحجہ کی ابتدائی تاریخیں ختم ہوگئیں، لیجئے آج ۸ ذی الحجہ ہوگئی، رات بیچ میں ہے کل منیٰ جانا ہے۔ سواریوں کے انتظامات ہو رہے ہیں احرام کی تیاریاں ہیں، کوئی موٹر طے کر رہا ہے۔ کوئی کار اور ٹیکسی کی بات چیت کر رہا ہے، کوئی اونٹ کا انتظام سوچ رہا ہے، کوئی پیدل جانے ہی کی ٹھان رہا ہے، رات گذری صبح ہوئی، حج کی اصل مشغولیت شروع ہوگئی، کوئی دن چڑھے سواری آگئی، ہوا ہے لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ منیٰ کا رُخ کیا، جو پاس سے گذرتا لبیک ہی سے سلام کرتا، تین میل کا فاصلہ ہی کیا، بات کرتے پہونچ گئے، یہ ڈیروں اور خیموں کا ایک عظیم الشان شہر، جہاں تک نظر کام کرتی رنگ برنگ کے خیمے اور چولداریاں ہی نظر آئیں، سارا عالم اسلام یہاں سمٹا ہوا نظر آتا ہے، وہ بھی حدود کی تقسیم کے بغیر، یہاں ہندی ہیں وہاں جاوی یہ مصری ہیں وہ شامی، ذرا آدمی بھٹک چلے پھر قیام گاہ کا پتہ لگانا مشکل، اپنے معلم کے جھنڈے کے نیچے اپنے خیمے میں مقیم ہوئے آج کا سارا دن اور پوری رات یہاں بسر کرنی ہے کل ۹ کو عرفات کی طرف کوچ ہے، یہاں اللہ کا نام لینے نمازیں پڑھنے، ذکر و دعا میں مشغول رہنے کے سوا کام ہی کیا ہے، لیکن انسان کی ضروریات اور اس کی دلچسپیوں نے یہاں بھی بازار لگا رکھا ہے دُکانیں کھلی ہوئی ہیں، ضرورت کی چیزیں ڈیرے ڈیرے خیمے بک رہی ہیں، پانی

والے دروازے دروازے پانی لیے پھرتے ہیں ظہر کی نماز کے لیے منیٰ کی مشہور تاریخی مسجد "مسجد خیف" گئے نہایت وسیع اور پُر فضا میدان، بیچوں بیچ ایک قبہ جس کے متعلق اہل خبر کہتے ہیں کہ بیسیوں پیغمبروں نے یہاں نمازیں پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ یہاں نصب ہوا، نہایت بابرکت اور پُر انوار جگہ ہے، زیادہ وقت یہیں گذرے تو بہتر ہے، مگر ساتھیوں کو تکلیف اور کسی قسم کی کلفت نہ ہو۔

عشا پڑھ کر تبلیغی جماعت کے علما نے ذوق و شوق اور حج کی عظمت پیدا کرنے والی تقریریں کیں جن میں عرفات و مزدلفہ اور باقی ایام منیٰ کے آداب و ذمہ داریاں یاد دلائیں، کچھ دیر بعد سو گئے کہ کل حج کے نچوڑ کا دن ہے، آج رات کی مکمل شب بیداری کل کے دن پر اور صحت پر اثر انداز نہ ہو، تو پچھلے پہر اللہ نے توفیق دی، آنکھ کھل گئی، منیٰ کا عجیب منظر تھا، سارا شہر بقعۂ انوار بنا ہوا تھا، عالم اسلام کچھ سوتا تھا کچھ جاگتا تھا، ہر طرف تجلیات و انوار کا ہجوم معلوم ہوتا تھا، اپنی جگہ پر رہا نہ گیا مسجد خیف کی طرف چلے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی اور حضرت اسمٰعیلؑ کے صبر و استقامت کی یاد بڑی شدت سے پیدا ہوئی خداوند! عشق ابراہیم کا ایک ذرہ عطا ہو، الٰہی مردہ دل کو اپنے عشق و محبت سے زندہ کر دے، محبت کا سوز عطا ہو جو ماسویٰ کو جلا دے۔ عالم اسلام اس وقت ابراہیمؑ کی آواز پر جمع ہے اس میں محبت کی حرارت پیدا کر دے کہ پھر زندہ ہو جائے

پھر تیرے لئے اپنی جان و مال کی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ عجب سرور و حضوری کا عالم تھا، عجب ذوق و شوق کا وقت تھا، مسجد خیف میں تھوڑے لوگ جاگ رہے تھے، اطمینان سے نمازیں پڑھیں، بڑی سکینت معلوم ہوتی تھی، صبح کی اذان ہوئی، نماز ہوئی اور اپنی قیام گاہ پر آئے، اب منیٰ سے چل چلاؤ ہے، سب کا رُخ عرفات کی طرف ہے، دن چڑھے یہاں سے چلنا ہے، ہر ایک جانے کے اہتمام میں ہے، سواریوں کی بھی کشمکش ہے، یہی حج کے امتحان کے مواقع ہیں۔

لبیک لبیک کی صداؤں کے ساتھ عرفات کی طرف روانہ ہوئے، چھ میل کا فاصلہ ہے، تین میل پر مزدلفہ ملا، جہاں رات واپس آنا ہے۔ اور شب گذاری کرنی ہے، مگر ابھی ٹھہرنا نہیں، گذرتے چلے گئے، تب لیجئے عرفات آگیا۔ اللہ غنی انسانوں کا ایک جنگل، جنگل میں منگل، کئی لاکھ انسان بے سلی چادروں میں شاہ و گدا ایک لباس میں، جہاں تک نظر کام کرتی ہے خیمے اور شامیانے ہی نظر آتے ہیں، جو نظر آتا ہے وہ سفید چادروں میں، معلوم ہوتا ہے آج فرشتوں نے اللہ کی یہ زمین بسائی ہے، سفید براق لباس، نورانی صورتیں، ذکر سے تر زبانیں، لبیک لبیک کی صدا گونجتی ہوئی اور پہاڑوں سے ٹکراتی ہوئی، انسانوں کا اتنا بڑا مجمع، لیکن نہ چپقلش نہ کشا کش، روحانیت و انابت کی فضا چھائی ہوئی، اپنے خیمے میں اترے، جو لوگ مسجد النمرہ گئے انھوں نے امام کے ساتھ ظہر اپنے وقت میں اور عصر ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھی، اور ذکر و دعا میں

مشغول ہو گئے۔

"آج عرفہ" حج عرفہ کا نام ہے۔ عرفہ حج کا نچوڑ ہے۔ یہی حج کی قبولیت کے فیصلہ کا دن ہے، یہی دعاؤں کے مقبول ہونے کا وقت ہے، یہی دل کھول کر مانگنے کی جگہ اور زمانہ ہے۔ اللہ کے بندے ذکر و دعا میں مشغول ہو گئے، کسی نے قرآن مجید کھولا، کسی نے حزب الاعظم شروع کی، کوئی سجدہ میں گر گیا، کسی نے اپنی منتخب دعائیں اپنی یادداشت سے پڑھنا شروع کیں، جن تمناؤں کو چھپا چھپا کر رکھا تھا آج ان کو کھول کر پیش کر دیا جن کو پہلے سے دعا کا سلیقہ تھا آج وہ کام آیا، ذکر و سلوک، صحبت سب قوت دعا اور توجہ الی اللہ کو بڑھانے ہی کیلئے ہیں۔

سورج ڈھلا، دھوپ ہلکی ہوئی، کوتاہ ہمت بھی جبل رحمۃ کی طرف بڑھے۔ معلم کا جھنڈا ساتھ کہ اگر چھوٹے تو شاید مکہ ہی میں ساتھیوں سے ملنا ہو، خیمے سے جبل رحمۃ کا فاصلہ میلوں کا نہیں، مگر پورے عالم اسلام میں سے گذر کر پہونچے خدا جانے کتنے ملکوں کے علاقے راستے میں آئے۔ ان سفید پوش، کفن بردوش مہمانان دربار پر کیسا پیار آتا ہے محبت کا جوش اٹھتا ہے، اپنے حج کا پتہ نہیں، مگر دل سے یہی نکلتا ہے کہ الٰہی سب کا حج قبول ہو، آج تیری رحمت سے کوئی محروم نہ رہ جائے۔ مصریوں کا بھی، شامیوں کا بھی، مغربیوں کا بھی، یمنیوں کا بھی، ترکوں کا بھی، افغانوں کا بھی، چینیوں کا بھی اور حبشیوں کا بھی اور ان سیاہ فام روشن دل تکروینوں کے طفیل ہم غریب ہندیوں کا بھی،

جبل رحمۃ پر سائلوں کا ہجوم ہے گویا بڑے پیمانہ پر ملتزم کا نقشہ ہے، سوال و دعا کا غلغلہ بلند ہے، بھرائی ہوئی آوازیں اور گلوگیر صدائیں بیچ بیچ میں بے حس و سخت دل لوگوں کے دل میں بھی رقت اور گداز پیدا کرتی ہیں، سب اپنی اپنی دلی مُراد مانگ رہے ہیں، ہر قوم و ملک کے لوگ اپنی اپنی دعا میں مشغول ہیں، ہندوستانی مسلمان جن کے دل ہندوستان کے شکستہ کے واقعات سے چوٹ کھائے ہوئے ہیں. نرالی شان رکھتے ہیں، انھوں نے جب اپنے بھائیوں کے لیے اور اپنے اس ملک کے لیے دعا شروع کی جس نے سینکڑوں اولیا، محدثین و فقہا، مجاہدین و شہدا، اور اپنے اپنے وقت کے امام و مجدد پیدا کیے جس نے اس پچھلے دور میں حدیث کی امانت کی حفاظت کی جس کے بعض بعض فرزند خدمت اسلام، فہم کتاب و سنت میں سارے عالم اسلام میں امتیاز رکھتے تھے تو ایک سناٹا چھا گیا اور سب کی نگاہیں اس لٹے ہوئے ہندی قافلہ کی طرف اٹھ گئیں۔

آفتاب غروب ہوا، جبل رحمت سے اپنے خیمہ کی طرف واپسی ہوئی، حج مبارک، اللہ تبارک و تعالیٰ حج مقبول کے برکات و ثمرات، انوار و آثار عطا فرمائے اور اس میدان میں پھر آنا نصیب کرے، سورج ڈوب گیا، جہاں جہاں سورج ڈوبا سب جگہ مغرب کی نمازیں ہو رہی ہیں، اور جو نہ پڑھتا ہوگا وہ تارک صلوٰۃ ہوگا گنہگار ہوگا، لیکن اس میدان میں جہاں اللہ کے بلائے ہوئے مسلمان جمع ہیں جنھوں نے آج حج کا رکن اعظم ادا کیا ہے، وہ سب یہاں مغرب کی نماز چھوڑ رہے ہیں،

لاکھوں میں سے کوئی نادان ہوگا جو مغرب کی نماز پڑھ رہا ہوگا، اللہ اکبر! یہی شہنشاہی کی شان ہے، جہاں چاہا حکم دے دیا، جہاں چاہا روک دیا۔ اور یہی بندگی ہے۔ نماز سے بھی ذاتی تعلق نہیں، آقا کے حکم کی اطاعت مقصود ہے، آج حکم ہے کہ مغرب کی نماز عشا کے ساتھ پڑھی جائے جنھوں نے کبھی ایک وقت کی نماز نہیں چھوڑی وہ آج خوشی خوشی چھوڑ رہے ہیں، عرفات والوں کے لیے آج نماز کی جگہ مزدلفہ اور مغرب کی نماز کا وقت عشا کو ہے۔ یفعل اللہ مایشاء ویحکم ما یرید۔

اب لاکھوں انسانوں کی یہ بستی یہاں سے تین میل پر منتقل ہو جائے گی، شہر کا اُجڑنا اور بسنا کچھ ہنسی کھیل نہیں، ایک شور قیامت برپا ہو، ایک طوفان بے تمیزی لیکن یہاں کچھ نہیں، حکم لایا تھا حکم لے جا رہا ہے۔ غلاموں کی طرح آئے تھے غلاموں کی طرح جانا ہے۔ لیجئے خیمے اکھڑے، طنابیں ڈھیلی ہوئیں، شامیانے تہ ہوئے دیکھتے دیکھتے یہ جیتا جاگتا شہر لق و دق میدان بن گیا، جو جوان ہمت اور سواری کے پابند نہ تھے وہ آزادی سے وقت مسنون پر روانہ ہو گئے، جو ضعیف اور عورتوں کی وجہ سے مجبور تھے ان کو سواری کی وجہ سے دقت پیش آئی، اور انتظار کرنا پڑا، سواری کے آنے میں دیر ہوئی، ایک گھنٹہ گذرا، دوسرا، تیسرا، رات کے ۸ بجے، ۹ بجے، ۱۰ بجے، سواری نہ اب آتی ہے نہ تب، اب میدان میں جہاں تک نظر کام کرتی ہے ہمارے چھوٹے سے قافلہ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا، لاریاں آتی ہیں اور

نکل جاتی ہیں کوئی ادھر کا رُخ نہیں کرتی، رات گذری چلی جارہی ہے۔
مزدلفہ میں بسر ہونے والی رات کا خاصا حصہ عرفات میں گذرا جارہا ہے، یا الٰہی
کیا ہوگا، کیا ہم یہیں رہ جائیں گے، کیا ہم مزدلفہ سے محروم رہیں گے، مستورات کا
ساتھ، دن بھر کے تھکے ماندے، معلم صاحب بھی عاجز و مجبور، کچھ سمجھ میں نہیں آتا
پیمانۂ صبر لبریز ہونے لگا، ڈرائیور پر غصہ، معلم پر خفگی، سب بے سود، آدھی رات
ہونے کو آئی، خدا خدا کر کے لاری آئی، تیوری چڑھی، تلخ و تند لہجہ میں ڈرائیور
سے محاسبہ کیا کہ کہاں اتنی دیر لگائی، کیا حجاج کو اذیت دینا تم لوگوں کے
نزدیک کار ثواب ہے؟ اس نے آسانی سے کہہ دیا کہ راستہ صاف نہ تھا،
گھنٹوں میں پہلی کیمپ پہونچی اور بہ مشکل واپسی ہوئی، کہہ کر افسوس ہوا، کاش
زبان سے کچھ نہ کہا ہوتا، اللہ کا شکر ادا کیا ہوتا کہ اس نے آخر پہونچا دیا
اب بھی اگر لاری نہ آتی تو کیا کرتے، یہی فرق ہے بڑوں اور چھوٹوں میں!۔
عرفات اور مزدلفہ کے درمیان خدا کی شان نظر آتی ہے، موٹروں اور لاریوں
کا ایک سیلاب، اتنا بڑا سیلاب زندگی بھر نہیں دیکھا، سب کو پہونچنے کی جلدی
مگر کوئی حادثہ نہیں، لیجئے مزدلفہ پہونچ گئے، ایک میدان میں کئی لاکھ مسافر اترے
ہوئے، اطمینان کی جگہ کا کیا سوال، جہاں موقع مل جائے غنیمت ہے، ایک جگہ
سامان جمع کر کے درمیان میں لیٹ رہے، کچھ دیر کے بعد آنکھ کھلی سارا میدان
جگمگا رہا تھا، مزدلفہ ہنستا ہوا معلوم ہوتا تھا، کیا خیر و برکت کی بات ہے، جو

وقت ملجائے غنیمت ہے، لوگوں نے صبح سے پہلے ہی روانہ ہونا شروع کر دیا۔ ناواقفیت اور جہالت اور اسی کے ساتھ جلد بازی بھی ایک مصیبت ہے، یہاں کی سنت صبح ہونے کے بعد یہاں سے چلنا ہے مگر لوگوں کو منیٰ میں جلد پہونچنے کی ہیبت، اور اور لاری والوں کو بیگار ٹالنا۔ تاریکی اور ناواقفیت میں مشعر حرام کا تو پتہ نہ چل سکا جہاں دعا کرنا مسنون ہے اور قرآن مجید میں صاف طور پر ہے۔

"واذکروا اللہ عند المشعر الحرام" جب اُجالا ہو گیا تو پتہ چلا اور اس مسجد میں جاکر جو جبل قزح کے پاس ہے کچھ دیر دعا کی، پھر کنکریاں چنیں اور ساتھ لیں، اور منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک دن کا اُجڑا منیٰ اللہ کے حکم سے پھر آباد ہے، آج دسویں ذی الحجہ ہے یعنی عین عید الاضحیٰ، آج تمام روئے زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں، یہیں کی یادگار کے طور پر عید کی نماز پڑھی جارہی ہوگی، لیکن اللہ کی شان یہاں عید کی نماز نہیں، کسی کو خیال بھی نہیں، منیٰ کی عید یہی ہے کہ رمی کی جائے قربانی کی جائے، بال منڈائے یا کترائے جائیں، احرام کھول دیا جائے طواف زیارت کیا جائے، لیجئے حج تمام ہوا، اللہ قبول کرے۔

منیٰ پہونچ کر پہلا مرحلہ یہ تھا کہ جمرۃ العقبہ کی رمی کی جائے یعنی کنکریاں ماری جائیں، روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے چلے، تو شیطان سب سے پہلے اس جگہ ملا، اور اس نے

ان کو اس ارادے سے باز رکھنا چاہا، حضرت ابراہیمؑ نے اس کو سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا، آگے بڑھ کر پھر دوسرے جمرہ کی جگہ نظر آیا، وہاں بھی سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین کے اندر گھس گیا! پھر جمرۂ اولیٰ کی جگہ نظر آیا، پھر اس کے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں گھس گیا[1] حضرت ابراہیمؑ نے ہر عمل پیغمبرانہ اخلاص اور عاشقانہ کیفیت کے ساتھ کیا تھا۔ وہ اللہ سے پہلے مانگ چکے تھے کہ

وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ	میرا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھ۔

اور فرمادیا گیا تھا۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ (والصّٰفّٰت۔ع ۳)	ہم نے ان کا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں باقی رکھا، سلام ہو ابراہیم پر۔

اس لیے اللہ نے ان کے ہر فعل کو زندگیٔ جاودانی بخشی اور اس کی یادگار باقی رکھی۔ آج ان افعال کی نقل میں بھی عشق کی کیفیت اور زندگی و تازگی ہے، بشرطیکہ دل محبت و عظمت اور ایمانی کیفیات سے بالکل خالی نہ ہو، حج کی ہر چیز میں عاشقانہ کیفیت اور محبوبانہ ادا ہے، سعی و طواف تو عشق و جذب کی کھلی نشانیاں ہیں، مگر یہ رمی (کنکری مارنا بھی) عجب پیاری ادا ہے، عاشقیت

---

[1] صحیح ابن خزیمہ

محبوبیت توام ہیں، سچے عشق کے ساتھ جو چیز کی جائے گی اس پر اہل دل کو پیار ہی آئے گا، رمی کرتے وقت اگر دل میں سیدنا ابراہیمؑ کی محبت اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم کی اطاعت کا جذبہ اور اپنے دشمن حقیقی سے نفرت کا جوش ہو تو رمی عجیب بہار کی چیز ہے، عجب عبادت ہے اور اگر یہ کیفیات اتفاقاً نہ ہوں یا ان کا استحضار نہ ہو تو بھی حکم الٰہی کی اطاعت کسی حال میں فائدہ سے خالی نہیں،

رمی جمرات کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں پڑھی تھی اس کے مقاصد و حکم حج کے سفرناموں میں دیکھے تھے لیکن اس کا صحیح تصور اور نقشہ ذہن میں بالکل نہ تھا جمرات کی کیا صورت ہے؟ رمی کس طرح ہوتی ہے کچھ اندازہ نہ تھا منیٰ پہنچ کر رمی کی فکر ہوئی، دوستوں میں جو لوگ پہلے سال حج کر چکے تھے ان کو لے کر جمرۂ اُخریٰ پر پہونچے، آج دسویں کو صرف اسی جمرہ کی جو سب سے آخر میں ہے رمی کرنی ہے۔ رمی کرنے والوں کا ہجوم تھا، ایک حوض سا بنا تھا اس کے اوپر ایک لکڑی لگا رکھی گئی تھی تاکہ دور والوں کو اندازہ ہو سکے، حوض میں کنکریوں کا ڈھیر تھا، بعض لوگوں نے غصہ میں جوتے بھی مارے تھے، بعض سادہ دل لوگوں میں نفرت وعداوت کا وہی جذبہ تھا جو اپنے دشمن سے ہوتا ہے بعض مصریوں کو سنا گیا کہ بڑے غصہ سے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ پھر پریشان کرے گا، پھر گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا!۔

مجمع بہت تھا، اگر کوئی نظم کیا بھی جاتا تو مشکل تھا کام صرف کنکریاں

پھینکنا تھا، مگر اس عمل میں بھی ایک خاص سنجیدگی اور عبادت کی شان تھی، اہلِ ذوق کو اس میں بھی خاص لطف اور کیف محسوس ہو رہا ہو گا۔

زوال سے پہلے پہلے الحمدللہ رمی سے فارغ ہو گئے، تلبیہ موقوف ہو گیا اب قربانی کا مرحلہ باقی تھا، احرام کھولنا اس پر موقوف تھا، مذبح میں جانور تلاش کرنا، طے کرنا اور قربانی کرنا آسان کام نہ تھا۔ یہ بھی حج کے مجاہدات میں سے ہے الحمدللہ یہ مرحلہ بھی آسان ہوا، بال منڈائے اور احرام اتار دیا۔

ابھی حج کا ایک رکن باقی تھا، وہ طواف زیارۃ ہے، دسویں ہی کو عصر کے وقت مکہ معظمہ گئے، مکہ معظمہ کی بڑی آبادی آج منیٰ میں تھی اور ابھی دو تین دن رہے گی، جو لوگ نظر آ رہے تھے اکثر طواف زیارۃ کے لیے حاضر ہوئے تھے، پھر بھی مطاف خالی نہ تھا، اگرچہ پہلے کا سا ہجوم نہ تھا، ہم نے سعی طواف قدوم کے ساتھ کر لی تھی، اس لیے آج سعی کرنی نہ تھی[1] طواف سے فارغ ہو کر منیٰ واپس آ گئے۔

اب یہاں کی ہر رات اور ہر دن حاصل عمر ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ایک ایک گھڑی غنیمت سمجھیں اور غفلت کا کوئی لمحہ گزرنے نہ دیں، یہی دن ہیں جن کے متعلق قرآن مجید میں صراحۃً حکم ہے۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کتب مناسک

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (البقرہ ع-۲۵)

پھر جب پورے کر چکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تھے اپنے باپ دادوں کو بلکہ اس سے زیادہ یاد

اور آگے فرمایا کہ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ (البقرہ - ع - ۲۵)

اور یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے۔

اس لیے یادِ الٰہی میں جتنا انہماک اور عبادت میں جتنی مشغولیت ہو کم ہے مگر افسوس کہ اس کا حق بالکل ادا نہ ہو سکا اور اس میں شدید کوتاہی رہی، بے تکلف دوستوں کا مجمع، کھانے پینے کی بہتات، عمر بھر کی غفلت کی عادت، بڑا وقت ہنسنے بولنے، اور کھانے پینے میں گذر جاتا ناظرینِ کرام سے کہنے کا جی چاہتا ہے۔

من نکردم شما حذر بکنید

▪ دیکھ کر افسوس ہوا کہ بہت سے حجاج نے اس قیمتی اور مختصر وقت کے اندر ہی جہازوں کی تحقیقات اور سفر کے منصوبے شروع کر دیے جو وقت قیام سے فائدہ اٹھانے میں گزرنا چاہیے تھا وہ سفر کے دھیان اور تصور میں گزرنے لگا۔

ان دنوں میں کھانا پینا اور خصوصاً قربانی کا گوشت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت سمجھ کر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھ کر کہ

"ھذہ ایام اکل و شرب" یہ کھانے پینے کے دن ہیں، ثواب و عبادت سے خالی نہیں ہیں، یہ بھی اچھی طرح مشاہدہ اور تجربہ کیا ہے کہ اس ارشاد کو سامنے رکھ کر کھانے پینے سے کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی۔

تیرھویں تک ٹھہرنا ہو، ان دنوں میں حج کے سلسلہ کا ایک ضروری کام یہ ہے کہ رمی روزانہ کی جائے، پہلے دن (دسویں کو) صرف جمرۂ عقبیٰ کی رمی کی گئی تھی، اب جمرات ثلٰثہ کی رمی روزانہ ہوگی، دسویں کو زوال سے پہلے پہلے رمی مسنون ہے اور گیارھویں، بارھویں، تیرھویں کو (اگر تیرھویں کو ٹھہرنا ہو) زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر رمی کا حکم ہے، اول جمرۂ اولیٰ کی (جو مسجد خیف کے متصل ہے) پھر جمرۂ وسطیٰ کی، پھر جمرۂ اخریٰ کی[1]

تیرھویں کو منیٰ سے جانے کا عزم ہے، ان دنوں میں بشدت اس کا احساس ہوتا ہے کہ منیٰ کے کم سے کم یہ تین دن دینی دعوت اور تعلیم و تربیت کے مغتنم ترین دن ہیں جو مجموعی طور پر عالم اسلام کو اتنے بڑے پیمانہ پر کبھی میسر نہیں آسکتے، عالم اسلام کا ایک بہترین نمائندہ مجمع جو راہ خدا میں نکلا ہوا ہوتا ہے جس میں اتنے دنوں کے مجاہدہ، تعلقات و مشاغل سے انقطاع، فاسد ماحول سے بے تعلقی حج کے انوار و تاثیرات کی وجہ سے دین کے جذب و قبول کرنے کی استعداد پیدا

---

[1] رمی کے مفصل احکام کتب مناسک میں دیکھے جائیں ۱۲

ہو چکی ہوتی ہے اور دین و عبادت ہی کے لیے اس کا قیام ہوتا ہے۔ اگر اس وقت سے فائدہ اٹھایا جائے تو برسوں کا کام چند دنوں میں اور ہزاروں میل کا سفر ایک مختصر سے رقبہ میں طے ہو جائے۔ ایک جہاز پر اگر ایک ملک یا چند صوبوں کا قافلہ ہوتا ہے اور اس کے اوقات دین اور علم دین کے لیے فارغ ہوتے ہیں تو منیٰ کے میدان میں پورے عالم اسلام کا کارواں اترا ہوا ہوتا ہے اور دین کے لئے فارغ۔

مگر صد حیف کہ ایسی فرصت سے دینی تعلیم و تربیت اور اسلامی دعوت کا فائدہ قطعاً نہیں اٹھایا جاتا، ہماری دینی زندگی کی چول اپنی جگہ سے ایسی ہٹی ہوئی ہے کہ کسی چیز سے بھی ہم فائدہ نہیں اٹھا سکتے، صرف منیٰ کے قیام کے یہ دن اور حجاج کا یہ مجمع ایسا تھا کہ اس سے پورے عالم اسلام میں دین کی روح پھونکی جا سکتی تھی اور دعوت کا جذبہ پیدا کیا جا سکتا تھا، یہ مجمع ایک باد بہاری تھا جو سارے عالم میں دینی دعوت و اصلاح کے بیج بکھیر سکتا تھا، اور دین کے ہزاروں چمن کھلا سکتا تھا، پچاس حکومتیں، ہزار انجمنیں، سینکڑوں اخبارات و رسائل، لاکھوں مبلغ و داعی وہ کام نہیں کر سکتے جو منیٰ کی ایک منظم دعوت اور ایک تربیت یافتہ جماعت کر سکتی ہے، پہلے یہ سب حج کے ثمرات و منافع میں داخل تھا۔ "لیشھدوا منافع لھم" کا مفہوم اتنا تنگ نہیں جتنا سمجھا جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جو آخری عالمگیر وصیت فرمائی ہے

وہ عرفات ومنیٰ کے میدان ہی میں فرمائی، عرفات ومنیٰ کا مخاطب مجمع ہی اس کی صلاحیت رکھتا تھا۔ کہ فرمایا جاتا۔

لیبلغ الشاھد الغائب فرب مبلّغ اوعی من سامع

دیکھو جو موجود ہے وہ میری یہ باتیں ان تک پہونچا دے جو یہاں موجود نہیں، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بالواسطہ سنتا ہے وہ اپنے کانوں سے سننے والے سے زیادہ سمجھنے والا اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔

حج ہی کے موقع پر سورۂ برأت کی ابتدائی آیات اور مشرکین کے احکام کا اعلان ہوا، حج ہی کے موقع پر ایک خلقت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دین کی تعلیم حاصل کی، حج ہی کے موقع پر بلاد و امصار کے طالب علم دین سیکھنے، احکام معلوم کرنے احادیث سننے جمع ہوا کرتے تھے، حج آج بھی عالم اسلام میں زندگی کی لہر پیدا کر سکتا ہے مسلمانوں میں دینی شعور اور اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کرا سکتا ہے، حج ہی کے ذریعہ اس بھٹکے ہوئے قافلہ کو اپنی گم کردہ منزل نظر آسکتی ہے، اور "معمار حرم" کو "تعمیر جہاں" کا بھولا ہوا کام یاد آسکتا ہے، حج اصلاح و انقلاب کی ایک عظیم الشان طاقت ہے مگر ہماری کاہلی اور نادانی سے یہ طاقت بہت کچھ ضائع ہو رہی ہے، ہر سال ضائع ہوتی ہے اور برسہا برس سے ضائع ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات میں کمی نہیں، مگر ہماری طرف سے ناقدری میں بھی کمی نہیں

اگر کسی زندہ اور صاحب عمل قوم کو یہ موقع حاصل ہوتا اور اس کو ہر سال بلا کسی
جد و جہد اور مادی ترغیب کے محض دینی کشش اور اخروی نفع کی بنا پر یہ عالمگیر
اجتماع میسر ہوتا تو وہ تمام عالم میں انقلاب کر سکتی تھی اور دنیا کے گوشہ گوشہ
میں اپنا پیغام پہنچا سکتی تھی، دنیا کی بہت سی قومیں جو نبوت اور وحی الٰہی کی عطا
کی ہوئی دولتوں سے محروم ہیں، حج کے اس بین الاقوامی اجتماع کو جس میں ہر حصۂ
زمین سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمان اپنا خرچ کر کے اور راستہ کی صعوبتیں برداشت
کر کے اپنے شوق سے جمع ہوتے ہیں رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں، ان کو
اپنی چھوٹی چھوٹی مجلسوں کے لیے لاکھوں روپئے خرچ کرنے پڑتے ہیں، طاقتور پروپگنڈا
کرنا پڑتا ہے، پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی، اس لیے کہ ان کے ساتھ دینی کشش اور
روحانی جذب نہیں لیکن مسلمانوں کو اس مفت کی دولت کی قدر نہیں۔

تعلیم و تربیت، دینی تذکیر و دعوت، حج کا ضمنی اور ثانوی فائدہ ہے، لیکن
کسی طرح نظر انداز کرنے کے قابل نہیں، خصوصاً اس عہد میں کہ اس کی ضرورتیں
بے حد بڑھ گئی ہیں، اگر کسی ایک ملک کے مسلمانوں میں بھی کسی درجہ کا عزم اور
نظم پیدا ہو جائے اور اس کام کے لئے وہ ضروری تیاری کر لیں، مخلص، دردمند،
صاحب علم داعی کسی تعداد میں بھی فراہم ہو جائیں اور عالم اسلام کی دو چار
زبانوں خصوصاً عربی پر اتنی قدرت حاصل ہو کہ وہ اس میں دعوت کا کام انجام
دے سکیں ان کے پاس دعوت کا ضروری سامان بھی ہو، عالم اسلام کے لیے

پیغام، اس کے اصل امراض و مصائب کی تشخیص اور ان کا صحیح علاج، دین کی طرف بازگشت کی دعوت، امت کی نشأت ثانیہ کا راستہ، امت کا اصل محل و مقام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اس اُمّت کے ظہور کا مقصد، اسلام اور عالم انسانی کا رشتہ، آخرت کی دنیا پر ترجیح، صحابۂ کرامؓ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے حقیقی اوصاف و اخلاق۔

ان مضامین پر خود بھی تیار ہوں اور ان کے پاس ان حقائق کو ذہن نشین کرنے کے لئے اور بعد تک یاد دہانی کرنے کے لئے مختصر رسائل و مطبوعہ مضامین بھی ہوں، ایک ایسی جگہ بھی ہو (عارضی) جہاں وہ منتخب لوگوں کو بیٹھنے، گفتگو کرنے اور مطالعہ کرنے کی دعوت دے سکیں۔ اس لیے کہ اتنے وسیع اجتماع میں وہ ہر جگہ نہیں پہونچ سکتے، دینی زندگی پیدا کرنے کے لیے ان کے پاس ایک نظامِ عمل بھی ہو، جس کا تجربہ ہر ملک میں کیا جا سکے، تو منیٰ کے اس سہ روزہ قیام سے بحیر المعقول فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

دوسرے ممالک کے علاوہ خود ہندستانی حجاج کی ہزاروں کی تعداد ملے گی جس کے پاس وقت گذارنے کے لیے لایعنی باتوں یا فرائض کے بعد کھانے پینے کے سوا کوئی مشغلہ نہیں، ان میں بہت بڑی تعداد دین کے ابتدائی اصول و ارکان سے اگر ناواقف نہیں تو غافل ضرور ہو گی اور کم سے کم ان کی دعوت و تذکیر اور ان کے احیاء و ترویج کے لیے جدوجہد سے ضرور غافل ہے، ان سب کو اس کی طرف متوجہ

کرنا بہت بڑا کام ہے اور اس کام کے لیے منیٰ اور مکہ معظمہ سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔

اس میں شبہ نہیں کہ اس کام میں سو فی صدی بلکہ شاید پچاس فی صدی کامیابی بھی یقینی نہیں، داعیوں اور کارکنوں کی کمی، ان کی بے سروسامانی، مجمع کا پھیلاؤ، وقت کی قلت، انتشار و پراگندگی، ناواقفیت و اجنبیت، یہ اور بہت سی چیزیں جو تجربہ کے بعد علم میں آئیں گی کامیابی کے راستے میں حائل ہیں، لیکن اگر اس عظیم الشان کام میں دس فی صدی کامیابی کا بھی امکان ہو بلکہ سردست کوئی امکان نہ ہو تو بھی ہر قیمت پر یہ سودا سستا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کی اس میں قوی امید ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے قریبی نسبت ہے۔ ع

گر ایں سودا بجاں بودے چہ بودے

کاش اس کو مسلمان اپنی ضروریات کی فہرست میں شامل کر لیتے، کاش! اس کے لیے کچھ اہل ہمت و کچھ اہل توفیق تیار ہو جاتے، کاش ہمارے یہ معروضات دلوں میں کچھ آمادگی پیدا کر سکتے۔

آئیے منیٰ کے اس قیام سے فائدہ اٹھائیں، اور ذرا دیر کے لیے عقبہ چلیں جہاں مدینہ کے انصاریوں نے پہلے پہل حضورؐ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی اس کی حمایت و نصرت کا عہد کیا، اور جہاں حقیقۃً ہجرت اور مدنی زندگی کی داغ بیل پڑی، اسلام کی تاریخ میں اور عالم اسلامی کے طویل و عریض رقبہ میں یہ چند گز

زمین بڑی حرمت وقیمت رکھتی ہے، سچ پوچھیے تو بدر کی فتح کا سنگ بنیاد یہیں رکھا گیا، تاریخ اسلام کا افتتاح یہیں ہوا، عالم اسلام کی تاسیس یہیں عمل میں آئی۔ یہی وہ موقع ہے جہاں اللہ کے نبیؐ سے جو سارے حج کے مجمع سے مایوس ہو رہا تھا، یثرب کے بارہ آدمیوں نے چھپکر بیعت کی اور اپنی خدمات پیش کیں، اگلے سال اسی جگہ تہتّر مرد اور دو عورتوں نے بیعت کی اور حضورؐ کو اہل مدینہ کا پیام شوق پہونچایا اور مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی، حضورؐ نے فرمایا کیا تم دین کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کروگے اور جب میں تمہارے شہر میں جا بسوں، کیا تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی مانند کروگے، مدینہ والوں نے پوچھا، ایسا کرنے کا معاوضہ ہم کو کیا ملے گا۔ فرمایا بہشت!۔ اہل مدینہ نے دریافت کیا کہ اے خدا کے رسولؐ ہماری تسلی فرما دیجئے کہ حضور ہم کو کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے فرمایا نہیں! میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔ اس پر ان حضرات نے بڑے جوش و سرور کے ساتھ بیعت کی۔

یہ جگہ منیٰ اور مکہ کے راستہ میں ہے اور جمرۂ اخریٰ سے کچھ دور نہیں آپ اس سے آتے جاتے گزرے ہوں گے، اب اس جگہ مسجد بنی ہوئی ہے، مکروہ وقت نہیں ہے آئیے ہم بھی دو چار رکعت نفل پڑھیں، اس جگہ اللہ کے بہت سے مخلص بندوں نے اپنے مالک سے بندگی کا عہد و پیمان تازہ کیا اور اپنے رفیقوں کے ساتھ اسلام کی خدمت و نصرت

کا عہد کیا[1]۔ آئیے ہم بھی اللہ سے دعا کریں کہ ہم کو اسلام کی خدمت، اعلاء کلمۃ اللہ کی کوشش اور سنّت نبوی کے احیاء کی جد و جہد کے لیے قبول فرمائے، اور ان صادقین کے طفیل صدق و اخلاص کی دولت سے کوئی حصّہ عطا فرمائے۔

آج ذی الحجہ کی تیرھویں ہے اور منیٰ کے قیام کا آخری دن، عارضی آبادی کا ایک حصّہ کل جا چکا باقی آج جا رہے ہیں، خیمے اکھڑ رہے ہیں، شامیانے لپیٹے جا رہے ہیں، سامان بار ہو رہا ہے۔ منیٰ پر آخری نگاہ ڈالیے اور مکّہ معظمہ کا رُخ کیجیے۔ رہے نام اللہ کا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

مکّہ معظمہ میں داخل ہو گئے، حرم میں نماز پڑھیے اور طواف کیجیے، بیت اللہ کو دیکھیے اور دیکھتے رہیے، ہر وقت اس کا نیا جمال اور نئی شان ہے ؎

کعبہ را ہر دم تجلّی می فزود
این ز اخلاصات ابراہیم بود

اتنے دن سے اس کو دیکھ رہے ہیں مگر جی نہیں بھرتا، نگاہ نہیں تھکتی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود اس ذاتِ عالی کے جمال جہاں آرا کا کیا حال اور اسکی

---

[1] حضرت سید احمد شہیدؒ نے بھی اپنے حج کے موقع پر اس جگہ دین کے لئے سرفروشی و جانبازی پر اپنے ساتھیوں سے بیعت لی تھی اور اللہ سے عہد کیا تھا۔ ۱۲

دید کی کیا مسرت و لذت ہو گی۔

آپ بیشک حج سے فارغ ہو گئے، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپکے اعزہ اور دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے مبارک فرمائے اور آپ کو بار بار لائے، مناسکِ حج میں سے کوئی رکن، کوئی فریضہ اور واجب باقی نہیں رہا، آپ آج اگر حرم سے چلے جائیں تو کوئی فقیہ آپ کو ٹوک نہیں سکتا، آپ کا حج مکمل، مناسک سب تمام لیکن یہاں سے جانے کی ایسی عجلت کیوں ہے، یہاں کا قیام آپ پر خدانخواستہ بار کیوں ہونے لگا، اعزہ کی یاد مسلّم، وطن کی کشش برحق، دوستوں اور عزیزوں کی ملاقات سر آنکھوں پر، لیکن یہاں جو لمحہ گزر جائے غنیمت اور حاصل زندگی، مجبوری کی بات اور ہے مگر اپنی طرف سے جلد سے جلد چلے جانے کا اہتمام اور وطن کا اتنا شوق کہ پر لگ جائیں اور اُڑ کر پہونچ جائیں، اتنی بے مروتی سمجھ میں نہیں آتی، اپنے لئے طواف کیجئے، اپنے مرحوم عزیزوں، دوستوں، استادوں، محسنوں، رفیقوں، اور ساتھیوں کے لیے کیجئے، تنعیم جائیے اور عمرہ لائیے، زمزم سے خوب سیراب ہو جئے، حرم شریف میں نمازیں پڑھیے اور ہر نماز میں لاکھ نمازوں کا ثواب پایئے، قرآن مجید کی تلاوت کیجئے، ہمت ہو تو غار حرا کی زیارت کیجئے، فرصت ہو تو غریب محلّوں اور نکہ ردینوں کی آبادی میں جا کر ان کی دینی حالت دیکھئے، ان سے خود استفادہ کیجئے اور اگر آپ سے کوئی دینی فائدہ پہونچ سکے تو اس سے دریغ نہ کیجئے مکہ معظمہ کے اہل علم و فضل سے ملاقاتیں کیجئے۔ حرم میں اب حجاج کا ہجوم نہیں،

حجرِ اسود کا باطمینان استلام کیجیے، رکن یمانی کے پاس، حطیم کے اندر، مقامِ ابراہیم پر شوق سے نوافل پڑھیے، جتنے ارمان باقی رہ گئے ہوں سب نکالیے اور سب شوق سے پورے کیجیے۔

اب اگر صدائے رحیل بلند ہوگئی اور جانا ٹھہر گیا تو طوافِ وداع کرلیجیے اور بیت اللہ اور حرم شریف سے رخصت ہوجیے۔ جدّہ میں اگر جہاز میں اتفاقاً دیر ہو اور آپ مکۂ معظمہ واپس نہ آسکیں تو ان حجاج میں جو جہاز دل کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور کسی طرح وقت گزاری کر رہے ہیں۔ چل پھر کر اور مل جل کر پھر دینی ضروریات و احکام کی طرف ان کو متوجہ کیجیے، مگر خود ان کے حقوق اور ان کے احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ اگر چہ حج میں ان کے شریک ہیں مگر اس سے ان کے حج کا احترام آپ کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتا کسی کلمہ سے ان کی تنقیص یا ان کی دل آزاری نہ ہو۔

جہاز تیار ہے، بسم اللہ کر کے سوار ہوئیے، واپسی ضرور ہے، سفر بیشک وطن کی طرف ہے لیکن یہ یاد رہے کہ واپسی اللہ کے گھر سے ہے اور آپ حج کی ذمہ داریوں کے ساتھ واپس ہو رہے ہیں، نمازوں کا اہتمام، ذکر میں مشغولیت، رفیقوں کا خیال، ساتھیوں کے لیے ایثار کا جذبہ، اپنی کوتاہیوں پر ندامت و استغفار، پہلے سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کی دینی خدمت و رفاقت کا موقع دوبارہ عطا فرمایا ہے

اس موقع سے فائدہ اٹھائیے اور اپنے حج کو قیمتی بنائیے،

احباب رخصت، یہ نوشتہ کیا عجب ہے کہ ہم سے زیادہ خوش قسمت ہو
سفر حج میں آپ کے ساتھ ہو، اور حرمین میں اس کو آپ کی رفاقت کی سعادت
ل ہو، اور خدا کی قدرت و رحمت سے بعید نہیں کہ آپ کو اس سے کچھ کام
بات ہاتھ آجائے، اگر یہ نہ ہو تو بھی ایک ادنیٰ و نااہل رفیق کا بھی حق ہوتا
، حجاج کو اپنے اس سامان سے بھی انس ہو جاتا ہے جو اس سفر سعادت میں
ہ ہو، یہ بھی نہیں تو اخوت اسلامی کا حق ضرور ہے، ان حقوق کی بنا پر اور
کسی حق کے لوجہ اللہ یہ درخواست ہے کہ راقم سطور، اس کے والدین اعزہ
احباب محسنین (اور اس مجموعہ کے مرتب و معاونین) کے لیے مواقع قبولیت

ں دعا فرمائی جائے۔

غرض نقشیست کز ما یاد ماند — کہ ہستی را نمی‌بینم بقائے
گر صاحبدلے روزے ز رحمت — کند بر حال ایں مسکیں دعائے

وداعِ کعبہ

حضرت عروجؔ قادری

رخصت اے رکن یمانی رخصت اے سنگ سیاہ
یاد رکھنا میرے آنسو یاد رکھنا میری آہ

اے حطیم پاک رخصت تجھ سے بھی ہوتا ہوں میں
لپٹ کر سر دے دے دھنتا ہوں سر روتا ہوں ہر

رخصت اے میزاب رحمت الوداع اے بام و در
رخصت اے دیوار کعبہ الوداع اے پاک گھر

الفراق اے رکن شامی الوداع اے مستجار
چبھ رہے ہیں دل میں کانٹے ہو رہا ہوں بے قرار

چھوڑ کر سب کو چلا ہوں رخصت اے رکن عراق
مختصر یہ ہو رہا ہے ہجر کعبہ دل پہ شاق

الوداع اے باب کعبہ الوداع اے ملتزم
یاد رکھنا گریۂ شب، نالہ ہائے صبح دم

آ لپٹ لوں خوب تجھ سے آج با قلب حزیں
جانے تجھ سے پھر لپٹنا ہے کہ قسمت میں نہیں

الوداع اے حجرۂ جبریل رخصت اے مطاف
چھوڑتا ہوں ہائے تجھ سے باچشم پرنم اے غلاف

زمزمی یا رحمت ہو تجھ پر میں ترا بس چلا
روبرو ہے کعبہ تجھ کو کاشانہ آخر بتا

الوداع اے چاہ زمزم رخصت اے آب طہور
تجھ کو پینا دل کی ٹھنڈک، دیکھنا آنکھوں کا نور

اے الٰہ الخلق، رب البیت، رب دو جہاں
یہ دعا ہے آخری میری کہ پھر لانا یہاں

پڑھ چکا میں آخری جب واجب طوف المقام
ذرے ذرے کو کہا میں نے وداعی السلام

بیتابیٔ شوق

از سیّد انیس الدین احمد رضوی امروہی

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

وارفتۂ غمِ مہجوری، اے قلبِ حزیں لے چل — اے سازِ یقیں لے چل، اے سوزِ یقیں لے چل
اے ذوقِ نظر لے چل، اے شوقِ جبیں لے چل — اس روضۂ اقدس کے، اس در کے قریں لے چل

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

وہ سامنے آنکھوں کے روضہ نظر آتا ہے — فردوسِ محبت کا نقشہ نظر آتا ہے
آنکھوں سے کچھ اٹھتا سا پردہ نظر آتا ہے — خورشیدِ محبت کا جلوہ نظر آتا ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

غرقابِ مصیبت کو ساحل نظر آتا ہے — مجنونِ طریقت کو محمل نظر آتا ہے
اس در سے کہیں جانا مشکل نظر آتا ہے — یہ سر انہیں قدموں کے قابل نظر آتا ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

پوچھے کوئی اس دل سے جو کشتۂ فرقت ہے — ناکامِ تمنا کیوں بیتابِ زیارت ہے
وہ بارگہِ اقدس عشاق کی جنت ہے — تسکینِ تمنا ہے، تقدیسِ محبت ہے

اے جذبۂ دل لے چل، اللہ وہیں لے چل

دنیائے محبت پہ رحمت کی گھٹا چھائی — میخانۂ وحدت پر ہیں جمع تماشائی

پھر ساقی طیبہ نے کی انجمن آرائی
بیتاب ہے اس سر میں پھر شوق جبیں سائی

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

گلزار بداماں ہے ہر نخل گلستاں کا
صد مہر درخشاں ہے ہر ذرہ خیاباں کا
ہر گوشہ میں منظر ہے دربار سلیماں کا
واللہ ہے عجب عالم بزم خرد ذیشاں کا

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

اے جذبۂ دل تو ہی اس دل کی نشانی ہے
اس در کے قریں لے چل جو قصر معانی ہے
ہے ایک خلش دل میں جو ان کو دکھانی ہے
ایک غم کی کہانی ہے جو ان کو سنانی ہے

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

اس در گہ والا پر با چشم تر آیا ہوں
اپنے دل بے کس کی لے کر خبر آیا ہوں
اک ٹوٹے ہوئے دل کا میں نوحہ گر آیا ہوں
آنکھوں کے بل آیا ہوں عالم بسر آیا ہوں

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

کہتا ہے کہ آیا ہوں اس در پہ میں فریادی
کہتا ہے کہ لایا ہوں اک محضر بربادی
کہتا ہے کہ قسمت نے کیا کیا ستم ایجادی
کہتا ہے کہ اک میں ہوں اور بخت کی ناشادی

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

کہتا ہے انیس ان سے دوران جبیں سائی
اے مظہر محبوبی اے شان دل آرائی
کن بر سر تا بوتم یک جلوہ بہ رعنائی
اے دلبر لعل تو اعجاز مسیحائی
اے بادشہ خوباں داد از غم تنہائی
دل بے تو بجاں آمد وقت است کہ باز آئی

اے جذبۂ دل لے چل اللہ وہیں لے چل

"قُربِ مقصود"

(زائرِ حرم حضرت حمید صدیقی لکھنوی)

تیرے کوچے میں حمیدِ خستہ حال آ ہی گیا
اپنے بندے کا تجھے آخر خیال آ ہی گیا

آج اک جھونکا نسیمِ صبح کا میرے لئے
لے کے پیغامِ طرب، پیکِ وصال آ ہی گیا

جس کو آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں اور دل بیتاب تھا
آ گیا وہ مظہرِ حُسن و جمال آ ہی گیا

میں ابھی غرقِ تصور تھا کہ دیکھا یک بیک
رُوبرو میرے وہ حُسنِ بے مثال آ ہی گیا

اے دلِ دردآشنا، اے جانِ مُضطر ہوشیار
ہاں سنبھل اب وہ مقامِ وجد حال آ ہی گیا

مژدہ اے دل آفریں صد آفریں اے اضطراب
سامنے آنکھوں کے مینارِ بلال آ ہی گیا

دیکھ کر اُن کی نگاہِ خاص کا لُطف و کرم
کیا کہوں بے ساختہ لب پر سوال آ ہی گیا

اللہ اللہ مجھ سے عاصی پر یہ اُنکی رحمتیں
بے گناہی کو بھی رشکِ انفعال آ ہی گیا

اُن کی اک ادنیٰ توجہ کا اثر ہے یہ حمید
بے کمالی میں بھی کچھ رنگِ کمال آ ہی گیا

عرض احسن

بآستانۂ نبوت کبری علی صاحبہا الصلوۃ والسلام

از حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی نور اللہ مرقدہٗ

حضرت گیلانی کے خاص ہدیہ انداز میں

ہر ملک سے ٹھکرا کر ہر فن سے گھبرا کر
ہر فعل سے شرما کر ہر کام سے پچھتا کر
آمد بدست بنگر

اے خاتم پیغمبر یا قاسم الکوثر
اے صدر ہر سرور اے رہبر ہر رہبر
اے آنکہ توی قیصر ہر کشور دہر مہتر
فی المبدء والمحشر اے ہستی تو محور
للاکبر وللاصغر اے طلعت تو مظہر
للاول والآخر اے رحم جہاں پرور
آقائے کرم گستر
آمد بدست بنگر

امروز چہ مہمانے ناکارہ و نادانے
آلودہ عصیانے آغشتہ دامانے
بازیچۂ شیطانے از کردہ پشیمانے
آمد بدست بنگر
نے مونس و نے یاور
نے ساز نہ سامانے نے علم نہ عرفانے
نے دین نہ ایمانے نے فضل نہ احسانے

خانۂ ویرانے وز کلبۂ احزانے وز محبس زندانے با شکوہ و کفرانے

آمد بدرِ تو بنگر کالحائر والمضطر

با چاک گریبانے با سینۂ بریانے با دیدۂ گریانے با اشک فراوانے

با نالہ و افغانے با شورشِ پنہانے با دانشِ حیرانے با عقل پریشانے

با صورتِ عطشانے در گریہ و درمانے خواہد ز تو فرمانے پیمانۂ غفرانے

آمد بدرت بنگر البائس والمعتر

ما را تو ببین منگر بر رحمتِ خود بنگر انصاف تو کن آخر غیر از تو مرا دیگر

من ناظر و الناصر والشافع و مستغفر

تو جوششِ رحمانی تو سایۂ یزدانی تو شاہدِ ربانی تو جلوۂ سبحانی

تو مرکزِ اعیانی تو جوہرِ فردانی تو مبدءِ اکوانی تو مقصدِ امکانی

تو مرجعِ دہ بانی تو جانی و جانانی ہم ہودی و روحانی تو زبدۂ انسانی

تو نیّرِ فارانی تو گوہرِ عدنانی

تو مہبطِ قرآنی

تو خاتمِ ادیانی ہاں دینی و ایمانی

اے آنکہ تو درمانی ہر رنج و پریشانی بنگر کہ مسلمانی تورانی و ایرانی

ہم ہندی و افغانی ہم مصری و سودانی از زرغۂ شیطانی وز جذبۂ حیوانی

وز دانشِ نفسانی وز شورشِ عمرانی یونانی و رومانی افرنجی و برطانی

در سکرت و حیرانی در ظلمۂ نادانی
در ورطۂ ظلمانی

در فتنۂ طغیانی فی البغی و عدوانی

ہاں دست دعا بکشا، از ذروۂ او ادنیٰ[1] وز قید ما اوحیٰ[2] اے مرضی تو ترضیٰ[3]

اے ملت تو بیضا فاللیل لقد یغشیٰ[4] والکفر قد استعلیٰ[5] ذا امتک المضنیٰ[6]

فی سیکرۃ الاعداء ہاں سہمک لا یطغیٰ[8]

ورمیک لا یخطیٰ[9]

واللہ ھو الاعلیٰ[10] والحق فلا یعلیٰ[11]

---

[1] او ادنیٰ سورۂ النجم کی آیت "ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ" کی طرف تلمیح کی گئی ہے [2] فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحیٰ (یعنی جب او ادنیٰ کے مقام تک عروج ہوا تو اللہ نے اپنے بندے پر وحی کی جو کچھ بھی وحی کی) یہ بھی اسی سورۂ النجم کی آیت ہے ۱۲

[3] سورۃ والضحیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے ارشاد الٰہی ہوا ہے کہ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (قریب ہے کہ تیرا رب تجھے اتنا دے کہ تو راضی ہو جائے) بلاشبہ اس آیت میں بڑی بشارتیں پنہاں ہیں، رحمۃ للعالمین کی رحمت کی رضامندی کے حدود کو سوچیے اور سر دھنیے ۱۲ [4] بس رات چھا گئی [5] اور کفر اونچا ہو گیا [6] یہ آپ کی کمزور ناتواں امت ہے ۱۲ [7] دشمنوں کے قابو میں ہے [8] آپ کا تیر نشانہ سے ہٹ نہیں سکتا [9] اور آپ کے نشانہ کو غلط نہیں کیا جا سکتا ۱۲ [10] اللہ ہی سب سے بڑا ہے [11] اور حق پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

پیارے محمدؐ!

ازمولٰنا سید مناظر احسن گیلانی

(بہار کی دیہی زبان میں)

ے محمدؐ جگ کے سجن   تم پر واروں تن من دھن
صورتیا من موہن   کبھیو کرا ہو تو درشن
(کبھی کرا دیجئے ۱۲)
جیا کنڑے، دلوا ترسے
(دل ۱۲ — کڑھتا ہے ۱۲)
کرپا کے بدرا کہیا برسے
(بادل ۱۲ — کب ۱۲)
تری دوآریا کیسے چھوڑوں   تم سے توڑوں تو کس سے جوڑوں
تری گلی کی دھور بٹوروں   ترے نگر میں دم بھی توڑوں

جی کا اب ارمان یہی ہے
اٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے

صلی اللہ علیک نبیتا   ترے دوارے آیا دکھیا
بھنیا اکی پکڑو ہو راجا   اپنے حسینؓ و حسنؓ کا صدقا
(بانہہ — اس کا — پکڑ دیجئے اے راجہ ۱۲)
دھوا گھیریں ناؤ کو اس کے
(موج عظیم ۱۲)
اب نہیں ہم ہیں اپنے بس کے

سیس پہ اپکے پاواں دھرہو — پیت کی اگیا من میں بھرہو

سر ۱۲ — پاؤں ۱۲ — محبت ۱۲ — آگ ۱۲

بھدر ہوا پہ تکی کر یا کر ہو — سینو میں ایسن کر گجر ہو

حد سے زیادہ منحوس و بدبخت پہ خدا مہربانی کیجئے — خوب یقین بھی ایسا کر دیجے

راجا تمرسی دیوڑھی بڑی ہو

رحمت تمرے نام پڑی ہو

اندھیرے کے تم دیا بتا ہو — ہردے کا اپکے جوت جگا ہو

اندھے کو بتا دیجیئے — قوت باطنی ۱۲

ڈگری پہ اپنے اکو چلا ہو — بُودھا کے تم بدھی بنا ہو

راستہ ۱۲ — بے وقوف کو آپ دانش مند بنا دیجیے

کھینچو اکو پاپ نرکو سے

دھودیہو کالکہ منہ کا اپکے

سیاہی ۱۲

تمرے پیا کی اونچی اٹریا — ہمری نے ہی واں پہ گجریا

نہیں ہے

بتلا بتلا رہی نجریا — پکھیلی ہی اک تمری دواریا

بھٹک بھٹک کر رہی ہوں — نظر — ہوئی ہے ۱۲

ان کہ ہوا تمرے سے چلی ہو

ان کا پتہ تم سے

کھوجوا بھی ان کا تمرے سے ملی ہو

سراغ — ان کا آپ ہی سے ملے

پی کی پتیا تم ہی لے لہو — ان کہ بتا تم ہی سنی لہو

محبوب کا خط آپ ہی لے لیجئے — ان کی باتیں آپ ہی سے سنا دیں

ہمنی کے نندیا سے تم جگے لہو — مرل تہلکی تم ہی سے جلے لہو

ہم لوگوں کو نیند سے آپ ہی کرتے جگایا — مرے ہوئے تھے تم ہی نے جلایا

دھرتی کے لوں تم ہی دیا ہے

آپ ہی کی مہربانی

مکتی بھی ہوا ہی تمری دوا سے

نجات بھی ہو گی آپ ہی کی دعا سے

حج کے بعد

حسرت اور تمنا

(از حضرت صوفی ایم اے)

حسرت :-

حسرت رہ گئی پہلے سے حج کرنا نہ سیکھا تھا
کفن بردوش جا پہونچا مگر مرنا نہ سیکھا تھا

نہ رہبر تھا نہ ہمدم تھا نہ منزل آشنا تھا میں
محبت کا سمندر، دل کی کشتی، ناخدا تھا میں

ہوائیں تھیں، تلاطم تھا، سفینہ ڈگمگاتا تھا
بڑا گہرا سمندر تھا جدھر نظریں اٹھاتا تھا

وہ موتی تہ نشین بحر ہیں مسافر جن کا جویا تھا
کہاں تک تی، کہاں میں، وہ خود سفینہ ہی ڈبویا تھا

مگر فضل الٰہی دستگیر اپنا نہ ہو جاتا
تو ایک ادنیٰ تھپیڑا موج عصیاں کا ڈبو جاتا

تسلسل ملاقات عشق کا حج ہے خبر کیا تھی
جہاں ہو شرط کعبہ بھی پہ آوارہ نظر کیا تھی

یہ کیا معلوم تھا ان کی تجلی کیسی ہوتی ہے
خبر کیا تھی کہ عالم کیا تسلی کیسی ہوتی ہے

یہ کیا معلوم تھا کیا چیز خود ملا سے کعبہ ہے؟
خبر کیا تھی کہ کس درجہ بلند اوپر سے کعبہ ہے؟

اسے لے دے کے ابراہیم کی تعمیر سمجھا تھا
جو محو دید جاناں تھا قالب سے تصویر کھنچا تھا

زمیں سے عرش اعظم تک کبھی دیکھا نہ تھا میں نے
غضب ہے اپنا پریتم تک کبھی دیکھا نہ تھا میں نے

فقط ایک نام سے معمور کے کچھ آشنائی سی تھی
یہ کیا معلوم تھا کعبہ اسی کی رونمائی تھی

سمجھتا تھا صدا لبیک کی آواز سے خالی
وہاں پہونچا تو حسرت تھی کہ اپنا ساز ہے خالی

کوئی نغمہ نہ تھا شایانِ محفل سازِ ہستی میں
خدا کا نام بھی لینا نہ سیکھا خود پرستی میں

ہزاروں منزلیں آئیں گئیں، میں رہ گیا سوتا
دلِ بیدار ہی لے کر نہ پہونچا تھا تو کیا ہوتا

نہیں ہے وہ آنکھ جو وا از پئے دیدار ہو جائے
نہیں ہے وہ دل وہاں جو مہبطِ انوار ہو جائے

صفا، مروہ، مقامِ سعی، منیٰ، زمزم، خیف، جنانیں
میں ششدر تھا اڑاتے تھے یہ سب عرفان کی تانیں

دلی ہر ذرّہ سے تھی چھوٹ انوارِ الٰہی کی
مگر کچھ فکر میں نے کی نہ تھی دل کی سیاہی کی

خبر کیا تھی کہ کیا ہیں بو قبیس و طور کے جلوے
کیا معلوم تھا ہوتے ہیں کیسے نور کے جلوے

یہ کیا معلوم تھا ان کی کرم فرمائیاں کیا ہیں
حرا کی خلوتیں یا ثور کی یکجائیاں کیا ہیں

مری چشمِ محبت خونِ حسرت اب بھی روتی ہے
خبر اے کاش یہ ہوتی کہ حج کیا چیز ہوتی ہے

وہ منزل تقربِ باری کی وہ رفعت کہ وہ رحمت کی
خبر کیا تھی کہ یہ سیڑھی ہے معراجِ محبت کی

گیا، حج کر کے لوٹ آیا، تو اب حسرت یہ ہے طاری
کہ پہلے سے نہ کی افسوس حج کرنے کی تیاری

حرم سطحِ زمیں پر مرکزِ عشق و محبت ہے
جسے کہتے ہیں صحرائے عرب بحرِ حقیقت ہے

جسے کہتے ہیں حاجی غیرتِ صد قیس ہونا ہے
پکڑ کر دامنِ لیلائے کعبہ خوب رونا ہے

نہ جانے سحر کیا کرتی ہے یہ کالی ردا والی
کہ لاکھوں قیس آ کر جھومتے ہیں عتبۂ عالی

یہ سیریں ہیں نہ تفریحیں تجارت کے نہ میلے ہیں
مگر اس دشت میں یہ جذبِ مستی ہے یہ ریلے ہیں

اگر فولاد کے کانٹے بچھائے جائیں صحرا میں
بجائے موج زنجیریں اگر تن جائیں دریا میں

تو ابراہیم نے جن خوش نصیبوں کو پکارا تھا — پکار آگیا، جنونِ عشق کا ایک نقش ابھارا تھا

وہ مجنونِ محبت، وہ سراپا عشق دیوانے — چلے آئینگے کانٹے توڑنے، زنجیر کھڑکانے

یہ دیوانے اگر پہلے سے کچھ ہشیار ہو جاتے — حرم میں بن کے محرم صاحبِ اسرار ہو جاتے

جسے کہتے ہیں بطحا، منزلِ عشقِ الٰہی ہے — یہاں شاہی فقیری ہے، فقیری رشکِ شاہی ہے

کفن پہنے، پریشاں حال، وہ شوریدہ سودائی — چلا آتا ہے آنکھیں دیکھتا مستِ جاں کاہی

یہاں کا ہی حقیقت میں حیاتِ جاودانی ہے — وگرنہ گوشت، ہڈی، کھال، مٹی، خون، پانی ہے

فضاؤں میں یہیں کی عشق کا پودا پھبکتا ہے — ہوا یہ کھا کے گلزارِ دل، سوسن لہکتا ہے

منور کر کے قندیلِ حرم سے اپنے سینے کو — چلا جاتا ہے ہنستا کھیلتا حاجی مدینے کو

ملائک راہ میں پیروں کے نیچے پر بچھاتے ہیں — نہ ہے عشاق جو محبوب کی گلیوں میں جاتے ہیں

یہ وہ در ہے جہاں روح الامین دربان ہیں جس کے — سمجھ میں کاش آجاتے یہ رستے انکی مجلس کے

ہزار اعلیٰ بار تجھ پہ اے مدینہ میں فدا ہوتا — جو بس چلتا تو مر کر بھی نہیں تجھ سے جدا ہوتا

یہیں جاں دادگانِ عشق کی بزمِ حسیناں ہے — احد کا دامنِ رنگیں گلستانِ شہیداں ہے

اگر کانِ شہادت کی طرف ہم کان دیتے ہیں — تو یہ معلوم ہوتا ہے صحابہ سانس لیتے ہیں

نبی کے نطق کی حامل مدینہ کی ہوائیں ہیں — یہاں گونجی ہوئی اب تک صحابہ کی صدائیں ہیں

فضا خاموش ہو جاتی ہے جب تاروں کی چھاؤں میں — تو ہنگامِ تہجد کی سکوت افزا فضاؤں میں

نبی کا نطق دل میں خود سکینہ بن کے آتا ہے — صحابہ کا کلام اک سکینہ بن کے آتا ہے

یہاں کا ذرہ ذرہ کھینچتا ہے دل کے دامن کو — کہ اے طائر کہاں؟ اب چھوڑ کر اپنے نشیمن کو

کہیں ایسا نہ ہو مر کر کہیں برباد ہو جائیں
چلو طیبہ چلیں ہو کر وہیں آباد ہو جائیں

تمنا۔

تمنا ہے کوئی اللہ والا پھر دعا کر دے
کہ مجھ کو رب کعبہ دولت حج پھر عطا کر دے

وہی تیاریاں ہوں پھر علائق سے جدا ہو کر
یہ بندہ پھر خدا کا ہو کے ترک ما سوا کر دے

گلے سے اپنے بچوں کو لگاؤں اور جدا کر دوں
محبت اپنی غالب ہر محبت پہ خدا کر دے

چلوں گھر چھوڑ کر جس دم تو رب البیت کا ہاتف
تو دیدار یا نبی دل کے پردوں کو اٹھا کر دے

وطن کے باغ سے جس وقت نکلوں راہ غربت میں
مدینہ یاد آ کر باب جنت مجھ پہ وا کر دے

مجھے رخصت کریں رو رو کے جس دم آنسوؤں والے
جنون شوق بحر اشک میں طوفاں بپا کر دے

مسافر مکہ کے بسم اللہ مجریہا و مرساہا
جہاز زندگی اپنا سپرد ناخدا کر دے

کفن پہنائے جب مجھ کو خدا میقات ہستی پر
فنا فی اللہ کر کے زندگی سر تا بپا کر دے

صدا لبیک کی یکبارگی جب چار سو گونجے
مجھے دیوانگی اس وقت مصروف بکا کر دے

فغاں کے ساتھ نکلیں پے بہ پے لبیک کی چیخیں
تصور ان کے گھر کا میری حالت کیا سے کیا کر دے

برہنہ پا برہنہ سر کفن بر دوش جا پہنچوں
جہان شوق میں میرا جنون محشر بپا کر دے

وہی صحرا وہی دشت و جبل پھر آ کے دیکھوں
غبار ان کی گلی کا میری آنکھیں سرمہ سا کر دے

وہ دیکھوں میں بیاں جس کے عاجز ہو زباں میری
وہ تماشے کہ مجھ کو بے نیاز مدعا کر دے

حدودِ پاک میں ان کے حرم کے سر کے بل چل کر | وہ سجدوں کو مرے تا اتمامِ نقشِ پا کر دے

تقاضائے ادب یوں آبلہ پائی کی خو ڈالے | نیازِ راحلہ کی قید سے مجکو رہا کر دے

نیازِ عاشقی لیکر گلی میں ان کی یوں دوڑوں | کہ مجکو جذبِ معشوقانہ منزل آشنا کر دے

ادب کر جان دیدوں جب حریمِ پاک میں پہنچوں | مگر پھر جی اٹھوں جب امن کعبہ ہو ادا کر دے

بہت رو رو لپٹ کر لیلیٰ کعبہ کے دامن سے | یہ بارش آنسوؤں کی نخلِ ہستی پھر ہرا کر دے

اسے چوموں حبیبِ کبریا نے جس کو چوما ہے | کہ شادی دل زمزمۂ عشقِ تب بن سے ثنا کر دے

وہ کعبہ کا اک لعلِ گلگوں سنگِ اسود ہے | نہیں چشمِ سیہ ہے حسن جس کو سرمہ سا کر دے

پیوں پھر سیر ہو کر آبِ زمزم چاہِ زمزم پر | مرا عالم طلب لبریز یہ آبِ بقا کر دے

شعائرِ خدا کے باذل ذوقِ ہاجرہ لیکر | مری توفیق شرحِ آیہ انّ الصفا کر دے

جھکا دوں سر کو اسمٰعیل ساں سر سنگریزے پر | مجھے قسمت مگر آوارۂ دشتِ منا کر دے

پیادہ پا چلوں پھر خیمے میں گئے مزدلفہ | کہ مشعر پر خدا مہ ذکر کی نعمت عطا کر دے

طوافِ سنت کی جاؤں مکہ کے پھر از ناممکنا | کہ اپنے پاک گھر کا مجکو حاجی پھر خدا کر دے

منا میں جب گمن آتے وہ میرا خاطر ہستی | حیاتِ طیبہ کا خلعتِ تازہ عطا کر دے

اڑا لے جائے پھر سوئے حرم مجکو مری حسرت | کہ بلبل گل کے آگے آخری مجرا ادا کر دے

تمنا ہے مری چشمِ ارادت دل کا سرمایہ | غبارِ آستینِ شاہ ہر شکیں قبا کر دے

گزر کر عشق و شورش کے منازل سے چلوں تھم تھم | تو وہ حسن آفریں میری ادائیں مرحبا کر دے

حبیبِ کبریا کی بزمِ محبوبی میں جا پہنچوں | کرم پھر مجھ پہ اتنا وہ حبیبِ کبریا کر دے

جہاں سے گنبدِ خضرا نظر آئے ان آنکھوں کو
کوئی اپنے قصیدے کی وہیں سے ابتدا کر دے

درودوں کے ترنم سے صدائے بازگشت اٹھے
یہاں دل کو نبی کا نعت خواں ہو تو ثنا کر دے

نظر جس وقت آنکھوں کو مری باب السلام آئے
نکل کر جان قالب سے ادب کا حق ادا کر دے

یہ وہ در ہے جہاں آنکھوں ملائک سر بسجدہ ہیں
دعا یہ ہے کہ توفیق ادب مولیٰ عطا کر دے

کوئی مجھ سے جو پوچھے میں وہاں پہونچوں تو کیا ہوگا
وہیں کا ہو رہوں بس یہ کرم مجھ پر خدا کر دے

گل خوبی نہیں مگر از خوبی بلکہ جو کچھ ہے
اسی کا مجھ کو ہوا بلبل شیریں نوا کر دے

درودوں کے تحائف پیش کر کے میں کہوں اس سے
کہ اے شاہ دو عالم مجھ کو طیبہ کا گدا کر دے

ترے کوچہ میں گو رہنے کے قابل میں نہیں لیکن
ترا جود و سخا، تیری دعا، تیری عطا کر دے

بقیع پاک میں مدفن ملا ہے میں نے خواب میں دیکھا
خدا اس خواب کو اک واقعہ سر تا پا کر دے

تمنا ہے کہ خاک پاک کا پیوند ہو جاؤں
تمنا صوفیِ محتاج کی پوری خدا کر دے

آپ حج کیسے کریں
از
مولانا محمد منظور نعمانی
و
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ناشر کتب خانہ الفرقان لکھنؤ
قیمت مجلد